جو ترے گلشن میں ارمانوں کا سکھ لٹتا ہے

اے دل ہر لمحہ زمانے کے ستم سہتا ہے

بے وفا کو سمجھتا رہا میں یہ تمہارے پلٹے یار

لو انتقام مجھ سے میرے ساتھ چلکر

قصہ حاتم طائی

اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶ - امین آباد پارک لکھنؤ

باہتمام علی حسین خان

۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دے مجھے روشن بیانی
کہ تا دل پر کھلے راز نہانی
زبان کو مخزن اسرار کر دے
دہن کو گوہر معنی سے بھر دے
کمیت خامہ کو میرے لگا پر
یہ معنی مین مجھکو آشنا کر
پلا دے مجھکو جام ارغوانی
کہ جس سے طے ہو حاتم کی کہانی
کہین سنکر اسے ارباب اردو
کہ یہ ہے گوہر ارباب اردو ٭

یہ قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی مین کسی شخص نے آگے لکھا تھا اب اسکو سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری رہنے والے دہلی کے نے امیر الامرا سپہر پناہ بیچارگان دستگیر درماندگان بیکسان نوشیروان وقت ہمایون بخت بہ نواب عظیم الشان شیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی حکومت مین خداوند خدایگان عالی الشان عالی خاندان جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے حکم سے سنہ ۱۲۱۶ھ و سنہ ۱۸۰۱ع کے مطابق اور سنہ جلوس تینتالیس ۴۳ شاہ عالم بادشاہ غازی کے موافق زبان ریختہ مین اپنی طبع کے موافق جو اسکے ہاتھ لگی تھی ترجمہ نثر مین کیا اور اسکا نام آرایش محفل رکھا مگر اکثر انہین اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع مناسب پایا وہان زیادہ کیا تاکہ قصہ طولانی ہو جاوے اور سننے والونکو خوش آوے ٭ مولف نے یون لکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین طے نام یمن کا ایک بادشاہ تھا نہایت صاحب حشم عالیشان ہر طرف سے خرم خندہ حال زر و جواہر سے مالامال اسکی رعیت سب خوشحال اور مالدار و سپاہ بیشمار القصہ اپنے چچا کی بیٹی کو نکاح مین لاکر ثمرہ جاودانی کا امیدوار ہوا بارے خدا کے فضل سے چند دنون بعد بیگم صاحبہ سے ایک لڑکا مہر لقا پیدا ہوا یہ خبر فرحت اثر سنکر اسنے حکیمون اور نجومیون کو بلا کر کہا کہ اپنی اپنی عقل کی آزمائی اور پوتھی و قرعہ کی رو سے دریافت کرو اور بچار دیکھو تو اس لڑکے کے

نصیب کیسے ہیں انھون نے جو دریافت کیا تو ہر طرح سے اس شہزادے کو صاحب اقبال با عرض
کی خداوند سبکو تو اپنے علم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہزادہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا اور تمام
عمر سوائے خدا کا کام کیا کرے گا اور اسکا نام مہر سپہر کیطرح قیامت تک دنیا مین جلوہ گر
رہیگا اسیا سبکو سنکر اسے نہایت خوشی ہوئی اور سجدہ شکر ادا کیا اور ان لوگونکو زر بیشمار سے
مالامال کر دیا اس لڑکے کا نام حاتم رکھکر اپنے مصاحبون سے یہ بات کہی کہ تمام بلاد اسبات
کا اشتہار دو میرے قلمرو مین آج جس شخص کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا ہے وہ وہ آج ہی
کی تاریخ سے نوکر بادشاہی ہے بلکہ اسکے ماں باپ محل مبارک مین پہونچا دین وہ پرورش پائیگا
مین ہو رہیگا چنانچہ اسی روز اسکے ملک مین چھ ہزار لڑکے پیدا ہوئے تھے بحکم شہزادہ ایک ایک
ماں باپ اپنا اپنا لڑکا حضور اعلی مین پہونچا گئے اسی وقت شہزادہ ایان نوکر رکھی
گئین اور ایک ایک لڑکے پر تقسیم ہوگئین چار دائیان حاتم کیواسطے مقرر ہوئین وہ کس طرح سے
تھپکیان لوریان دیکر چمکارتی تھین کہ کسی طرح وہ دودھ پیوے مگر وہ ہمیشہ روتا تھا دائی
کی چھاتی منہ مین نہ لیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ کو پہونچی وہ آیا اور سنکر نہایت متفکر ہوا
اور اپنے اہلکارون سے کہنے لگا کہ جلد سیانونکو بلاؤ غرض وہ آئے اور عرض کرنے لگے جہانپناہ
یہ حاتم زمانہ ہوگا تنہا دودھ نہ پیئیگا جب اسکے ساتھ لڑکے دیے جائینگے تو پیئیگا جب تک جیتا رہیگا
تنہا نہ کھائیگا نہ پیئیگا حاصل کلام جب لڑکے بھی چھاتی پیتے تب یہ بھی پیتا اور اسی طرح وہ تنہا نہ کھاتا
اور نہ غفلت کی نیند سوتا جب وہ چھ برس کا ہوا [illegible] لڑکونکو ساتھ لیکر کھاتا پیتا سیر کیا کرتا
تو یہ ہے کہ جس غریب کو بھوکا پیاسا دیکھتا [illegible] کھانا پانی دیتا [illegible] لاتے رہتا اور
رات دن دینے دلانے مین مشغول رہتا فضل خدا سے جب وہ دس برس کا ہوا جو زر و جواہر باپ نے
جمع کیا تھا اسکو راہ خدا مین صرف کرتا جب شکار گاہ مین جاتا کوئی جانور نظر آتا تو جیتا ہی پکڑ
لیتا اور چھوڑ دیتا اور کبھی سخت وقت نہ کرتا فضل الہی سے حسن بھی بسیار رکھتا تھا کہ جس نے
دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوا اور اگر کوئی سواری بھی فریاد کرتا تو یہ گھوڑے کی باگ
تھام لیتا اور اسے داد کو پہونچاتا اور جو نہ آتا اسے میٹھی میٹھی باتون سے سمجھا دیتا اور کبھی ظلم و ستم کو دل
نہ رکھتا نہ اپنی حمایت نہ بیگانہ کی حمایت کرتا بارے فضل الہی سے تھوڑے دنون مین جوانی کا سبزہ

رخسار نازنین پر اسکا حسن دونا چمکتا تو ہر شخص کو یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا مجھ سے بہت
ہین قدرت خدا کو دیکھیئے کہ اسنے اپنی خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا ہی اسکی سیر کیجیے اور سجدۂ شکر
بجا لائیے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور نام آوری کے ساتھ بسر لیجائیے چنانچہ اسکے حسن خلق اور
دلیری کا شہرہ ہر شہر و قصبہ مین پہونچا جسنے سنا اسکے منہ سے لفظ مرحبا نکلا اور اکثر اسکے دیکھنے کو آتے
تھے اور مسرور ہو کر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقاً وہ کسی جنگل مین ایک دن شکار کھیلنے
گیا کہ اتنے مین ایک شیر نر آتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کر کے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا
ہون تو یہ حیوان بیزبان مرجاتا ہی اگر چھوڑ دیتا ہون تو مین مارا جاتا ہون یقین ہی کہ لپکے
اور مجھے کھا جاے ان دونون شکلون کو خیال کر کے کہا کہ اگر یہ میرا گوشت کھا کر دل تازہ کرے
تو اس سے اور کون سی بات بہتر ہی مجھکو ثواب ہوگا اور اسکا پیٹ بھر جائیگا یہ سوچکر اسکے آگے گیا اور
کہنے لگا اے شیر صحرائی میرا گوشت حاضر ہی اگر رغبت کرے تو پیٹ بھر کر کھا اور جہان چاہے وہان چلا
جا یہ بات سنتے ہی وہ شیر اپنا سر جھکا حاتم کے قدمون پر گر پڑا اور اپنی آنکھین اس کے تلوؤن سے

تشبیہ بادشاہ یمن کی اور پیدا ہونا شہزادہ حاتم کا اور دکھوانا نجومیون سے اسکے ستارہ کا

ملنے لگا حاتم نے کہا اے شیر حاتم کی ہمت سے دور ہے کہ تو بھوکا جائے اگر مجھکو نہیں کھاتا تو
میرا گھوڑا موجود ہے کھا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل
کلام یہ اپنے شہر مین ہمسنون سمیت رہا کرتا تھا اور کار خلق برائے خدا کیا کرتا تھا سنا ہے
کہ خراسان کے ملک مین ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار پیادے اسکے جلو مین ہمیشہ حاضر
رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا تھا
بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس رکھتا تھا اس کے وقت مین برزخ نام سوداگر نہایت مالدار
صاحب شکوہ و وقار تھا اپنے گماشتون کو ہر ایک ملک مین سوداگری کے واسطے

پہلا قصہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کی شہر خراسان سے نکالا جائیگا اور اسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اسکے ہاتھ آئینگا او منیر شامی شہزادہ اسکا اسیر عاشق ہوا اور حاتم کی مدد

مقرر کر رکھا تھا اور انکو بہت سا مال و اسباب دیکر بھیجا کرتا تھا اور آپ اس ملک مین دلجمعی سے
رہا کرتا تھا بادشاہ سے بھی اپنی رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ بھی اسکے اوپر کمال مہربانی
کرتا تھا ایک مدت کے بعد قریب مرگ پہونچا اسکی زندگی کا پیالہ بھر گیا وہ حسن بانو کے
سوا کوئی وارث نہ رکھتا تھا چنانچہ اسکا مال و اسباب اس لڑکی کو پہونچا اور وہ اسوقت بارہ
برس کی تھی آخر اسنے اسکو گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا
اس بادشاہ نے بھی اسے اپنی لڑکیون کیطرح سے رکھا اور اسکے زر و جواہر کا کچھ لالچ
نہ کیا بلکہ وہ سب اسباب اسے بخشا چند روز کے بعد وہ لڑکی جب شعور مند ہوئی تب اپنی
ذہن کی رسائی اور نیک بختی کے باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا منزل
کھاب ہے اس کا بیٹھنا کچھ بڑی بات نہیں اسقدر دولت دنیا لیکر تن تنہا کیا کرونگی
مصلحت نیک یہ ہے کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹا دون اور آپکو آلایش دنیوی سے پاک
رکھون بلکہ یاد خدا ہی مین مصروف رہون اسواسطے تم سے پوچھتی ہون کہ اس سے
کسی صورت سے چھٹکارا پاؤن جو مناسب جانو کہو دائی پہلے دونون ہاتھون
سے بلائین لے کر کہنے لگی اے جان تو ان ساتون سوالون کا اشتہار نامہ لکھکر اپنے

دروازے پر لکھ کر لگاوے اور یہ لکھکر کہ جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا مین اسکو قبول کرونگی وہ ساتون سوال یہ ہین پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ نیکی کر دریا مین ڈال تیسرا سوال یہ ہے کہ کسیکی بدی نکرا گر کریگا وہی پاویگا چوتھا سوال یہ ہے کہ سچ کہنے مین ہمیشہ راحت ہے پانچوان سوال یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لاوے چھٹا سوال یہ ہے کہ موتی جو مرغابی کے انڈے کے برابر بالفعل یہان موجود ہے اسکی جوڑی کا پیدا کرے ساتوان سوال یہ ہے کہ حمام باد گرد کی خبر لاوے حسن بانو نے دائی کی اس بات کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا کون سا ہے جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم پہونچاویگا اسی گمان پر آٹھون پہر نماز مین مشغول رہتی تھی اتفاقاً ایکدن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشہ دیکھ رہی تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر درست چالیس خادمون کو لیے ہوئے اسی طرف سے گذرا اور پانون بھی زمین پر نہ رکھتا تھا چنانچہ وہی اسکے ساتھی سونے چاندی کی اینٹین قدم کے نیچے رکھدیتے تھے وہ انپر پانون رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اس حال مین جو حسن بانو نے آتے دیکھا نہایت خوش ہوکر دائی سے کہا کہ اے امان جان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے جو اس شان و شوکت سے راہ چلتا ہے اس نے کہا امان واری یہ بادشاہ کا پیر ہے ہر مہینے مین دو چار مرتبہ بادشاہ اسکے گھر جاتا ہے اور یہ کبھی انکے یہان اسکے برابر دنیا مین اب کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہے حسن بانو نے یہ سخن سنکر کہا کہ اگر تم پروانگی دو تو مین اس درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی اپنے گھر بلا کر تکلیف دون اور اپنی آنکھین اسکے قدمون پر ملون دائی نے کہا جانی تجکو مبارک ہو یہ کام بہت بہتر کہ مثل مشہور ہے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک غرض اپنے کسی شخص کے ہاتھ اس فقیر کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز بزرگون کے طور سے میرے غریبخانہ کو اپنے قدم مبارک سے [illegible] اور تشریف فرما ہو یہ کمینہ دونو جہان کی دولت حاصل کرے اور اپنے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھر لیوے غرض وہ گیا اور اسکی آرزو کا حال سنا کر

کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہے کہ خردون پر مہربانی کرین انکے دامن تمنا کو گل مراد سے بھرین
اس بات کو اسنے قبول کیا اور کہا مین ضرور آؤنگا کیونکہ سنت نبوی ہے جو کوئی اسکو پھیرے
جہنم مین گرے مگر آج مجھے کام ہے کل صبحکو آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل اور چار گھڑی دن
چڑھے شاہ صاحب بنے چالیسون خادمونکو لیکر رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اسنے
اقسام اقسام کے کھانے پکوائے اور کئی خوان میوے اور مٹھائی کے تیار کرکے کئی کشتیان
ابریشمی زربافی زر و جواہر روپے اشرفیونکی بھی شاہ صاحب کی نذر کیواسطے درست کر رکھین اس
امید پر کہ درویش زمانہ کل آوینگے تو یہ کشتیان انکے آگے دہرونگی اور عجز و انکساری سے
ان کے پاؤن پر گرونگی اتنے مین صبح ہوئی کہ وہ درویش زمانہ سونے اور چاندیکی اینٹون پر
پاؤن رکھتا ہوا حسن بانو کے گھر تک آپہونچا ابیات کرون وصف اسکا مین کیتے کیا
وہ ظاہر مین انسان تھا مسخرا * جو باطن پر اسکے کرو تم نظر * تھا شیطان بھی جسکا ابلیس تھا
نہ بانے کا خطرہ نہ بوڑھی کا غم * وہ تھا قتل کرنے مین تیغ دو دم * الغرض دروازہ سے
نشستگاہ تک فرش زرین بچھوا رکھا تھا وہ اسپر روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آبیٹھا اور
خواجہ سرا نذر و جواہر کی کشتیان اسکے پاس لائے اسنے کسی کشتی کو ہرگز قبول نہ کیا اور
کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہے پھر وہ اندر گئی اور کئی خوان پوشاک کے لے آئی اسنے
ان کو بھی پسند نہ کیا پھر وہ محل مین گئی اور بہت سے خوان میوے اور شیرینی کے
لے آئی اور بڑا سا ایک دسترخوان لطیف و پاکیزہ بچھا کر اسپر چننے لگی اور خوان
سونے چاندی کے باسنون سے بھرے اور ان مین اقسام اقسام کے کھانے دہرے
تھے اور فرش شاہانہ بچھے تھے اور رنگریز بھی الماس تراش اس کے آگے جھکتا تھا
اور خوبصورت لباس زرین اور جواہر سے سجے سجائے چڑاو سونیکی چلمچی و آفتابہ لائے اور ہاتھ
منہ دہلوا کر سامنے باادب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہماری بی بی صاحبہ کی
امیدوار ہے کہ خداوند کچھ تناول کرین یہ بات کو سنکر وہ مکار کہانے لگا اور اس نے
چاندیکے اسباب کو بھی بانٹنے لگا اور پھر نوالے پر جی مین کہتا تھا کہ یہ شخص سوداگر کوئی بڑا مالدار
تھا جو اس طرح بادشاہونکی طرح مال و اسباب اپنے گھر مین چھوڑ گیا چاہیے کہ اس

سب اسباب کو آجکی رات کسی طرح اپنے گھر لیجایئے اور غنیمت سمجھئے اس اندیشہ مین اس ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کرکے ہاتھ کھینچا پھر وہ خواص عطردان لیکے آئی اسنے عطر اپنی ڈاڑھی مین اور پوشاک مین ملا اور سب ظروف کار لگی بھاپنے ظاہر مین حسن بانو کو دعائین دیکر رخصت ہوا اتنے مین رات ہو گئی اور اسکے لوگ اس کمبخت کی ضیافت کے کاروبار مین دن بھر کے تھکے ہوے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا کر سو رہے انھون نے کوٹھون کے دروازے بند کئے نہ اس اسباب جواہر کو ٹھکانے سے رکھا پھر رات کے بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے انھین چالیسون چورونکے ساتھ اس حویلی مین آیا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو تھوڑا بہت لوگ جاگ اٹھے ان لوگون کے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنے کوٹھے کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھتی تھی اور انکو پہچانکر ہاتھ مل مل کہتی تھی کہ افسوس یہ موا وہی خانہ خراب درویش ہے اور اسکے ساتھی ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو اسی پچھتاوے مین کاٹی مگر جبھی کون مردون اور زخمیون کو چارپائیون پر ڈالکر بادشاہ کے در دولت پر لیگئی اور فریادیونکی طرح جاکر کھڑی ہوئی اور بآواز بلند دہائی دیکر کہنے لگی کہ مین لٹ گئی بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے اور کس کے نام سے بلبلا رہی ہے خبرداروں نے خبر کی اے خداوند برخ سوداگر کی بیٹی دو چار چارپائیون پر کئی مردے اور کئی زخمی لائی ہے اور رو رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک بلوائین تو یہ لونڈی کچھ حال اپنی واردات کا ظاہر کرے حضور مین اسبات کے سنتے ہی بادشاہ نے بلوایا اور حال پوچھا اسنے مجرا کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی بڑھے اور مہر انصاف سپہر حق پرست تاقیامت جلوہ گر رہے کل دن کو اس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اسنے یہ غضب مجھپر ڈالا کہ پھر رات گئے اپنے چالیسون فقیرون سمیت آکر مجھ غریب بیکس کے گھر کو لوٹا اور دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا گیارہ بارہ لاکھ روپیے کے قریب زر و جواہر نقد و اسباب لیگیا خدا اسکا منھ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اس نے عاجزہ پر کیا اسکے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کہنے لگا اے نادان بے وقوف تجھے کچھ شعور بھی ہے جو ایسے ولی کو اس طرح کی تہمت لگاتی ہے وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت رکھتا ہے حسن بانو نے پھر عرض کی اے خداوند ایسے کافر کو ولی نہ کہئے یہ تو سلطنت مین شیطان ہے

کچھ روپئے جواہر اور ایک مور یاقوت کا اپنے ساتھ لیکر شہر کیطرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو پہنچی
کہ ایک سوداگر بچہ نہایت شکیل حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے اور در دولت تک آپہونچا ہے
پس بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو نہایت عزت و حرمت سے حضور میں حاضر کرو لوگ اسکو ہاتھوں ہاتھ
امتیاز کے ساتھ حضور میں لے آئے وہ مجرا گاہ میں کھڑے ہوکر آداب قواعد بادشاہی سے تسلیمات و
کورنشات بجالائی اور نذر کے خوان زیر تخت رکھکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا
اور نہایت شفقت سے سوال یوں پوچھنے لگا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہاں آئی پوچھا کیا نام
ہے وہ ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ میں فلانے سوداگر کا بیٹا ہوں قبلہ گاہی گردش فلکی سے فلانی
شہر کے قریب جنگل میں چند روز ہوئے مر گئے امیدوار ہوں کہ ایک شہر آباد کرکے اسکا نام شاہ آباد
رکھوں بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ اے جوان صالح
تیرے ماں باپ نہیں ہیں تو آج سے انکی جگہ مجکو سمجھ میری فرزندی میں داخل ہو جا سے
جو کچھ جہان چاہے وہاں رہ کچھ اندیشہ خاطر میں نہ لا جو چاہے لیجا کہا جہان پناہ میں نے اس سخن کو
پسند کیا اور اسنے اسکا نام ماہروشاہ رکھا پھر فرمایا ای فرزند ارجمند وہ جنگل یہاں سے بہت
دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اس شہر کے قریب آباد کر اور اسمیں
بخوبی رہ اسنے عرض کی جہان پناہ نزدیک دار السلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک
ادب ہے اگر حضور سے ارشاد ہو تو اس جنگل ہی میں شہر بساؤں بادشاہ نے اسکو اجازت
دی بلکہ فرمایا کہ یہ کارکن اس شہر کے آباد کرنے میں مشغول ہوں غرض وہ بھی ایک مہینے میں تین بار حضور
میں مجرے کو آتی اور ہر روز مزدوروں کو انعام دیکر تاکید کرتی کہ جلد تیار کرو وہ انکے کہنے کے
سبب اس کے بنانے میں مصروف رہتے اور نہایت سرگرمی سے اسکی تعمیر میں رات دن مستعد
رہتے تھے دو برس کے بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اسکا شاہ آباد رکھا کاریگروں کو بہت
انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگی ایک دن
بادشاہ کے مجرے کو آئی اور حضرت اس وقت اس درویش بزرگ صورت شیطان سیرت
کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ ای فرزند آج جی چاہتا ہے کہ ہم تم دونوں
اس بزرگوار نیک کردار کی خدمت میں حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کریں کیونکہ ایسے خوش

سبب زیارت نجات کی صورت ہے بسم اللہ کیجیے [illegible] اور آپ کے یہیں [illegible]
بزرگ کی قدمبوسی سے دو نوجوان کی خوبی حاصل ہوتی ہے دوسرے جہان پناہ کے [illegible]
بات کے سوا میرے حق میں کیا بہتر ہے جو کروں اور آپ کے ساتھ چلنا فخر ہے [illegible] اسکا میرے
واسطے خانہ امید ہے کیونکہ اس دولت عظمی [illegible] ان نگر جی میں کہتی تھی کہ ایسے شیطان
مجسم کی صورت دیکھنا روا نہیں لیکن کیا کروں مطیع بادشاہ ہوں حاصل کلام بادشاہ کے
ساتھ اس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اسکی تعریف اس شیطان مجسم کے آگے کرنے لگا
ماہروشاہ کے نام سے مشہور تھی سر اپنا جھکا کر تعریفیں سنتی تھی اور چپکے چپکے کہتی تھی
اس قدر جو مجھپر سرفرازی و مہربانی کرتے ہیں یہ سبب زر و جواہر کی تعریف نہیں تو میں اسی بد
نصیب سوداگر کی بیٹی ہوں کہ جسکو آپ نے شہر سے بھی نکلوا دیا تھا اور مال و خزانہ کو لیا تھا آخر
میں بادشاہ اوٹھا اور اوس فقیر سے رخصت ہونے لگا ماہروشاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی اگر میرے مرشد
اس کمترین کے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں تو میں سرفرازی بندہ نوازی ہے اور یہ بات بزرگوں کی
خصلت سے بعید نہیں اس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ میں آؤنگا ماہروشاہ نے
پھر بادشاہ سے عرض کی کہ میری حویلی شہر سے بہت دور ہے شاہ صاحب کو تصدیع ہوگی صلاح یہ ہے
کہ یہاں ایک حویلی برنخ سوداگر کی قابل بادشاہ ہونیکے ہے بالفعل خالی پڑی ہے اگر خداوند دو چار
روز کے واسطے عنایت کریں تو یہ غلام ایسے ولی کی خدمت قرار واقعی کرکے اور [illegible]
سے بہرہ مند ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو نے اسکی خبر کہاں سے پائی کہا کہ اکثر اس شہر کے رہنے والے
اسکی تعریف کرتے ہیں کہا اے ماہروشاہ وہ حویلی تجھی کو بخشی اس بات کو سنتے ہی وہ آداب بجالایا
اور اپنے لوگوں کو ساتھ لیکر اس حویلی میں داخل ہوا اوسکو بے مرمت دیکھکر بے اختیار
در و دیوار سے لپٹ کر رو دیا لوگوں سے کہا اسکی مرمت کرکے جلد درست کر دو یہ کہکر اپنے
گھر چلا گیا ایک ہفتہ کے بعد ضیافتوں کا سرانجام کرکے یہیں آیا اور کئی خوان چاندی سونے کے
جڑاؤ باسنوں سمیت اور بہت سا اسباب زرتار و زربفت اور ایک بوم طلا اور ایک طلا ڈبہ
یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لایا پھر اپنے نوکر چاکر اس حویلی میں چھوڑ کر بادشاہ
کے پاس گیا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ ارادہ ہے کہ چند روز بہ نرخ سودا

کہین سے نہ ہمیشہ جہان کا تہان پڑے رہنے دینا مگر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو
لکھہ بہیجا کہ آج کی رات ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تہوڑے سے لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک کونے مین چہپے
گہات مین رہو جس وقت اس حویلی سے آواز بلند ہو اُسی گہڑی تم آ پہونچنا اور چورونکو باندہ لینا
کوتوال اس خبر کے سنتے ہی سو دو سو پیادون سے اسکی حویلی کے دائین بائین آکر بیٹہہ رہا
کہ اتنے مین وہ اجل گرفتہ ایک ڈکار لیکر اسکی حویلی مین آ بیٹہا اور اسباب غارت کرنیلگا غرض ہر ایک
نے پہر ایک طرحکے اسباب کا گٹہر باندہکر اپنے اپنے سر پر رکہا وہ درویش اس طاوس کو لیکر حویلی سے
باہر نکلا پیادے تو اسی گہات مین لگ رہے تہے اپنی جگہ سے کودے اور انکو باندہنے لگے چپٹ
پیٹ ان سبہونکی مشکین باندہ لین اور گٹہریان اونکے گلے مین ڈالدین غرض اسقدر شور
وغل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا اونہون نے عرض کی کہ آپ بہی اس سے خبردار رہین صبحکو حضور معلی
مین لے جاینگے وہان سے جو حکم ہوگا سو کیا جائیگا حسن بانو دشمنون کو دیکہکر خوش ہوئی اور اپنے
نوکرونکو انعام دیکر خوشی سے پاؤن پہیلا کر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد
ہوکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر اعظم امیر وخان ونواب مجرا کرکے اپنی اپنی جگہہ کہڑے ہوے
حضرت نے فرمایا کہ آجکی شب شہر مین کیا شور وغل تہا اتنے مین کوتوال اُن سب کو باندہے ہوئے
آ پہونچا اور آداب شاہی بجا لایا عرض کرنے لگا آج پہر رات گئے میر زرخ سوداگر کی حویلی مین ڈاکہ
پڑا ہے نمکخوار اس حال کے دریافت کرتے ہی وہان پہونچا اور انکو مع زر وجواہر باندہکر حضور کی
مین لے آیا ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ شاید مین نے انکو کہین دیکہا ہے ظاہرا صورت آشنا سے نظر پڑتی
ہین وہ یہ عرض کر ہی رہا تہا کہ اتنے مین ماہرو شاہ آیا اور مجرا قواعد بادشاہی کی بعد ایک کرسی
جواہر پر بیٹہہ گیا بادشاہ نے پوچہا کہ اے فرزند ارجمند کیا تمہاری حویلی مین شب کو چور آئے تہے اس
نے کہا جہان پناہ کوتوال شہر بروقت پہونچا نہین تو گہر لٹتا اور مین مارا جاتا یہ بات سنکر
بادشاہ نے فرمایا اُن کو ہمارے سامنے لاؤ وہ اسی طرح لے آئے بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای
فرزند یہ تو ہمارے ارزق شاہ معلوم ہوتے ہین جب نزدیک بلایا تو وہی شاہ صاحب تہے اور ان
کے چالیسون مرید پہر کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گٹہریان اور کمرین کہول اسباب دکہلا اسنے انکی
تلاشی لی تو ہر ایک کے پاس مال ورکمندین ورسیانیان نکلین بلکہ ارزق کی کمر مین طاوس

پورا نہ کر سکا القصہ منیر شامی اس کی تصویر کو بغل میں لے جنگل جنگل گوسے کرتا مدتون پھرتا پر کہیں
مطلب کا کھوج نہ پاتا تھا اتفاقاً پھرتے پھرتے ایک جنگل میں جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر
ابر بہار کے مانند زار زار رونے لگا حاتم بھی اسی روز شکار کھیلنے گیا تھا اتنے میں ایک آواز
دردناک اسکے کان میں پڑی اسنے اپنے لوگون سے کہا کہ اس آواز کی خبر لاؤ دیکھو تو اس جنگل میں ایسا
ستم رسیدہ کون ہے جو اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہی غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے
اے خداوند ایک شخص نوجوان فقیرونکی شکل فلانے درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے سوا آہ کے نہیں
کھولتا ہے نہ منہ سے بولتا ہے حاتم یہ بات کو سنتے ہی اسکی طرف آیا دیکھا کہ زار زار رو رہا ہے تب اسنے تماشہ دیکھنے
لگا وہ بے خبر ہو رو رو کے آہین بھرتا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کرتا تھا یہ حالت اسکی دیکھکر حاتم
بیتاب ہو گیا اور آنکھون میں آنسو بھر لایا اور اپنے جی مین کہنے لگا آہ یہ کیا ہوا جو یہ ایسا
حال ہو گیا غرض تھوڑی دیر گھوڑے سے اتر اسکے سرہانے جا کر کھڑا ہوا اور نرمی سے پوچھنے لگا اے جوان
رعنا تجھپر کیا ایسی مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہے اسنے سر اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان
مہ جبین سرو قد نہ شہ نشین بادشاہونکی ایسی پوشاک پہنے ہوئے حال پوچھتا ہے جسنے الفت
و شفقت کے ساتھ اسے دیکھا بے اختیار بول اوٹھا اے بھائی کیا کہوں نہ طاقت تحریر کی نہ قدرت
تقریر کی اسکے سوا کوئی نظر نہیں آیا جو میرا درد دل سے دور کرے اور اسکا علاج کرے
حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھ اور مجھسے کہہ کیونکہ مین نے خدا کی راہ پر کمر باندھی ہے تیرے بھی
کام کرنے میں قصور نا مقدور نکرونگا اگر دولت دنیا درکار ہے تو ابھی لے اور اگر کسی دشمن
نے ستایا ہے تو اسکو سامنے کر دے مار ڈالونگا یا آپ ہی مر جاؤنگا اگر معشوق کے ملنے کی
آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہیں ملسکتا اسکی تدبیر کرونگا خدا کے فضل سے اسکو بھی تجھسے
ملا دونگا اگر کسیکا طالب ہے تو وہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اس صاحب کی باتین سنین آفرین مرحبا کہکر
دعائین دین اور کہا اے جوان صاحب قادر تو سلامت رہے جو ہم غریبونکو دلاسا دیتا ہے یہ کہکر وہ
تصویر اپنی بغل سے نکالی اور اسے دکھلائی اور پوچھا کہ اب تو ہی بتا کہ بن دیکھے اسکے کیونکر جیون
اور اپنا حال تباہ کس طرح ظاہر نکرون حاتم نے جو وہ شکل دیکھی جھجھک کر رہ گیا پھر کہنے
لگا حق بجانب تیرے ہے اتنا بیتاب نہو ذرا صبر کر خاطر جمع رکھ خدا سے دھیان لگا امید ہے مین بھی تیرے

کام مین قصور نکرون گا جب تک تیرا یار تجھ سے نہین ملتا ساتھ ہی نہین چھوڑتا غرض اسیطرح تسلی
دے کر ڈھارس بندھا گھر مین لے گیا وہان حمام کروا کر پوشاک نو لوائی ضیافتین کھلائین
دکھائے دو چار روز اسی طور سے مشغول رہا پھر ایکدن اسکے آہ و اشک دیکھکر کہا اے عاشق صادق
مین سمجھے ٹالتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور ہر کوشش کی باندھتا ہون شہزادہ
بولا اے میرے یار کار ساز مددگار ہر کام آغاز و انجام نہین رکھتا ہین اور نہین تو عیش و عشرت مین ہو
اور آپکو محنت و مشقت مین ڈالے حاتم بولا گو تو نہین چاہتا ہے مگر مین اپنے سخن کو
تا بمقدور نباہونگا اور تجھ سے تیری محبوبہ کو اگر جیتا بچا تو ملا دونگا غرض نوارکان قرات کو جمع
کر کے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرونکو مکان بھوکونکو کھانا ننگون کو کپڑا مفلسونکو خرچ میسر
سامنے ملتا ہے اسیطرح میرے آنیکے زمانہ تک سبکو ملے جائے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم اس شہر
مین نہین اب کون کسیکو دیگا اس امر مین تساہل و تغافل نکرنا بلکہ یہ کار و بار بخوبی جاری رکھنا
اسیطرح سے سمجھایا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنونمین وہان پہونچا حسن بانو
کے لوگ جو مہمانداری پر مقرر تھے پیشوائی کر کے ان دونونکو مہمانسرا مین لیگئے قسم قسم کے کھانے کھلا کر
روبرو رکھے روپیہ اشرفی بہت سے حاضر کئے اور منت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کھانا نوش
جان کیجئے اور زر سرخ و سفید جسقدر درکار ہو بلا تامل لیجئے اونسے کہا اے بندہ خدا کے مین محتاج
روٹی اور طالب زر و جواہر کا ہو کر نہین آیا ہون حقتعالی نے مجھکو یہی سب کچھ دیا ہے اور بہت سے
ملکون کا سفر اختیار کیا ہے میری تو آرزو بہت بڑی ہے لوگون نے اسباتکو سنکر حسن بانو سے کہا
کہ حاتم نام ایک شخص تازہ وارد تمہارے سوال کا جواب دینے پر مستعد ہے لیکن منیر شامی بھی اسکے
ساتھ ہی ہے اس ذکر سنکر دونونکو بلوایا جب وہ آئے تو چلمن کی اوٹ مین بیٹھی اور پوچھنے
لگی کہ تمہارا کیا حال ہے حاتم نے کہا شکر ہے جیتے تو ہین اسسے بہتر تھا اپنے مبتلا کو ذرا صورت
دکھا کہ اسکے دلکو ذرا تسکین ہو جاوے اور کچھ زندگانی کا پھل پائے وہ بولی اے بندۂ خدا
مین نامحرم کے سامنے کیونکر کسطرح اپنا دیدار دکھاؤن مگر ہان جو کوئی یہ ساتون
سوال پورے کریگا وہی عقد کے بعد میرے گلشن عیش سے راحت چنے گا اور شراب
وصل پئے گا تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبانی سے

یہ تصویر اس وقت کی ہے کہ حاتم کا پرستان مین آنا اور غائب ہو جانا
اور کہنا اسکا کہ ایکبار دیکھا دوسری دفعہ کی ہوس ہے

بیان کرو تاکہ اُن سوالات کی تکمیل کی فکر کرون اور اوس آوارہ وطن شوریدہ سر کی امید دلی بر لاؤن پھر لقا
آمادہ ہوئی اور کہا کہ اے حاتم خدا تجھکو اسکی جزا دے مگر مین پھر کہتی ہون کہ اس خیال خام سے باز آ
اور اپنی جان کو اس تہلکہ مین نہ ڈال حاتم نے کہا اے ملکہ یہ بات جوانمردی سے بالکل بعید
ہے کہ ایک مایوس کو امید دلانا اور اسکی دل شکنی کرنا۔ اے ملکہ دوسرا وہ کیا سوال ہے بیان کر
اور اسکے ساتھ یہ قول بھی دو اگر ان سوالون کو پورا کرون تو تمکو بیاہون وہ دن اُس
نے اس بات کو مانا اور اقرار بخوبی کیا پھر ایکدن دسترخوان پاکیزہ بچھواکر طرح طرح کے کھانے کھلواکر
تھوڑے سے بیت روپیے دیے اور رخصت کے وقت یہ کہا اے حاتم پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکھا
دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے اسکی خبر لاؤ کہ وہ کون اور کہان ہے اور اسنے ایسا کیا دیکھا ہے
کہ دوبارہ جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہے پہلے اسکو پورا کرو پھر دوسرے کی فکر کیجو حاتم
نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کو سپرد کیا کہ یہ میرا بھائی ہے جب تک مین بیابان

نہ آوے تب تک اپنی مہمانی میں رکھنا اور خاطر کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا
اور منیر شامی کو مہمانسرا میں چھوڑ کر کسی طرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجالانے کا

القصہ حاتم تھوڑی دور گیا اپنے جی میں کہنے لگا اب کیا کرون کس طرف جاؤن ایسے دیکھے
بھالے کدھر جاؤن اور اس عقدے کو کیونکر کھولون مگر آخر خدا یہ مشکل ہو اوسی سے آسان
کریگا غرض اسی سوچ بچار میں تھا کہ توکل بخدا آگے بڑھا تو دیکھتا کیا ہے کہ ایک بھیڑیا
قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ چیر کر کھا جاوے اس بیچاری نے اپنے ہرنی کو دیکھا
سامنے جا آواز سہمناک سے پکار کر کہا کہ ای نابکار کیا کرتا ہے خبردار بچے والی ہے دودھ اسکی چھاتیون سے
گرتا ہے وہ اس بات کو سنکر ٹھٹھکا اور پھر اسے کہنے لگا شاید تو حاتم ہے جو ایسے وقت میں اسکے
آڑے آیا ہے حاتم نے کہا ہان بیشک میں ہون اسنے کہا تیری بہت سے بچے بچا لیکن
تمام ملک میں یہ بات مشہور ہے کہ ہر ایک مخلوق پر احسان کرتا ہے پر سبب معلوم نہیں کہ
میرا شکار میرے منہ سے کیون چھڑایا تب حاتم نے کہا کیا چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک
گوشت ہے جو پاؤن تو کھاؤن حاتم نے کہا تجھکو تو گوشت چاہیے میرے بدن
سے کاٹ لے اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا اسنے کہا آدمی کا گوشت اچھا ہوتا ہے اگر ذرا
سا چکھا دے تو کھا دون تب حاتم اسی گھڑی خنجر کمر سے کھینچ لیا اور ایک تہر گوشت کا کاٹ
کر اسکے آگے ڈالدیا وہ گوشت اسنے کھایا اور سیر ہو کر بولا ای حاتم ایسی مصیبت تجھپر کیا
پڑی جو یمن سا شہر چھوڑکر ایسی تکلیفین اٹھاتا اس جنگل میں تو آیا ہے تب حاتم نے
یہ جواب دیا کہ منیر شامی حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکھتی ہے جو اسے پورا
کریگا اسے قبول کریگی میں نے اس کام پر کمر باندہی ہے چنانچہ پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار
دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے ایک شخص کہتا ہے خبر نہیں کہ وہ مکان کہان ہے اور وہ شخص کون
اور ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتا ہے چنانچہ ایک فقیر ہو کر سرگردان پھرا
چلا جاتا ہون کہیں تو کھوج اور اسکا پتہ ملیگا اسبات کو سنکر بھیڑیے نے کہا اے جوان میں

اس مکان کو جاتا ہوں اکثر بزرگوں کی زبانی اسکا پتہ پایا ہے اسکا نام دشت ہویدا ہے جو جاوے
سو تمام دن پھرتا ہے اور یہی آواز سنتا ہے حاتم نے کہا دشت ہویدا کہاں ہے بھیڑیا بولا یہاں سے تھوڑی
دور جا کر دو رستے ملیں گے تو بائیں ہاتھ کی راہ چھوڑ کر داہنی راہ پر چلیو لیکن یہاں سے کہ وہاں پہونچے
تک اس راہ پر بیٹھ کر دعا حاصل کر لیگا ہرنی اسکو دعا دیتی چلی اور بھیڑیا بھی رخصت ہوا
وہ دونوں اسکی جوانمردی کے قائل ہیں وہ چار قدم آگے چلا کہ درد
ناچار ایک درخت کے نیچے تڑپنے لگا وہاں ایک گیدڑ کا بھٹ تھا وہ اپنی مادہ سمیت
شکار کی تلاش میں گیا تھا دو چار گھڑی کے بعد وہ گیدڑ آیا حاتم کو اپنی جگہ پر بیٹھا پایا تب مادہ نے
اس سے کہا کہ یہ آدم زاد کہاں سے آیا ہے اس مکان کو چھوڑنا چاہیے کیونکہ غیر جنس سے کس
طرح موافقت اور کیونکر صحبت ہو مثل مشہور ہے آدمی کو حیوان سے کیا نسبت گیدڑ نے
کہا اے مادہ یہ جوان حسین حاتم ہے دشت ہویدا کی خبر کو جاتا ہے اب چوتڑ کے درد سے
اس درخت کے نیچے گر پڑا اور حیران ہو رہا ہے وہ بولی تو نے کیونکر دریافت کیا اس
نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ فلانی تاریخ فلانے روز اس جگہ حاتم کا گذر
ہوگا درخت کے نیچے اذیتیں کھینچے گا سو وہ تاریخ اور دن یہی ہے اس نے کہا اسکا حال
سچ کہہ وہ بولا یمن کا شہزادہ ہے اور بڑا سخی ہے آج فلانے جنگل میں ایک ہرنی بچے والی چرتی
تھی اور ایک بھیڑیا اسپر لپکا اسنے اپنی چوتڑ کا گوشت دیکر اس بھیڑیے سے وہ ہرنی
چھوڑا دی اور اپنے اوپر مصیبت لی اسنے کہا انسان کب ایسے صاحب مروت ہوتے ہیں اور
کب کسی پر رحم کھاتے ہیں اسنے کہا ارے خدا تو یہ کیا کہتی ہے انسان ہر ایک مخلوق پر
بزرگی رکھتا ہے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے خصوصا حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت
و قدردان و خدا پرست ہے سخاوت بھی اس قدر رکھتا ہے کہ اپنا گوشت بچاکر جان بچادی
اس نے جو اسکی اتنی خوبیاں سنیں تو کہا یہ ایسے زخم سے کیونکر اچھا ہو جاویگا گیدڑ نے
کہا اگر پریرو کے سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کہتے ہیں اچھا ہو جاوے پر یہ بات
مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہے دشت مازندران میں ہے اور اسکا جسم مور
کے مانند ہے اور سر آدمی کا سا کوئی اسکے پاس جاتا ہے اور شربت پلاتا ہے وہ مست

ہلاک کرنا چاہنے لگتا ہے اور تماشا دکھلاتا ہے بعضے آدمی جس سے ایسی صحبت رکھتی ہیں جیسی عورتوں
سے یہ سنکر وہ بولی ایسا کون شخص ہے جو اسکا سر کاٹ لائے اور حاتم کو چھپا رکھے اسنے کہا اگر تو سات
روز دن کو دن نہ سمجھے اور رات کو رات نہ جانے اور نہ کھاوے اور نہ پیوے اور آٹھوں پہر کی
خبرگیران رہے تو میں جاؤں اور اسکا سر کاٹ لاؤں اس نے کہا اس سے کیا بہتر ہے
یہ تیرا احسان ہوگا غرض وہ دونو وہاں سے پھر کر دشت مازندران میں وارد
ہوا اور اس کو کسی درخت کے نیچے سوتا پایا نزدیک جا کر اسکا سر اس طرح سے کھینچا کہ بدن
جدا ہو گیا پھر اسکو لئے ہوئے اپنے وعدہ پر آپہنچا وہ بھی اسطرح سے اسکی خبرداری میں مصروف
رہی چنانچہ اس کے آنے تک اسنے چڑیا کے بچے کو بھی اس کے پاس آنے دیا اور رات کو
سرہانے بیٹھی جاگا کی حاتم بھی پڑے پڑے اسکی محنت و شفقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے میں
گیدڑ نے چیرے جانور کا سر لاکر مادہ کے آگے رکھ دیا اسنے وہ سر توڑا اور اسکا مغز حاتم
کے چہرے پر لگایا وہ زخم وہیں بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اٹھ کھڑا ہوا اور اسکی طرف دوڑ کر
کہنے لگا اے جوان یہ تجھ پر بڑا احسان کیا مگر خوب کیا کہ میرے واسطے ایک جانور کی جان گئی اسکا
عذاب مجھ پر ہوگا میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا اسبات کو سنکر اسنے کہا یہ گناہ میری
گردن پر ہے تو کچھ اندیشہ نہ کر کیونکہ ہم بھی اپنے خالق کو جانتے ہیں وہ اسی گفتگو میں تھے کہ
اتنے میں حاتم نے کہا اگر تم نے مجھ پر احسان کیا ہے تو کچھ خدمت مجھے بتاؤ کہ میں اسی کو بجا لاؤں اور اس
کام کو ضروری کروں گیدڑ بولا اے جوانمرد اس جنگل کے قریب کفتار رہتی ہیں اگر تو ہمارے بچے
ہر سال کھا جاتی ہیں اتنا قابو نہیں جو انکو مار کر اپنے بچے بچائیں اگر تو انکو مارے
اور ہمارے سر سے یہ آفت ٹالے تو بڑا احسان کرے بلکہ بے دام غلام ہوں حاتم نے
کہا مجھکو ان کا مکان دکھلا دو میں تا مقدور قصور نہ کرونگا وہ مکان وہاں سے چھ کوس پر تھا
غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھا کر آپ کسی جھاڑی میں چھپ رہا حاتم آگے گیا اور اس
جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے میں ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا
ہے اس بات کو دریافت کر کے وہ دونوں آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ اے شخص یہ جگہ تیری نہیں
تو کہاں آیا اور ہمارے مکان پر آ بیٹھا اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو اٹھ جا کیونکہ پھر جانا نہیں ابھی نکل

کہہ لیتے ہیں اس نے کہا اے نادان ہمیں مردم آزار نہیں اور نہ شکاری ہوں تم مجھسے اتنا کیوں ڈرتے
ہو اگر یہ مکان تمہارا ہی تو تمہیں مبارک رہے شوق سے آرام کرو گفتار دونوں نے یہ کہا کہ آدمی کو
مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب دے چلا جا چلا جا نہیں تو رنج کھینچے گا اور مارا جائیگا حاتم نے
کہا اے حیوانو برائے خدا جیسے اپنی جان جانتے ہو ویسے غیر کی بھی جانو یہ کیا نا انصافی ہے
جو گیدڑ کے بچے مار ڈالو اور آپ کو پالو وہ بولے کہ اے جوان کیا اس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہم سے
لڑنے آیا ہی اس نے کہا خدا کی قسم میں انکا حمایتی بنکر نہیں آیا ہوں بلکہ منت کرتا ہوں کہ تم اس کے
بچوں کے کھانے سے انکار کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولے کہ اے انسان انکا غم کیا کھاتا
ہی کوئی دم میں وہی حال تیرا ہوتا ہی اسبات کو سنکر حاتم نے کہا از برائے خدا اس کے بچوں
کی تعویض مجھے کھاؤ مگر ان کے بچوں سے ہاتھ اٹھاؤ وہ بولے کہ انکو تو کھائینگے آج تجھے
کبھی نہ چھوڑینگے حاتم نے کہا قسم ہے تمکو اپنے خدائے معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار عالم کو
پیدا کیا ہے تم گیدڑ کے بچوں کے کھانے سے باز آؤ وہ کریم رزاق ہی پھر تمکو وہی
رزق پہنچائیگا وہ بولے انہیں کب چھوڑتے ہیں اور تجھے کب سلامت جانے دیتے ہیں تب حاتم
نے متامل ہو کہا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہیں خدا کی قسم بھی نہیں جانتے ان کو مارا چاہیے
یہ سمجھکر مارے غصے کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اوچھل کر ان دونوں کی گردن پکڑ کر زمین
پر دے ٹپکا اور جی میں کہا کہ اب انکو کیونکر ماروں کیونکہ میں نے آجتک نہ کسی کو مارا نہ
کسی کو دکھ دیا ہے پر انہوں نے خدا کی قسم سے انکار کیا ہی کچھ سزا دیا چاہیے اس بات کو
جی میں ٹھیرا کر خنجر کمر سے کھینچ کر موہنہ سے اونکے دانت توڑے اور پہل سے ناخون کاٹ
ڈالے پھر سجدہ شکر ادا کر کے دعا مانگی کہ الٰہی حیوانوں کا درد دور کر یہ دعا اسکی جناب
الٰہی میں قبول ہوئی اسی گھڑی درد جاتا رہا پھر اسنے ان کو چھوڑ کر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے
اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر جئیں گے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رازق ہے وہ
کسی نہ کسی ڈھب سے پہونچا دیگا اتنے میں وہ گیدڑ سامنے آ کر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھیں
آج کے دن سے ان کا کھانا پینا ہمارے ذمہ ہوا ہم جہان میں جبتک جیتے ہیں تب تک جہان سے
بچا ہیں گے وہاں سے لا کر ان کو کھلایا کرینگے یہ بات سنکر حاتم ان سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اتنے میں بلوہ نے

اپنی جورو کرون چاہتا ہے کہ ادب ہو اس نے کہا اس بات کو قبول کر اور حیلہ کو چھوڑ تو تیرے
کا بادشاہ ہے جو متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ مین کس بلا مین پھنسا اب کیا کرون ایک قدم کے
نکلا ہون اگر یہان بیاہ کر کے رنگ رلیان مناؤنگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر بیٹھا ہے
خدا کو کیا جواب دونگا بادشاہ خرس نے جو پھر اسے سر بزانو دیکھا تو پوچھا اے جوان اگر تو اس بات کو
قبول نہ کریگا تو قیامت تک نہ چھوٹیگا بلکہ اسی قید مین مر جائیگا وہ شخص اس بات کا بھی جواب نہ دیا
اور سر اٹھا کر نہ دیکھا تب شاہ خرس نے غضبناک ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈالدو
اور اسکے منہ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار رہو اس کلام کے سنتے ہی خرس دوڑے
اور حاتم کو اوس اندھیرے غار مین بند کر کے اس کے منہ پر بھاری پتھر رکھدیا وہ اس غار مین بھوکا
پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ نے اسے بلوایا اپنے پاس بٹھایا اور
سمجھایا کہ اے حاتم میری لڑکی قبول کرو وہ پھر سر بزانو ہوا اور اسکو خاطر مین نہ لایا تب اسنے
ایک خوان میوے کا منگوا کے اسکے آگے رکھا وہ بھوکا تھا بے اختیار کھانے لگا جب اس
کا پیٹ بھرا اوس نے کہا اے جوان اس پری پیکر کو اپنی زوجیت مین لے اور حظ زندگانی اوٹھا
حاتم نے کہا مجھ سے ہرگز نہوسکیگا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اسنے پھر خفا ہو کے کہا کہ
اسے غار مین ڈالدو انہون نے اسی طرح کیا وہ کئی دن تک بے آب و دانہ قید مین رہا اتفاقاً
ایک شب خواب مین وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ اے حاتم کیون
اپنی جان کا خواہ مخواہ اس اندھے کنوئیں مین گنواتا ہے اور نہین جانتا کہ تو کس کام کو آیا ہے جب
تک اسکی بیٹی کو قبول نہ کریگا تب تک اس قید سے نہ چھوٹیگا اور ہزارون آفتون مین مبتلا رہیگا
اے حاتم تیرا چھٹکارا اسی مین ہے ورنہ اس قید مین مر جائیگا تجکو لازم ہے کہ اسکی بیٹی کو راضی
خوش کرے کہ وہی تجکو بخوبی رخصت دلوادیگی یہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اتنے مین پھر
خرس نے بلوایا اور کہا اے حاتم تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی قبول کر اس نے اس
شرط پر منظور کیا کہ جب مین اسکے ساتھ بیاہ کرون تب کوئی نہ پھر میرے گھر مین نہ آوے بادشاہ
نے کہا اے حاتم یہ کیا بات ہے کس خرس کی مجال ہے جو وہان دھیان کرے آنا تو درکنار حاصل
کلام اسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے مجلس شادی جمائی مسند شادی

ہوائی اور حاتم کو اُس پر بٹھا کر اپنے رسوم کے موافق اُس لڑکی کو بیاہ دیا اور اسکا ہاتھ اُس
کے ہاتھ میں پکڑا کر آپ اپنے لوگوں سمیت حجرہ سے نکل آیا حاتم نے اوس لڑکی کے ساتھ آرام
فرمایا اور مزا اسکا اُٹھایا اسی صورت سے ہر روز اُس رشک قمر کے ساتھ صحبت کرتا تھا اور میوے
قسم قسم کے کھاتا تھا غرضکہ یہاں تک میوے کھائے کہ جی بھر گیا اور طبیعت سیر ہو گئی آخر گھبرا کر
ایکدن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میوے کھاتے کھاتے گھبرا گیا اگر قدم آج
سے ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اُسنے اوسیوقت بہت سے لوگوں کو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر
اور گھی وغیرہ اور پاس کے گاؤں اور شہروں سے لے آؤ وہ اسبات کے سنتے ہی دوڑے اور
ہر ایک شہر سے طرح طرح کے باسن خوش اسلوب اور قسم قسم کے اجناس انسان کے خورد و نوش کی
پل بھر میں لے آئے حاتم نے انواع اقسام کے کھانے پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھکر
نوش جان فرمایے بلکہ اسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب تین مہینے
گذر گئے تب اس نے ایکدن عین اختلاط میں اہلیہ سے کہا کہ جانی میں ایک کام کو اپنے شہر
سے نکلا تھا پھر تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ کر دیا اگر اپنی خوشی سے چندروز کے
واسطے رخصت دلوادے تو عین احسان ہے جب میں اس کام سے فرصت پاؤنگا اور پھر تیرے پاس
پہونچونگا پھر تجھسے ملاقات کرونگا وہ اسبات کو سنتے ہی اپنے باپ کے پاس جا کر کہنے
لگی کہ بابا جان وہ اسطرح کی باتیں کہتے ہیں اس نے کہا بی بی اگر تو راضی ہے تو تیرا خاوند ہے
اور ستم اسکی چھوڑ دے جانی اور تو وہ بولی کہ مرد نہایت راستگو معلوم ہوتا ہے اپنے وعدہ
پر مقرر آویگا کچھ مضائقہ نہیں پروانگی دو اُس نے بلوا کر رخصت کیا اور بہت سے ریچھوں کو
کہہ دیا کہ اسکو بخوبی تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اُسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی بازو
میں باندھ دیا کہ اکثر جگہ یہ تیرے کام آویگا غرض وہ دونوں سے رخصت ہو کر آگے چلا
چندروز کے بعد ایک ریگستان میں پہونچا جہاں دانہ پانی نظر نہ آتا تھا مگر شام کے
وقت ایک پیر مرد منہ پر برقع ڈالے دو روٹیاں ایک آبخورہ پانی کا دیجاتا تھا وہ اسی
طرح کھاپی لیتا اور رات دن منزلیں طے کرتا ایکدن سامنے سے اژدہا پہاڑ کے مانند
نظر آیا اُس کو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جو نہیں اُسکے پاس پہونچا دیکھا دم

کروں اور تیرے دلکی آرزو برلاؤں اُسنے اسبات کو قبول کرکے کہا کہ مین تین روز کی بعد
تجھکو جہان سے لائی ہون وہان پہونچا دونگی حاتم خوش ہوا اور برغبت اُسکے صحبت کی
تین روز کے بعد اُس سے کہا کہ اے جمیلی اب تو اپنا وعدہ پورا کر اُسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین
غوطہ مار کر کنارے پر پہونچا دیا پھر دیکھنے لگا یہ خواب تھا تو [illegible] آگیا پس حاتم نے کہا کہ
مجھے ایک ایسا ہی کام ضروری ہے نہین تو مین تجھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مکان عالیشان [illegible]
[illegible] مقام تھا [illegible]
تھا ہی وہان جاتے ہی سوداگر اپنے مکان [illegible] آ پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان
خوبصورت غافل سوتا ہے نزدیک اسکے آکر بیٹھ گیا حاتم دیر کے بعد بیدار ہوا اور سر آنکھ مین
مل ملکر دیکھنے لگا تو ایک شخص اسکے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا وہ بمجرد اسکے دیکھنے کے گھبرایا
اپنی جگہ سے اُٹھا اور جھک کر سلام کیا اس نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان جائیگا اور اس
جنگل مین کس کام کیواسطے آیا ہے حاتم نے کہا مین بہشت پر دیکھا ونگا بہتر ہے کہ
آپ کی زیارت نصیب ہوئی آگے جو مرضی اللہ کی اوسنے کہا کہ اے جوان اس خیال
خام کو دور کر کیون جان گنواتا ہے مجھکو افسوس ہے کہ کوئی تیری آشنائون دلسوز
نہ تھا جو تجھکو منع کرتا اُسنے کہا کہ مین اپنی مراد کیواسطے نہین جاتا ہون مین نے للہ
ایک غیر کے واسطے کمر ہمت باندھی ہے اور قدم جستجو راہ سعی مین رکھا ہے آگے جو حقتعالی
کرے کہ منیر شامی خوارزم کا شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ
سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے ساتون سوال پورے کریگا اُس کو قبول کریگی
اور وہ شہزادہ اُن کے جواب سے عہدہ برآ نہو سکا تب اُس نے اپنے شہر مین رہنے
نہ دیا ناچار وہان سے نکلا جنگلون مین خراب پھرنے لگا اور باواز بلند رونے لگا ایسی
صورت سے بحال تباہ میرے مکان مین مجھ سے ملاقات کی مین نے احوال اُسکے

اوس نے اپنا ماجرا جو ابتدا سے انتہا تک گذرا تھا مفصل میرے سامنے ظاہر کیا اسوقت میرے
جی مین یہ خیال گذرا کہ اسکا حال پوچھنا اور اسکی مدد کرنا یہ بات جوانمردی سے دور ہے
اس واسطے مین نے کمر سعی کی باندھی اور اس قدر مصیبت اپنے اوپر لی اس بات کو سنتے ہی
اس شخص نے کہا معلوم ہوا کہ تو حاتم بن طے ہے کیونکہ اسکے سوا اس زمانہ مین کون ہے جو ایسا
کام کرے اور غیر کیواسطے آپ آفت مین پڑے خیر کچھ اندیشہ نکر خدا کریم ہے مشکل آسان
ہوگی لیکن میرے جی مین یہ خطرہ ہے کہ آجتک کوئی اس دشت کے قریب تک نہین پہونچا
مگر جب تو پہونچیگا تو تجہے ظلمات کے قریب لیجائینگے تو چپکا چلا جانا کسی جگہ زور کرکے
اندر رہنا اور جو پری پیکر خواہش کرے تو اسکی طرف التفات نکرنا اسکے پیچہے ایک ایسی نازنین
مہ جبین آویگی کہ جسکے دیکھتے ہی تیرا دل ہاتہہ سے جاتا رہیگا اور بے اختیار ہوجائیگا پر خدا کیواسطے
کہین استقلال کو نہ چہوڑنا اور اضطراب نہ کرنا سچ تو یون ہے کہ وہ جو ہین تیرا ہاتہہ پکڑ لیگی وہین
دشت ہویدا مین جا پہونچیگا اگر ایک کام کو اس سے کہیگا تو دم مرگ تک پریشان رہیگا
اور دشت ہویدا سے پہر نہ آئیگا تجہے ظلمات مین ہمیشہ پڑا رہنا ہوگا مگر تو چپکا چلا جائیو پہلے
اگر کوئی پہرا بہی ہے تو وہ آپ ہین نہین رہا یہ نصیحت میری بدل یاد رکہہ وہ اسی گفتگو مین
تھے کہ ایک شخص جوان دو پیالے کہیر کے اور دو کوزے پانی کے ہاتہون پر دھرے ہوئے
غیب سے پیدا ہوا اونکے سامنے رکہدیئے اون دونون نے خوب پیٹ بہر کر کہایا اور سجدہ شکر ادا
کرکے وہ رات کاٹی صبح کو حاتم اس سے رخصت ہوکر جنگل کی طرف روانہ ہوا تہوڑے دنون بعد
ایک تالاب خوش قطع پر جا پہونچا اور اسکے کنارے بیٹہہ کر پانی پینے لگا اتنے مین ایک عورت حسین
مہ جبین سر سے پاؤن تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتہہ پکڑ کر اسی تالاب مین غوطے مار کر
چلی گئی جو ہین حاتم کے پاؤن زمین پر پہونچے آنکہین کہول کر جو دیکہا تو آپکو اور اون نازنین کو ایک
پہلے پہولے باغ مین پایا جہجہک کر رہگیا اور وہ اسکا ہاتہہ پکڑ کے کسی طرف کو چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا
ادہر اودہر کا تماشا دیکہتا تہا کہ ہر ایک طرف سے ہزارون پری پیکر مین غول باندہے گلے مین ہار ڈالے
سر سے پاؤن تک گہنے مین لدین کسی طرف سے نکل آئین اور حاتم کو زبردستی اپنی طرف کہینچنے
لگین اونے کسی کیطرف ہرگز رغبت نہ کی اور نہ کسیکو سر اٹہا کر دیکہا کہ یہ کون ہین اور کیا کرتی ہین کیونکہ

اُس مرد کا کہنا اس کو یاد تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حاتم کہین ایسا نہو کہ تیرے استقلال کا پاؤن
ڈگے تو خواہ مخواہ اس مکر و فریب کے غار مین گر پڑے غرض ارادہ کہ ظلمات ہی ہی آخر کار وہ
بہر صورت اسکو ایسے مکان مین لے گئین جو تمام جواہر و لعل و یاقوت سے بنا تھا لاکھون تصویرین ہر ایکطرف
سے اوسمین لگی تھین اور تخت مرصع ایک دالان مین لگا ہوا نہایت تکلف سے بچھا تھا جب وہ اس
تخت کے پاس پہونچا تو وہ سب کی سب جو تصویرین نقش بدیوار ہو گئی تھین اور ہزارون پریان اس
محل کی دیوار سے نکلین وہ پھر آپ حیرت سے دیکھتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ الٰہی
یہ کیا حکمت ہے یہ کہان سے آئین اور وہ کیون نقش بدیوار ہو گئین غرض اُس تخت کے پاس
کھڑا ہی تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم اگر تو یہانتک پہونچا ہے تو اب اس تخت پر بھی بیٹھ
یہ سوچکر وہین اُس نے اُس پر پاؤن رکہا ... ایک آواز ... آئی اس
نے معلوم کیا شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا نیچے جھانکنے لگا تو اس تخت کو جیسا تہا ویسا ہی
پایا پھر اوس پر بیٹھ گیا پھر اوس مین سے آواز آئی ساتھ ہی اس آواز کے وہ نازنین جو کہ
سب سے زیادہ خوبصورت اور قد و قامت مین بڑی تھی نقش دیوار کی صورت کو چھوڑ کر حاتم
کے پاس ناز و انداز سے چلی آئی حاتم اُس صورت سے اوسکو دیکھکر حیران ہوا اور اپنے
دل مین کہنے لگا الٰہی یہ تو کوئی تصویر نہین ہے ... چہرہ کیونکر ... منہ پہ
نقاب ڈالے اس تخت کے آگے آکر کھڑی ہوئی اسے دیکھتے ہی بیقرار ہو کر چاہا کہ اُس کا
گھونگٹ کھولکر رخسار نازنین کی دید سے خوش ہو مگر اوس مرد کی نصیحت یاد آئی جب
سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر اسکا ہاتھ آپ سے پکڑتا تو ظلمات سے باہر جاتا غرض
اسی آرزو مین تین دن رات تخت مرصع پر بیٹھا رہا جب رات ہوتی تو ہر ایک ...
کافور کی شمعین خود بخود روشن ہو جاتی تھین اور ہر ایک سمت سے گانے بجانے کی آواز چلی آتی
تھی اور وہ صورتین جو نقش بدیوار تھین سب مجسم ہو جاتی تھین اور وہ نازنین تخت کے آگے
کھڑی دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی طرح طرح کے میوے حاتم کے آگے دہرے تھے ہر چند وہ
کھاتا تھا پیٹ اسکا نہ بھرتا تھا اور نہ سیر ہوتا تھا تب حیران ہو کر کہتا تھا کہ الٰہی مین اتنا
میوہ وغیرہ کھاتا ہون اور میرا پیٹ نہین بھرتا اور نہ مین سیر ہوتا ہون کیا سبب ہے

القصہ اس صورت سے تین روز گذر گئے تب چوتہے روز حاتم کے جی مین آیا کہ اگر مین تمام عمر
یہان رہونگا تو بہی اس صورت سے سیر نہونگا نہ مجلس سے اوٹہونگا اور منیر شامی کو جو منتظر چہوڑ آیا
ہون اگر اوسکو کچہہ ہو جائیگا تو کیا جواب دونگا جلد اوٹہا نازنین کا ہاتہہ چہوڑ دیا وہین ایک نازنین
مسند اس تخت کے پیچہے سے نکلی اور اپنے ہاتہہ سے ایسی ماری کہ حاتم کہین کا کہین جا پڑا
اور وہان سے اوٹہہ کر جو دیکہا تو وہ نازنین نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ مگر ایک جنگل لق و
دق سنسان نظر پڑا کہ جسکا اور نہ چہور تہا تب اوسنے معلوم کیا کہ وہ طلسم تہا یہی ہے اور وہ شخص
بہی یہین ہوگا جو کہتا ہے کہ ایکبار دیکہا ہے دوسری مرتبہ دیکہنے کی ہوس ہے بس اوسے ڈہونڈہئے
اسی خیال مین وہ ادہر اودہر پہرتا رہا کہ اتنے مین یہ آواز اسکے کان مین آئی کہ ایکبار دیکہا
ہے دوسری بار دیکہنے کی ہوس ہے تب اسیطرف دوڑا چلا گیا دیکہتا کیا ہے کہ ایک شخص
فقیر ریش سفید زمین پر بیٹہا ہے یہ اسکے آگے گیا اور سلام کیا اسنے وعلیکم السلام کہا اور
کہا اے جوان خوش رو کہان سے آیا ہے اور تو اس جنگل مین کیا کام رکہتا ہے اسنے کہا
کہ مین اسی بات کا تجسس کر آیا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکہا ہے کہ جسکے دیکہنے کی دوبارہ آرزو
ہے پہر خدا کہو آسنے کہا تم بیٹہو مین کہونگا اسبات کو سنتے ہی حاتم بیٹہہ گیا جب رات ہوئی
روٹیان اور دو آبخورے پانی کے انکے آگے خود بخود آئی ایک روٹی اور ایک آبخورہ پانی کا اونے حاتم
کو دیا اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے روٹیان کہائین پانی پیا جب کہا پی چکے تب
حاتم نے کہا اے بندہ خدا اب کہو اسنے کہا اے مسافر مین شہر غریب مین کبہی سیر کرتا ہوا
ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اوسکے کنارے بیٹہکر تماشہ دیکہنے لگا اتنے مین ایک عورت
نازنین شکیلہ سر سے پانو تک ننگی اوسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتہہ پکڑ کر تہ مین لیگئی مین جو
آنکہین کہولین تو ایک عجیب منظر نظر آیا اور بہت سی عورتین خوبصورت ہر ایک طرف سے
نکلین اور میرا ہاتہہ پکڑ کر تخت مرصع کے پاس لیگئین مین اوسپر بیٹہکر تماشہ دیکہنے لگا
کہ ایک نازنین مہجبین منہ پر نقاب ڈالے ہوئے اس تخت کے پاس آکر کہڑی ہوئی مین دیکہتے ہی
اسپر عاشق ہو گیا اور میرا دل میرے ہاتہہ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہو کر مین نے برقع اوٹہا کر
نے اسکا مکہڑا دیکہا تو عجب حسن خدا داد دکہلائی دیا مینے جو ہین ہاتہہ پکڑا کہ اسکو اپنے

طرف کھینچا وہین ایک عورت حسین اُس تخت کے پیچھے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی
ماری کہ مین اُس مکان سے اس جنگل مین آ پڑا اُسی شب تک وہ نظرون سے غائب ہو گیا اب اپنی زندگی
سے مین آٹھون پہر گریۂ و زاری کے سوا کچھہ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اسکو اپنے دل سے
بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اُسنے ایک ایسا نعرہ مارا اور آہ سرد بھر
بگولے کیطرح خاک بسر اُس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ اکیلا یہ دیکھا ہے اور دوسری
دفعہ کی ہوس ہے تب حاتم کو معلوم ہو گیا کہ یہ عاشق ہے اے پیر مرد اگر اس تماشے کو دوبارہ
دیکھیو تو خوش ہو اُسنے کہا اے حاتم یہ بات محال ہے دعا کرتا ہون شب کو خدا پھر کر کے حسین نازنین
دے یا دلبر کو پھر سے جامع المتفرقین ہے کچھہ اثر نہین دیکھا تب حاتم نے کہا اے پیر مرد تو
میرے ساتھہ آ وہ جا بسے سمجھے وکہا نہ لگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا چند روز کے
بعد ایک درخت کے نیچے جو متصل ایک تالاب کے ہے جا پہونچا حاتم نے کہا اے بزرگ اگر اُس
نازنین کو ہمیشہ دیکھنا چاہتا ہے تو کبھی اُسکا ہاتھہ نہ پکڑنا اور برقع اُسکا نہ اٹھانا

جانا حاتم کا پاس اُس بزرگ کے کہ دوروں کی دیگر مرتبہ عالی کو پہونچا اور کہا کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال

وہ ہمیشہ عمر بھر سے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی اور اگر اسکا ہاتھ پکڑیگا تو پھر آپکو اسی جنگل
مین دیکھیگا پھر اُس مکان مین قیامت تک نجا سکے گا اور مین جو اس جگہ آیا ہون تو ایک مرد کی
کی دستگیری ہے ورنہ مین اس جگہ آتا بھلا میرا کیا مقدور تھا سب اب تو اس تالاب پر جا
یہ سُنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین ایک عورت ننگی اوس پانی سے نکلی
اور اسکا ہاتھ پکڑ کر پھر اسی مین لیگئی حاتم شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد
آفتین کھینچتا اور مصیبتین اُٹھاتا ہوا اُس فقیر کے پاس جا پہونچا اور اُس سے ملکر وہان سے روانہ
ہوا پھر تھوڑے دنون مین اس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر اُس سے
رخصت ہوکر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی دو مہینے اُسکے
پاس رہا پھر اوس سے جدا ہوکر اُن دونون گیدڑون کے پاس آیا اُنکو دیکھ بھالکر چند روز کے بعد
شاہ آباد مین جا پہونچا حسن بانو کے لوگ ہاتھون ہاتھ اوسکی حویلی تک لیگئے اور حسن بانو
سے عرض کیا کہ حاتم صحیح و سلامت آیا ہے اُسنے سنتے ہی اُسے بلوا کر پردے کے پاس بٹھلایا
اور پوچھا کیا خبر لایا ہے اُسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق
ہوکر جنگل مین آپڑا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار مین نے دیکھا ہے دوسری مرتبہ کی ہوس ہے
پھر مین نے اُسے اوسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز جنگل سے نہین آتی اس بات
کو سنکر حسن بانو نے اور اوسکی دائی نے ہمت پر حاتم کے آفرین کی پھر اُسنے کہا اے
حسن بانو اب دوسری شرط بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون
اُسنے نہایت رحمدلی اور مہربانی سے کہا اے حاتم بہت دنون کے بعد پھر آیا ہے قدرے دم لے اور
چند روز آرام کر حاتم نے کہا مجھے آرام اُسی روز ہوگا جب کہ خدا کے فضل سے تیری ساتون
سوال پورے کر دونگا یہ کہہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کاروانسرا مین جا کر منیر شامی شہزادہ کے پاس
رہا تمام ماجرا اپنا اُسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ دوسرا سوال کیا ہے

دوسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اُس شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ نیکی کر
اور دریا میں ڈال آیا یہ کیا بھید ہے اُسنے کہا کیا نیکی ہے اسکی خبر لا اُس سخن کے سنتے ہی حاتم
اُٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کون ہے اور کس طرف کو رہتا ہے
حسن بانو نے کہا کہ میں نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ اسکی جگہ اُتر کی طرف ہے لیکن حاتم اتنا ہی سنکر
وہاں سے توکل بخدا اچل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل ہیبت ناک میں جا پہونچا اور شام کے وقت
ایک درخت کے نیچے چپکا ہو کر بیٹھ رہا کہ اتنے میں ایک آواز سوزناک آہ وزاری کی سنی آنکھوں
میں آنسو بھر لایا اور کلیجہ جلنے لگا بے اختیار اپنے جی میں کہا دیکھا کہ ای حاتم یہ بات جوانمردی سے
دور ہے کہ ایک بندہ خدا کسی آفت میں گرفتار ہو کر روئے اور تو اسکی آواز سنکر مدد
نہ کرے اور اوسکا احوال نہ پوچھے اس کلام کو دل میں ٹھہرا کر اسی طرف آیا [illegible]
گیا ہوگا کہ اوس جگہ جا پہونچا کہ جوان [illegible]
[illegible]

[illegible] کہاں [illegible] کس سے [illegible]	[illegible] دل زار کا احوال
[illegible] ہے [illegible] نہیں سکتا	اور کہہ بھی نہیں سکتا کہ میری [illegible]

حاتم نے کہا اے جوان دردمند ایسی کیا مشکل پڑی ہے جو تو اتنا حیران و پریشان ہے اُسنے کہا
اے مسافر میں سوداگر ہوں اور یہاں سے بارہ کوس پر ایک شہر عالی شان ہے وہاں ایک
سوداگر حارث نام رہتا ہے مالدار رہتا ہے اور [illegible] بھی بہت سی [illegible] رکھتا ہے لیکن اتفاقاً
ایک دن میں پھرتا ہوا کچھ مال سوداگری کا لیکر اس شہر میں جا نکلا حارث کی حویلی کے نیچے
بازار بھی ہوتا ہے کہ بیٹھ گیا ناگہاں میری نظر کوٹھے کی طرف پڑ گئی تو ایک عورت نازنین دیکھی میں
اوس کی میری حالت تباہ ہو گئی تب شہر کے لوگوں سے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور
کسکی ہے انہوں نے کہا یہ محل حارث کی بیٹی کا ہے اور بڑا مالدار ہے میں نے پھر ان سے کہا
یہ لڑکی شوہردار ہے یا نہیں انہوں نے کہا یہ بیٹی حارث کی ہے اور وہ اسکا بیاہ نہیں
کوئی اور اسکا [illegible] کچھ بس نہیں چلتا کیونکہ یہ لڑکی شادی کرنے میں اپنی آپ مختار
ہے یہ تین سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے سوال پورے کرے گا اوس سے بیاہ کرے گی

اس بات کے سنتے ہی مین اوسکی ڈیوڑہی پر گیا دربان نے خبر کی اوسنے مجھے اندر بلوایا اور
ایک فرش بالیز پر بٹھلا کر کہلا بھیجا اگر اپنے تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو اپنے سوالون سے تجھے آگاہ
کرون مین نے کہا فرمایئے دل وجان سے حاضر ہون اوسنے کہا اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری
ہو کر رہونگی اور جو بھید کہ دیکھیگا تو اپنا نہ جانونگی مین نے اس بات کو قبول کیا اوسنے کہا کہ پہلا سوال
میرا یہہ ہے کہ اس شہر کے قریب ایک غار ہے وہان آجتک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اوسکی انتہا
کہان تک ہے دوسرا سوال یہہ ہے کہ وہ مہرہ جو سانپ کے پیٹ مین ہے اوسکو مجھے لا دے اس بات
کے سنتے ہی اور بھی رہے سہے میرے حواس گم ہو گئے مین نے ذرا پاؤن پھیلایا اوسنے دست ظلم
سے میرا مال و اسباب زر و جواہر لوٹ لیا اور مجھکو اپنے شہر سے نکال دیا نہایت ناچار اس
جنگل مین آپڑا ایک تو مال گیا دوسرے سوا اسکے عشق کے تیر نے کلیجہ چھلنی کر ڈالا
پھرا ہون نے ساتھ چھوڑا مین فقیر ہوگیا حاتم نے کہا تو میرے ساتھ آ اور کاروانسرا
مین اوتر تو خاطر جمع رکھ مجھے اس شہر مین بتعجیل مین تیرا مال و اسباب لوا دونگا او معشوقہ
سے ملا دونگا اوسنے کہا مین زر و جواہر کا خیال نہین کرتا اسواسطے کہ کہتے ہین کہ دیدار
یار کا دولت بیشمار ہے غرض حاتم سوداگر کو سرا مین چھوڑ کر آپ اوسکی دروازے پر گیا اور کہا
کہ بیاہ کرنے کو آیا ہون خبرداروں نے کہا کہ تجھسے آگے ایک شخص بیاہ کرنے کو آیا ہے اس بات
کو سنکر اوسنے حاتم کو گہر مین بلوایا اور عہد و پیمان اوس سے لئے اسکے بعد حاتم نے کہا کہ سوداگر کی
بیٹی سے اگر اسبات پر اقرار کرے تو مین اسکی سعی مین کمر باندھون کہ جس روز تیرا مطلب
سے یہ کام کر چکون اوس روز مین تیرا مختار رہون جسکو چاہون اوسکو دے ڈالون اوسنے
کہا بہت بہتر حاتم نے کہا اب تو اپنے باپ کو بلوا اوسنے حارث کو بلوایا حاتم نے پہلے ماں باپ
سے کہا پھر حاتم نے اوس لڑکی سے کہا کہ اپنا احوال ظاہر کر اوسنے کہا کہ اس شہر کا آدمی
تمام مرد و زن شہر کے جانتے ہین تو اوسکی خبر لا کہ وہ کتنا لمبا اور کتنا گہرا کہانتک اوسکا احوال کیا
اس مین کیا ہے اس سخن کے سنتے ہی حاتم وہان سے رخصت ہوا چند لوگ ساتھ
ہو کر اسکے ساتھ آئے اور اوس غار کو دکھلا کر اپنے گہر گئے اوس مین حاتم کو دیکھا تا ا
غلطان پیچان چلا گیا ایک عرصے کے بعد روشنی نمودار ہوئی تب حاتم نے

کہ اب یہ غار تمام ہوا لیس اس بیابان سے پھر آئے اتنے مین یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت
پوچھے تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جا کر ایک میدان وسیع پاکیزہ
اسکو نظر پڑا اور ایک تالاب دیکھا [illegible] پانی [illegible] سے دکھائی دیا حاتم اپنے ساتھ
ایک صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک
گھونٹ پانی پی لیتا تھا اور راہ [illegible] جاتا تھا لیکن پانی ختم ہوا تب اسنے تالاب کا پانی بھر
اور صراحی کو پھر آگے کا رستہ لیا سامنے ایک پہاڑ بھی نظر آیا کہ جسکو پہلی نگاہ اپنی پگڑی کو
تھام کر دیکھے تو بھی اسکی بلندی تک نہ پہونچے اور طائر خیال بھی اسکی طولانی دیکھیات
تک طے نکر سکے یہ آگے بڑھا اور اسکی دیوار کے پاس جا کر دیکھا تو ایک دروازہ نظر پڑا یہ اندر
گھس گیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب نزدیک پہونچا تو ہزارون لوگ اٹھے اور چاہا کہ اسکو
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاوین اتنے مین ایک انمین سے کہا ای یارو یہ آدمی ہے تم اسکو نہ
مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے اگر تم اسکو کھاؤ گے تو یہ خبر بادشاہ تک پہونچیگی
پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا چاہیے کہ اسے یہان نہ چھوڑو بلکہ بادشاہ کے پاس لیجاؤ انہون
نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اسنے کہا یہ کیا کہتے ہو اپنے بیچ ہی
بہت سے ہین یہ بات یاد رہی بہتر ہے کہ سبکے سب اس [illegible] ہوا [illegible] شکر وہ ڈرے
اور اسکو چھوڑ کر اپنے گھر چلے گئے حاتم نے اس جگہ سے پاؤن بڑھایا اور ایک طرف کو
راستہ پکڑا اتنے مین ایک گاؤن نظر آیا اسنے معلوم کیا کہ شاید یہ بھی آدمیونکی بستی ہے اس گان سے
آگے گیا تو بہت سے دیوون نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اسکے کھانے کا قصد کیا انمین سے
[illegible] بھی ایک دیو نے کہا کہ تم اسکو نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاؤ کیونکہ
اسکی بیٹی نہایت بیمار ہے شاید کہ اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو اوسنے کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے
ہم تو سیکڑون آدمیونکو لیگئے اور شرمندہ ہوئے اب اسمین ایسی کیا ضرورت ہے کہ لیجاوین
یہ تو ملک بادشاہی مین آ پہونچا ہے اب کہان جا سکتا ہے یقین ہے کہ کوئی نہ
کوئی اسکو بادشاہ تک پہونچا دیگا حاتم وہان سے بھی آگے بڑھا اور ایک [illegible]
دوسرا اسکو نظر آیا وہان دیو اسکو پکڑکر اپنے سردار کے پاس لے گئے اس سردار نے اسکی زوجہ کی

آنکھین دکھتی تھین اور پانی آنکھون سے بہتا تھا اسکے غم سے سر در سر جھکائے بیٹھا تھا حاتم
کو دیکھتے ہی سر اٹھا کر کہا کہ تم اپنے باپ کو کیون لائے ہو میرے سامنے سے دور اسے چھوڑ دو
یہ گرفتار ہے جہان چاہے وہان چلا جاوے حاتم نے جو اسے غم مین گرفتار دیکھا تو پوچھا اے دیو
تجھے کس بات کا غم ہوا اسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھین دکھتی ہین اسی فکر مین رات دن
کا چین آرام چھوڑ دیا ہے اسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیری جورو کی آنکھین اچھی کر دونگا
اس بات کے سنتے ہی وہ دیو بھی اپنی جگہ سے اوٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لیگیا اور اپنی جورو
کی آنکھین دکھا کر کہنے لگا کہ اے شخص اگر تیری دوا سے یہ اچھی ہوگی تو جب تک جیتی رہیگی
تیری ممنون احسان رہیگی اور مین بھی اپنی بساط کے موافق ہمیشہ کچھ خدمت کرونگا اس
بات کو سنکر حاتم نے اس سے کہا کہ بشرطیکہ تو میرے سخن کو قبول کرے تیری بی بی کو مین
اچھا کرون تب تو مجھے بادشاہ کے پاس لیجا اور میری حکمت کی تعریف اسکے سامنے کر تو مین
دوا دون اور اچھا کرون اس دیو نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہا بہت اچھا اگر تیری تدبیر
سے اچھی ہو گئی تو مین تجھے دربار شاہی مین لیجاونگا اور بادشاہ کی ملازمت کراونگا حاتم نے
ایک مہرہ اپنی پگڑی سے کھولا اور پانی مین رگڑ کر اسکی آنکھون مین لگا دیا اسنے وہین شفا
پائی اور اسی گھڑی سے درد جاتا رہا اسی صورت سے دو تین بار لگایا وہ کڑوا سی کھل گئین اور پانی
بند ہو گیا وہ دیو چند روز کے بعد حاتم کو اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گیا اور اسکی تعریف کو
عرض کرنے لگا کہ خداوند یہ شخص انسان دہر ہے حکمت مین یکتائے عصر ہے چنانچہ میری زوجہ کی
آنکھین کئی برس سے دکھتی تھین اسنے ایک پل مین اچھی کین یہ حال سنکر فرقاش نے اس پر
مہربانی کرکے کہا کہ اے شخص میرا فرزند آزار چشم رکھتا ہے اور میری قوم سے کوئی دوا نکر سکا
اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاوے تو مین بھی ممنون منت رہون حاتم نے کہا جسوقت کھانا کھاتے ہو
اسوقت تمہارے پاس کتنے امیر امرا جمع ہوتے ہین اسنے کہا کہ جتنے چھوٹے بڑے ہین سب
کے سب حاضر رہتے ہین حاتم نے کہا کہ آج اسوقت مین بھی حاضر ہون وہ بولا اچھا
حاتم بھی وہان اوسوقت موجود رہا جب دسترخوان بچھا اور طرح طرح کے کھانے
اس پر چنے گئے بادشاہ چاہتا تھا کہ ہاتھ ڈالے حاتم نے منع کیا وہ رک گیا

تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہے جھٹ پٹ حاتم اُس مال و اسباب کو لیکر کاروانسرا مین
اوسی سوداگر کو بخشا یا وہ اسکے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اوسکو گلے لگایا پھر چلا اور خبر دی
اوس لڑکی سے کہا اپنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا حاتم نے اوسکی حقیقت سب آگے
اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری کہہ اوسنے کہا کہ جمعہ کی رات کو ایک آواز آتی ہے
کہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے روانہ ہوا اور سمجھا
چلا چند روز کے بعد یہ آواز اسکے کان مین آئی یہ اوسکی کھوج مین راتدن پھرنے لگا کہ ناگاہ
ایک گاؤن نظر آیا وہان لوگ گریہ وزاری کر رہے تھے یہ آگے بڑھا اور اُس خلقت سے پوچھا
کہ تم سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو کسی نے جواب دیا کہ پنجشنبہ کے دن
ایک بلائے عظیم آتی ہے اور وہ ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اُس وقت کسی کو نہ پائے تو تمام شہر
کو اُجاڑ دے چنانچہ اس مرتبہ ایک رئیس کے لڑکے کی باری ہے اس سخن کو سنکر وہ رئیس
کے پاس گیا اور اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے کے بدلے مین جاؤنگا یہ سنکر
حاتم کی آفرین کرکے بولا کہ اے جوانمرد چار روز اس بلا کے آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا اوسکی
صورت اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتاؤ رئیس نے اوسکی صورت زمین پر کھینچکر دکھلا دی حاتم نے
کہا اسکا نام علوقہ ہے اگر میرا کہنا قبول کرو تو یہ بلا سر سے ٹالون اور جس صورت سے
بنے اوسے مار ڈالون اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہا کہ کیا ارشاد فرماتے ہو اُسنے کہا تیرے
شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہے اُسنے کہا جتنے چاہو اوتنے لو پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرون کی دکان
پر گئے اور کہا کہ آجکی رات سمیت چار روز کے عرصہ مین ایک آئینہ دو سو گز کا لمبا اور دو
سو گز کا چوڑا بنا کر دو کہ یہ بلا ٹلے نہین تو تمام گاؤن کو کھا جاویگی غرض رئیس نے اتنی گھڑی
اتنے بڑے آئینہ کا اسباب منگوایا اونہون نے تین روز مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم
کو خبر کی اُسنے کہا تم سب چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہو کر ہاتھون ہاتھ اس آئینہ کو لیجا کر
کھڑا کر دو کہ جہان وہ بلا آتی ہے اُنہون نے اسکے کہنے کے موافق کھڑا کیا پھر ایک چادر
سفید منگوائی کہ سب سے اوسکی پوشش ہو وہ چادر بھی آگئی اور اوس آئینہ کو ڈھانپ دیا
حاتم نے اون سے کہا اے یارو اب تم اپنے گھر خاطر جمع سے بیٹھو اوس لڑکے نے کہا مین حاتم کے ہمراہ

بات کی تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور یہانتک آ پہونچا ہوں پر چلا جاؤنگا رئیس نے کہا کہ صاحب
ایک مدت سے اس آواز کو یہیں سنتا ہوں پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور
کہاں سے آتی ہے حاتم اس روز وہیں رہا جب رات ہوئی تب ہی آواز پھر آئی وہ اسے سنتے
ہی اسکی طرف روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا ایکدن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اس کے
نیچے پانچ چھہ سو سوار اور پیادے دکھائی دیئے کہ چلے آتے ہیں پھر جو اسے غور کر کے دیکھا تو وہ
نہ سوار ہیں نہ پیادے ایک قبرستان ہے حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ مزار صاحب کمالوں کے ہیں یہ
آواز بھی شاید یہیں سے آتی ہے یہیں بیٹھنا چاہیئے اتنے میں رات ہوئی وہ آواز پھر آئی حاتم یاد
خدا میں مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ایک ایک قبر سے ہر ایک شخص رنگ رنگ صورت نکلا فرش
پاکیزہ اور مختصر اچھا کر نورانی حلہ پہنکر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنے میں ایک شخص بحال تباہ گندے
کپڑے پہنے خاک آلودہ برہنہ پا لڑکھڑاتا گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسند نشین تھے یا کوئی نہ
اسکی طرف کسی نے نظر اٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ قہوہ کا پلایا اس نے ایک سرد آہ بھری اور
بلند کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا کہ آج کی رات میرے کام آتا حاتم نے کہا کہ اعتنا خدا کا ہی معقول
کو پہونچا اتنے میں بہت سے خوان غیب سے ان بزرگوں کے آگے آئے اور اس ایک خوان میں
ایک پیالہ کھیر کا اور ایک کوزہ پانی کا تھا اور ان خوانوں میں جیسے تھے اور ویسے ہی کھانے ہو
آپس میں کہا کہ آج کی رات ایک مسافر یہاں آیا ہے اسکو بھی آدھے خوان علحدہ علحدہ اسی شخص
کا حصہ ہے جلد ایک شخص اٹھا اور حاتم کو لا کر ایک مسند پر بٹھایا خوان آگے رکھدیا حاتم نے
اس شخص کیطرف دیکھا جو ان لوگوں سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرہ مار رہا تھا اور ایک خوان
اسکے آگے بھی دھرا اگر اس میں پیالہ تھوہڑ کے دودھ اور سنگریزوں سے بھرا ہوا اور کوزے میں پانی
کی جگہہ پیپ اور لہو اس حالت کو دیکھکر سر جھکا کر کھانے لگا اتنے میں سب کے سب کھا چکے
خوان اٹھا لیے حاتم نے متفکر ان سے کہا کہ میں آپسے کچھ عرض کرتا ہوں اگر حکم ہو تو عرض کروں
انہوں نے کہا کہو وہ بولا کہ تم مسند عز و وقار پر بیٹھے ہو ایسے کھانے لذیذ کھاتے ہو اور یہ غریب
روتا ہوا خاک پر بیٹھا تھوہڑ کا دودھ زہر مار کرے انہوں نے کہا ہم اس راز سے واقف
نہیں تو اسی سے پوچھ حاتم نے اس سے پوچھا کہ برائے خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات کے سنتے ہی

آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا اے جوان خوشرو مین انہین لوگون کا سردار ہوا اور میرا نام
یوسف سوداگر ہے سوداگری کے واسطے شہر خوارزم کو چلا جاتا تہا اور بخیل بہی ایسا تہا
کہ خدا کی راہ مین کبہی کوڑی بہی نہ دیتا اور نہ کسیکو دینے دیتا اگر کوئی نوکر چاکر میرا چوری سے کسیکو دیتا
اور معلوم ہوتا تو اُسسے منع کرتا کہ اپنا مال کیون کسیکو دیتا ہے بلکہ اکثر غلامونکو خیرات کرنیکے سبب مارتا تہا وہ کہتے ہم
خدا کے واسطے دیتے ہین کہ یہ ہمارے کام آخرت مین آئیگا غرض وہ جب اس ڈہب کی نصیحت کرتے
تو مین کان نہ دہرتا اور مستحقون سے شرماتا آخرکار ایکدن چور آئے ہمکو لوٹا مارا مجہین کاٹ دیا
اُنہون نے ایسی ... کے سبب ... اور ... کے باعث سے اس بلا مین مبتلا ہوا وطن
سے جدا ہین ... بھیک مانگتی پھرتی ہے اور ایک درخت
کے نیچے ... میرے طالع کی شومی ہے کہ سب نوکر میرے
... شہر ... مین خستہ حالی مین گرفتار اور حق تو یہ ہے
کہ اپنے کئے کی سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کوئی طریقہ نجات کا ہے اُس نے کہا کہ مین تو مدت سے
آہ و زاری کرتا ہون تا کوئی میرے درد کو پہونچے مگر آجتک کوئی نہ آیا ہے اگر تجھکو خدا توفیق دے
تو شہر جا میری حویلی سوداگرون کے ... یوسف سوداگر کا نام ... وہان جا کر محلے
والون سے میرا حال کہنا غالب ہے کہ میرے لڑکے بالے ... پاس آئین یہ ماجرا تو ان سے بالمشافہ
بیان کر اس کے بعد فلانی جگہ میرا زر دبا ہوا ہے ... گڑا ہوا ہے اسکو نکال کر چار حصہ کرکے ایک
حصہ اس مین سے میرے فرزندونکو دے اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کر بھوکون کو کہانا
کہلا ننگون کو کپڑا پہنا مسافرونکو خرچ راہ دے امید ہے کہ تیری توجہ سے مین نجات پاؤن
اور راہ رکا ہم نشین ہون حاتم نے قسم کہا کر کہا اے عزیز اگر مین تیرا کام بخوبی نکرون اور
فریاد کو نہ پہونچون تو حلال کے نطفے سے پیدا نہون غرض حاتم رات کو وہین رہا اور دیکہا کہ وہ عیش و
عشرت مین ہین اور یہ فریاد و زاری مین جب صبح ہوئی شہید اپنے اپنے مکانونمین گئے اور حاتم
چین کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور آفتین سہتا ایک کنوئین پر جا پہونچا کیا
دیکہتا ہے کہ ایک شخص کنوئین پر کھڑا ہوا پانی بہرتا ہے یہ بہی وہان پہونچا اور چاہا کہ اسکے ہاتہ سے
ڈول لیکر پانی پیئے اتنے مین ایک سانپ نے ہاتہی کی سی سونڈ منہ سے نکالی اور اُس شخص کی

پھر یہ بولکر کنوئین مین کھینچ لیا حاتم دیکھ کر حیران ہوا اور ہاتھ ملکر کہنے لگا کہ ای موذی کیا کیا تونے
جو اس غریب پردیسی کو لے گیا وہان سے اسکے بال بچے امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھ خرچ
بھیجین گے یا آپ ہی لیے آتے ہونگے تونے اسکو یہان جان ہی سے کھو دیا یہ سمجھکر پھر اپنے
جی مین کہنے لگا اے حاتم افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اسکی داد کو نہ پہونچے
آخر خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوئین مین کود پڑا تھوڑی
دور چلا گیا جب زمین پر اسکا پاؤن لگا آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ چاہ ہے نہ وہ پانی ایک میدان
وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا لہلہاتا نظر آیا اور ان درختون بیچ ایک محل سنہرا سا چمکتا
ہوا دکھلائی دیا اسکی طرف چلا اور کہتا تھا کہ مسافر کو کہان لیگیا اور یہ محل کہان سے پیدا ہوا
سوچ مین وہ حویلی کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایوان پاکیزہ ہے بیٹھکین آراستہ جا بجا
لگی ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہے اور اسکے بیچ ایک مرد دراز قد درخت کی مانند سوتا ہے
حاتم یہ دیکھکر وہان گیا اور جی مین کہا کہ ذرا آگے جاکر دیکھیے کہ یہ کون ہے جب سرہانے
پہونچا تو اسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا جب اٹھیگا تب اس سے حال پوچھون
گا اتنے مین وہی سانپ مسافر کو باغ مین کسی جگہ چھوڑکر حاتم کیطرف لپکا حاتم مسافر کے
باعث سے غصہ مین بھرا ہوا تھا دونون ہاتھ سے اسکو پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اسکا شور سنکر
دیو چونک پڑا کہا ای عزیز کیا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے چھوڑ دے حاتم نے کہا جب تک یہ مسافر کو
نہ چھوڑیگا مین اسکو نہ چھوڑونگا یہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا خبردار یہ کوئی بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلسم کو بھی توڑیگا اور تیرے منہ مین بیٹھیگا حاتم یہ سنکر
سانپ کے پیٹ مین گھس گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھ نشان نہین معلوم
ہوتا کہ کہان آیا یہ حیران ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگا اتنے مین ایک آواز اسکے کان مین آئی
کہ اے حاتم اس اندھیرے گھر مین جو چیز ہاتھ لگے خنجر سے ٹکڑے کر ڈال تو اس طلسمات سے
نکلے یہ سنکر ایک طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا اتنے مین ایک چیز گول سی گوشت کی اسکے ہاتھ
لگی اور جھٹ اپنے خنجر تیز سے چیر ڈالا تو ایک چشمہ دریا سے زیادہ لہو کا جاری ہوا جیسا
ہوا اور حاتم خون سے نہانے لگا تھوڑی مدت کے بعد اسکا پاؤن زمین کی تہ پر جا پہونچا

اور اپنے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو وہ سانپ ہے نہ وہ پانی نہ وہ باغ ہے مگر ایک صحرائے
وسیع نظر آتا ہے اور اُس میں ہزاروں آدمی ہیں بعضے قریب مرگ پہونچے ہیں اور بعضے
سوکھکر کانٹا ہو گئے ہیں اور مسافر بھی اُسیمیں کھڑا ہے حاتم اسکے پاس جاکر پوچھنے لگا
کہ اے بھائی تجھے یہاں کون لایا ہے تب حاتم نے اس طلسم کا ماجرا بخوبی بیان کیا اور کہا کہ تم
اپنے اپنے گھر جاؤ میں نے تمہارے دشمن کو مارا وہ کہنے لگے ہم قید میں رہ بھوک کے مرگئے
اور کتنے ہلاکت کے قریب ہیں پہونچے حق تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے کہ تمہاری دستگیری سے اُس دشت
کے جنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم رخصت ہوکر چین کیطرف روانہ ہوا چندروز
بعد ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پہونچا اندر جانیکا قصد کیا دربانوں نے روکا کہاں
جاتا ہے پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اُسکے جواب سوال کر پھر یہاں جانا دیا جا[illegible]
حاتم نے اُن سے کہا بھائیو تمہارے شہر کا کیا چلن ہے مسافر کو شہر میں راہ دیتا ہے اور تم
لوگ اُسے [illegible] جوابدہ [illegible] کہا اے مسافر اس شہر کی راہ چلنے سے پہلے [illegible] اسکے کہ
یہاں کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے کہ اُس کے روبرو مسافر کو لیجاتے ہیں اور وہ اُس سے تین
سوال کرتی ہے وہ جواب دیتی [illegible]
اُس شہر کا نام بیدادنگر رکھا ہے کہ یہاں کوئی مسافر جیتا نہیں بچتا آخر حاتم اُن لوگوں کے
ساتھ نہیں جا رہی بادشاہ کے پاس گیا اور جی میں یہی کہتا تھا کہ دیکھیں وہ کیا پوچھتا ہے جب
اُسکے سامنے گیا تب اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا نام رکھتا ہے اُس نے
کہا کہ میں بنی آدم ہوں اور چین کے جانیکا ارادہ رکھتا ہوں میرا نام ہے حاتم [illegible] کام ہے
اور کہا اے بادشاہ تیرے سوا کوئی مسافر کو ایذا نہیں دیتا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلہ کے موافق
مہمانی کرتا ہے اس واسطے کہ بھلا کہلائے اور نیکی کے ساتھ اُسکا نام تمام عالم میں آفتاب کے مانند
روشن رہے اُس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا کیا کروں اس کمبخت لڑکی کے ظلم سے بیدادنگر
مشہور ہے کیونکہ ایک مدت سے مسافر مارے جاتے ہیں اُن کا خون میری گردن پر ہے پہلے اس
شہر کا نام عدل آباد تھا حاتم نے کہا پھر تو اُسکو کیوں نہیں مار ڈالتا ہے وہ بولا آجتک کسی نے بھی
ایسا کیا ہے کہ اپنی اولاد کو مار ڈالے پھر حاتم کو محل میں لیگیا حاتم نے لڑکی کو دیکھتے ہی بیٹھے دلمیں

کہا کہ اسکے برابر جہان مین کوئی خوبصورت نہین اسکا پردہ حجاب اُٹھ گیا اور ایک تخت مرصع پر حاتم کو بٹھا کر آپ کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ ای مادر مہربان آج مین اس مسافر پر عاشق ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگزادہ معلوم ہوتا ہے حیف ہے کہ صبح کو سولی دیا جائیگا دائی نے کہا کہ اے جان مادر تیرے نصیب نہایت بد ہین کیا کہین اور بہت غریب امیرزادے تیرے ہاتھ سے مارے گئے ان کا خون تیری گردن پر رہیگا اور تیری قسمت ہر چند ایسی نیک نہین کہ تیرا کام اسکے ہاتھ سے نکلے اتنے مین حاتم نے کہا بھلا مین بھی سنون کہ وہ کونسا کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے دائی نے کہا اے جوان خوش جب رات ہوتی ہے تب یہ لڑکی بالکل دیوانی ہو جاتی ہے اور باتین لا یعنی بکتی ہے اور سوال کرتی ہے جب مسافر اسکو جواب دے نہین سکتا ہے اسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہے یا سولی دلواتی ہے اسوقت مین اوسکے پاس نہین ہوتی غرض اوسکی یہی اوقات اور یہی عادت ہے حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھئے اب مجھے موت یہان لائی ہے یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے مین گئی اور کھانا لا کر کہنے لگی کہ اے مسافر اجل گرفتہ کچھ اسمین سے کہا اسنے کہا کہ کھانا جب تین کھاؤنگا جب اسکا کام انجام کو پہونچاؤنگا اب کھانا مجھپر حرام ہے بلکہ جی کا دینا ہے کھانا نہین اور یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا اے جوان معلوم ہوا کہ اسکے کام کا سر انجام تجھ سے ہو کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہے اتنے مین رات ہو گئی اور ہر ایک دائی دادی ماما چھچھو لونڈی غلام نوکر چاکر محل سے باہر گئے اور دروازہ کو بخوبی بند کر دیا پھر اسکے بعد وہ لڑکی دیوانون کیطرح سے کودنے لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی پھر حاتم کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اے جوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا جو نامحرم ہو کر یہان تک چلا آیا خیر اگر آیا ہے تو ہمارے سوالون کا جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال رکھتی ہے اوسنے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ وہ قطرہ کونسا ہے جو جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا کہ وہ قطرہ دریائے اسرار انسان ہے یعنے نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے پھر حاتم نے کہا دوسرا سوال کہہ اُس نے کہا وہ کونسا میوہ ہے جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا وہ فرزند ہے کہ سب میوون سے شیرین ہے پھر تیسرا سوال پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہر کسی کو کھاتی ہے حاتم

نے کہا وہ موت ہی کہ کسی کو نہین چھوڑتی اس سخن کو سنکر لڑکی نے آنکھین نیچی کر لین اور کانپنے
لگی آخر کار کرسی سے خاک پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت
ہیبتناک وہان نظر آیا اور پھنپھنا کر حاتم کی طرف لپکا وہ جیمین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو
ایذا دہندہ ٹھہرتا ہون اور اگر نہین مارتا ہون تو یہ مجھکو نہین چھوڑتا یہ سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ
کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے نکالکر اپنے منھ مین رکھ لیا اور اوس سانپ کو اپنے ہاتھ سے پکڑکر ایک
ہانڈی مین بند کر کے خنجر کمر سے نکالکر انگنائی مین قد آدم گڑھا کھود کر گاڑ دیا اور ایک تخت پہ
جا بیٹھا پچھلے پہر انکو لڑکی ہوش مین آئی اور اپنے منھ پر نقاب ڈالکر کہنے لگی کہ اے نامحرم تو کون ہی اور
اس تخت پر کس واسطے بیٹھا ہی حاتم نے کہا اے نادان تو اتنی بہین ہو لگتی ہی مین جری ہون کہ
کل تیرے باپ کے لوگ مجھے ہاتھون ہاتھ لے آئے تھے اس بات کو سنتے ہی وہ دائی سے کہا کیا سبب ہی
کہ یہ مسافر آج جیتا بچا دائی نے کہا خدا نے اپنی حفاظت مین رکھا بارے تم اپنا حال کہو کیسی تھی
اوس نے کہا کہ آج ہمین اپنا حال کچھ معلوم ہوتا ہی نہین تو ہمیشہ بیماری بیتا تھا پھر وہ حاتم
سے پوچھنے لگی کہ اے جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو کیونکر بچا حاتم نے کہا مین تجھکو اس بات سے
ہرگز آگاہ نکرونگا اتنے مین نور کا تڑکا چمکا [illegible]
کیونکر بچا حاتم نے کہا جب پہر رات گئی تو آپ کی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمے ہی تباہی بکنے لگی
اور منہ سے کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم تو زندہ تھا مقدور
کہا نسے پیدا کیا جو بید ہی کہ میری حویلی مین آیا خیر اگر آیا ہی تو میرے سوالون کا جواب دو آخر کار
اسنے مجھسے تین سوال کیے مین نے خدا کے فضل سے ان تینون سوالونکے جواب بخوبی دیئے اس
بات کے سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سے گر کر بیہوش ہو گئی پھر ایک سانپ اسکی پہلو سے
نکلکر مجھپر لپکا مین نے اسکو انگنائی مین گاڑ دیا یقین نہو تو دیکھ لو پھر وہ لڑکی ہوش مین
آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ نے پوچھا اے جوان یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پہ
عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا بارے خدا کے فضل سے یہ بلائے عظیم
تمہارے سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا اے شخص لڑکی مین نے تجھے دی اور یہی
میرا قول تھا لازم ہی کہ تو بھی قبول کر کہا ایک شرط سے مین جہان جاتا ہون وہان سے جالین

کوئی میرا مزاحم نہو اُسنے کہا بہت اچھا تم مختار ہو جدہر چاہو ادہر لیجاؤ پہر اُسی گھڑی اُسکے
باپ نے اپنے گہر آنے کی رسوم کے موافق اُسکا نکاح حاتم کے ساتھ پیوند ہوا اور اُسکا ہاتھ حاتم کے
ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان ہر ایک رات اُسکے ساتھ عیش و عشرت مین گذاری جب
اُس عورتکو پیٹ رہا تب حاتم نے اُس سے کہا اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ مین یمن کا
رہنے والا ہون اور طے کے نطفہ سے ہون اگر لڑکا پیدا ہو اور یمن جانیکا قصد کرے تو اُسکو اُس طرف
بھجوا دینا اگر لڑکی ہو کسی مرد نیک فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو
ایکبار پھر تیرے پاس مقرر آؤنگا اسیطرح کی دو چار باتین کر کے اُس سے رخصت ہوا تہوڑے دنون
کے بعد شہر چین مین پہونچا اور کہنے لگا کہ اس محلہ مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہے
اور اُسکی اولاد مین سے بھی کوئی ہے لوگ دوڑے اور اُسکے بیٹے کو خبر کی کہ ایک مسافر یمن
سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے وہ اسبات کو سنکر دوڑتا ہوا حاتم کے پاس آیا اُسنے کہا اے لڑکے
مجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے اُس سخن کے سنتے ہی لوگ ہنس پڑے اور
کہنے لگے اسے مسافر معلوم ہوتا ہے کہ تو دیوانہ ہے جو ایسی بات کہتا ہے اُسکو مرے ہوئے
[illegible] برس ہوئے اور تعجب کی یہ بات ہے کہ اُسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا ہے حاتم نے کہا یارو
[illegible] کیا علاقہ [illegible] یوسف سوداگر ان کے محلہ مین رہتا تہا ایک بیٹا اُسکی [illegible]
بھی [illegible] اور باہر نکلا [illegible] مین جو [illegible] کی جگہ تہی اُس جگہ کو کہود و اُسکے پاس [illegible]
ہوا اُسکے نیچے بہت سا مال و جواہر گڑا ہے لیکن اُسے کوئی نہین جانتا جسقدر زر و جواہر
نکلے چار حصے کرو ایک حصہ تم لو اور تین حصہ خدا کی راہ مین خرچ کر دیو کہکر پہر اُسنے
سب ماجرا جو دیکھا تہا ابتدا سے انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اسی سبب سے فلان جنگل
مین گیا تہا یہ تماشہ دیکھا اور قاصد بنکر آیا تب اونہون نے کہا یہ حرکت
بے بادشاہ کے خبر کئے کیونکر کرین آخر کار وہ سب لوگ فورا
اوسکو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا کہ اے
شخص تو نے کیا دیکھا کہا جہان پناہ مین نے اُس سوداگر کو اس طرح دیکھا ہے
اور یہ پیغام اُسنے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسبات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ تیرے شہر مین

وہان ایک عورت پیرانہ سال فقیرونکی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگ رہی تھی حاتم
نے اپنے ہاتھہ سے الماس کی انگوٹھی اوتار اُس کے حوالے کی اور آپ روانہ ہوا تب اُس بڑہیا
نے کہا کہ دکھئے پردیسی کا خدا حافظ ہو اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح تلوارین
لگائے جنگل کے دائین بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھہ ہو لئے چنانچہ
وہ ساتون چور اُسی چڑیل کے بیٹے تھے اُسنے اس بڑہیا او انگوٹھی کو دیکھکر یہ جانا کہ سونے
کی چڑیا جاتی ہے غرض اُسکے ساتھہ ہو لئے اور ادھر اودھر کی گپ شپ ہانکنے
لگے تھے کہنے لگے اے جوانمرد ہم چاہتے ہین کہ تیرے طفیل سے شہر مین پہونچین اور وہانکے بادشاہ
کی نوکری کرین حاتم نے کہا اچھا چلو کھانے پینے کا کچھہ اندیشہ نکرو جب حاتم اُن کے
دم مین نہ آیا تب اُسکے پیچھے سے کمند ڈالکر ہاتھہ باندہکر تین خنجر مارے پھر کنوئین مین گرا دیا
اور جو مال و متاع تھا لے لیا وہی ایک پگڑی جسمین مُہرہ تھا لپٹی لپٹائی رہ
گئی وہ کئی روز تک کنوئین مین زخمی پڑا اور تین روز کے بعد جب ہوش آیا اوس مُہرہ کو
پگڑی سے کھولکر اور کنوئین مین جتنا سا پتھر پایا اسپہ تھوک سے رگڑ کر اوس مہرہ کو زخمون پر
لگایا زخم درست ہو گئے اور درد جاتا رہا پھر اپنے جی مین کہا افسوس ہے اُن
مردون نے دغا کی اگر راہ خدا مین مجھسے مانگتے تو تم ہم سب کا سب بخوشی دیدیتا
اب بھی اگر ملین تو اتنا دیدون کہ جبتک جئین کبھی محتاج نہون اسی سوچ مین تھا کہ آنکھہ
لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص باواز بلند یہ کہتا ہے اے حاتم تم نہ ڈرو خدائے
کریم نے تجھے یہان پہونچایا ہے یہ بھی اُسکی حکمت سے خالی نہین تھا یہان ایک گنج عظیم
گڑا ہے حق تعالے نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہے اب تو بیدار ہو اور سن اُس نے
کہا اے بزرگ مین تنہا کیونکر لون کہان جاؤن وہ بولا کل تجھکو بس ... پھر آ نکلینگے
اور تجھے اس اندھیرے کنوئین سے نکالینگے چاہئے کہ انکو شفیق کرکے اس مال کو نکالو
حاتم خوش ہوا اور درگاہ الہی مین سر جھکا کر سجدۂ شکر بجا لایا اتنے مین پو پھٹی اور روز
کا اُجالا ہوا ایکدم کے بعد دو شخص اُس کنوئین پر آئے اور پکار کر کہنے لگے اے حاتم اگر جیتا
ہے تو جواب دے اُس نے کہا ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب اُنہون نے

اسی طور سے قسم کھائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب اُن کو
بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا راستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے سامنے دکھائی دیا
اُس نے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا میں کوئی قافلہ اترا ہے اور یہ کتا اسی قافلہ
کا ہے جب وہ اسکے پاس آیا تب حاتم نے اسکو گود میں اٹھا لیا اور اس کے واسطے
پانی ادہر اودہر ڈھونڈھنے لگا اور جی میں کہتا تھا کہ اس جنگل میں کوئی چشمہ ملے تو اس
پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤں اتنے میں ایک گاؤں دکھائی دیا حاتم اسطرف روانہ
ہوا وہاں کے لوگ گیہوں کی روٹیاں اور مٹھائی مسافروں کو دیتے تھے حاتم کے آگے
بھی لے آئے اُسنے وہ مٹھائی اور روٹیاں کتے کو کھلا ئیں کتے نے پیٹ بھر کھایا مگر حاتم
اسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور خوبصورت کتا ہے اور وہ اسکے سامنے
بیٹھا ہوا شکر خدا کر رہا تھا اتنے میں حاتم نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل
میں خدا کو یاد کرکے یوں کہا کہ یہ تیری قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور ایک
کی شکل کو دوسرے کی صورت سے بدل نہ دیا اتنے میں ایک سخت سی چیز شاخ کے مانند
اس کے ہاتھ میں لگی جب خوب غور کرکے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ
اسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت ہو گیا حاتم متعجب ہوکر کہنے لگا کہ
اے بندۂ خدا کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت کتے کی تھی
اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اُس نے دیکھا کہ اس شخص نے
مجھہ پر احسان کیا ہے اس سے اپنا حال چھپانا چاہیئے اسبات کو سوچکر اس کے
پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا اے مرد بزرگ میں بنی آدم ہوں تیری دستگیری سے اپنی اصلی
صورت پر آیا حاتم نے کہا کہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی سی ہو گئی تھی جوان نے کہا
میں سوداگر کا بیٹا ہوں میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین کو گیا تھا وہ مال
اس نے وہاں بیچا اور وہاں سے کچھ مول لیکر ختا میں گیا اسکے فروخت سے بہت سا نفع
حاصل کیا اور مجھکو دھوم دھام سے بیاہ دیا چند روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا
مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا میں اکیلا تھا اور اسکو بیچکر عیش و عشرت

کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب میں ختا کا مال خرید کرکے شہر چین میں گیا
اور خرید فروخت کرکے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جب تک میں آؤں وہ عورت
بد ذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے اٹک گئی تھی اور میخ لوہے کی
جادوگروں سے پوچھ کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب میں گھر آیا پہنچا اور ایک دن
غافل سو گیا تو اس نے فرصت پا کر میخ میرے سر میں ٹھونک دی میں اسی وقت کتا ہو گیا
اس نے اسی گھڑی لکڑی لی اور پانی میں بھگو بھگو پیٹنا مارنا اور باہر نکالا جب بازار میں پہنچا وہاں کے کتے میرے پیچھے ہو
لگے اور کاٹتے ہی دوڑے آخر کی دہشت سے آج تلک یہاں ہوں سبب کہ میں شہر چھوڑ کر اس
جنگل میں بھوک کا پیاسا پڑا پھرتا تھا آگے کیا کہوں بارے خدا نے اپنے فضل و
کرم سے تجھے اس مقام پر پہنچایا اب تو نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس
بات کے سنتے ہی سے حیران ہوا اور کہنے لگا اے شیخ تیرا گھر کس شہر میں ہے اس نے
کہا کہ اس جنگل سے تین روز کی راہ پر ہے اور اس کو شہر صورت کہتے ہیں حاتم نے کہا
کہ اس شہر میں تیرا ایک سوداگر رہتا ہے اور اس کی بیٹی تین سوال رکھتی ہے اس لڑکی
نے مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہے کہ میں نے وہ کام کیا جو آخر کی رات میرے کام آیا
اس نے کہا یہ بات سچ ہے اور میں بھی اس شہر کا رہنے والا ہوں پھر حاتم نے کہا کہ خیر
خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بہلا دیگی تو پھر میں نکالونگا تو فرصت پا کر
اپنی جورو کے سر میں گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاویگی اس طرح سے باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں وہاں سے
چل نکلے تین روز کے عرصہ میں اس شہر میں داخل ہوئے اور وہ جوان اپنے ساتھ حاتم کو لیکر گھر آیا
ڈیوڑھی پر بٹھا کر آپ اندر گیا اور باندیاں پاؤں پر گر پڑیں اور بی بی اس حبشی
سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھ کر اس نے تلوار نیام سے لی اور اس غلام
کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ میخ بی بی کے سر میں ٹھونک دی فوراً وہ کتیا ہو گئی تب اسی رسی
سے باندھ کر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر دکھلایا
اور کہا یہ وہی مکارہ ہے جسنے مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہ وہی حبشی غلام نمک حرام ہے
جو اسکے سنگ میں داخل تھا اس عورت کو دیکھ کر حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا

اے عزیز تو نے اس کو کیون مار ڈالا وہ بولا اسکا کیا اسکے آگے آیا اس وحشت سے اب
کوئی ایسا کام نہ کریگا بلکہ اسکو سنکر جو کرتا بھی ہوگا باز رہیگا یہ حرکت مین عبرت کے
واسطے کی ہے یہ بات کہکر اسکو اپنے صحن خانہ مین گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی
غلام کو انعام دے کر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان رکھکر خوب سی ضیافتین
کھلائین اور صبح تک عیش و عشرت مین مشغول رہا جب خورشید روشن ہوا تب حاتم
اوس سے رخصت ہوکر کاروانسرائے مین آیا اور اوس سوداگر بچے سے ملاقات کرکے
پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کچھ خوش تو ہو اوسنے کہا بندہ پرور آپکی جان و مال کو
دعا دیتا ہون ایک مدت سے وہ آواز نہین آتی ہے اسواسطے حارث کی لڑکی تیری
آپکی منتظر ہے حاتم نے کہا اندیشہ نہین خدا کے فضل و کرم سے اوسکی خبر لایا ہون
یہ کہکر وہ حارث کی بیٹی کے دروازہ پر گیا خبرداروں نے جاکر خبر پہونچائی وہ دالانکے
درون پر پردے ڈالکر اندر ہو بیٹھی اور لوگون سے کہنے لگی کہ اسکو بلوا لو وہ بلا لائے
جب حاتم پردے کے قریب آیا تب اسکو کرسی پر بٹھاکر سوال کا حال پوچھا حاتم نے
ابتدا سے انتہا تک کہہ سنایا اور جو جو دیکھا تھا بخوبی بیان کیا اوسنے کہا اے جوان یہ سچ
کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہین آتی مگر تو جلد جا اور ماہرو شاہ کا مہرہ لا فوراً حاتم
اوس سے رخصت ہوکر سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہا تو خاطر جمع رکھ ماہرو شاہ کا مہرہ
لینے جاتا ہون اگر یہ تیسرا سوال پورا کرونگا تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون اوس
سے رخصت ہوکر صحرا چلا چند روز مین ایک درخت کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا کہ اب
بہتر ہے کہ دیوون کے بادشاہ سے ملے اور اس سے ماہرو شاہ کا مکان پوچھے تو مقرر
وہان کا پتہ لگا دیگا یہ دل مین ٹھہرا کر اوس غار مین جسمین پہلے گیا تھا تھوڑے دنونکے
بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا اوسکو طے کرکے اوس گاؤن مین پہونچا وہان کے
لوگ حاتم کو دیکھکر بستی مین لیگئے مسند پر بٹھایا مہمانی کی اسیطرح ہر شخص اپنے
گاؤن مین لیجاتا اور مہمانی کرتا آخر وقاش کے محل تک پہونچا اوسنے استقبال
کیا اور ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام بٹھایا اور بہت خوشی و عیش کی مجلس جمائی

اور پوچھا کہ آپکے آنے کا موجب کیا ہے حاتم نے کہا ماہر و پری شاہ
کے ہاتھ مین جو مہرہ ہے اب یہ فدوی اسکے لینے کو آیا ہے اُسنے کہا اے
جوان اُس مہرہ کو ہاتھ سے لینے کی کس کو طاقت ہے اور کسکی مجال ہے کہ وہان
جائین اور سلامت پھر آئین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہے حاتم نے کہا
کچھ اندیشہ نہین مین تم سے ایک شخص بطور رہبر کے چاہتا ہون اسواسطے کہ
کہین راہ بھول نہ جاؤن اس جوان کی بات سنکر فرقاش کچھ دیر چپ ہو گیا اور کچھ
بولا حاتم تین روز تک وہین رہا چوتھے دن کہنے لگا کہ اے جوان مین سنتا
ہون ایسا نہو کہ وہ عاشق ہو جاوے اور گرفتار میرا کھینچکر مرجاوے اور اسکا خون میری
گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر مین یہان عیش و عشرت مین رہون تو خدا کو
کیا جواب دونگا فرقاش نے کئی دیو حاتم کے ساتھ کر دیئے کہ تم اسکو ماہر و پری شاہ
کی سرحد مین پہنچا دو اور اس کے آنے تک وہین بیٹھے رہو حاتم اُن کو
ساتھ لیکر وہان سے روانہ ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین ماہر و پری شاہ
کی سرحد مین جا پہنچا اُنھون نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے آگے اُسکا عمل
شروع ہے اب ہماری طاقت نہین کہ آگے بڑھین جو قدم یہان سے آگے جاتا ہے
وہ اُسکو جیتا نہین چھوڑتا ہے غرض وہ وہین رہے اور حاتم وہان سے رخصت
ہو کر اُسکی عملداری مین داخل ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان
سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا اور درخت بھی اُسپر بہت سے ہرے ہو کے بیشمار
نظر آئے وہ اُسکی طرف چلا جب قریب گیا تب پھر ایک طرف سے پری
زادون نے آکر گھیر لیا اور کہنے لگے اے آدم زاد اسکو جیتا چھوڑنا چاہیے
کیونکہ یہ پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کرتا ہوا تھے مین اور بھی پریزاد پہاڑ سے اوتر کر
اسکا ہاتھ پکڑکر اور طوق و زنجیر پہناکے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے اور یہان
کس لیے آیا ہے اور وہ کون ہے جو تجھے یہان لایا ہے سچ بتلا حاتم نے کہا
مجھکو یہان خدا لایا ہے اور مین شہر یمن سے آیا ہون اسبات کو سنتے ہی وہ سب

کہا معلوم ہوتا ہے تو ماہر دیری شاہ کا مہرہ لینے کو آیا ہے کیون سچ ہے یا نہین تب حاتم اپنے
دل مین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون تو یہ چھپا نہ چھوڑینگے اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا
ٹھہرتا ہون اس سے بہتر ہے کہ چپکا رہون یہ سمجھکر گونگا بنگیا اور جواب نہین دیا تب پریزادون
نے آپس مین مشورت کی کہ اسکو آگ مین ڈالا چاہئے اور وہ ہونٹ چبا کر ہزارون من لکڑیان جمع
کرکے آگ بھڑکائی تو آسمان تک پہونچی اسکو اٹھاکر آگ مین ڈالدیا حاتم تین روز اسی
آگ مین رہا وہ چلے گئے اس کے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اسکے جامہ کا نہ جلا تھا وہان سے
ایک طرف کو روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ پریزاد سب طرف سے دوڑے اور پوچھنے لگے
کہ اے جوان تیری صورت کا ایک اور شخص دو چار ہی دن ہوئے آیا تھا اسکو آگ مین
ڈالکر خاک سیاہ کر دیا اب تو آیا سو کیا وہی ہو گیا دوسرا پیدا ہوا سچ کہہ حاتم نے کہا ای احمق
جو آتشکدہ مین پڑے وہ کیونکر جیتا بچے پھر تو اسکو اٹھا لیگئے ایک بڑی بھاری پتھر کے نیچے تین
روز تک دبا رکھا جو سمجھے تھے ان سے کو اس سے نکالکر اس زور سے ٹانگ پھرا کر پھینکا کہ وہ وہان سے
اٹھارہ کوس پر دریاے شور تھا اسمین جا پڑا ایک گھڑیال اسکو نگل گیا اس صدمہ سے
وہ عالم بیہوشی مین تھا کہ کچھ نہ سمجھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا ایکبار گھڑیال کے پیٹ مین
دیکھکر گھبرایا اور اسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر پاؤن سے کچلنے لگا اسکے باعث سے وہ [illegible]
خشکی مین گیا اور قے کرنے لگا حاتم اسکے منہ سے نکل پڑا اسکے بعد بھوکا پیاسا کسی طرف
کو چلا جب طاقت طاق ہو گئی چکر کھا کر ریت مین گر پڑا اور ایک سمت کو تکنے لگا اتنے مین ایک
غول پریزادون کا اٹکھیلیان کرتا ہوا آپہونچا اور ہر ایک اسے دیکھکر آپس مین کہنے لگا کہ
یہ آدم زاد کون ہے اور یہان کیونکر آیا ہے تحقیقات کیا چاہئے ایک نے حاتم سے کہا کہ
ای آدم زاد تجکو یہان کون لایا ہے جلد بتلا حاتم نے کہا مجھکو خداے کریم الرحیم لایا ہے کہ جسنے
مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن ہے کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجکو جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا نے
توفیق دی ہو تو کچھ کھانے پینے کی خبر لو انہون نے کہا کہ تجکو دانہ پانی کیونکر دین ہمارے
بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ جب آدم کو یہان پاؤ سر کاٹ لو اگر تجکو نہ مارین اور کھانے
پینے کو دین تو غضب سلطانی مین گرفتار ہون اتنے مین ایک نے اون مین سے

اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتی ہے تو ہمارے حوالے کر دے اسکو بادشاہ کے پاس لیجاؤنگی سنتے
ہی آگ ہوگئی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم نامرد تو میرے باغ مین کیون آیا ہے اور بیش اتنے
زبان درازی کرتا ہے کیا کوئی نہین کہ اس ناشدنی کو مارے یہ سنتے ہی سب پریان اسپر دوڑین
وہ مارے ڈر کے اپنے شہر کیطرف بہاگا اور اپنا منہ کالا کرکے بارگاہ عالی مین فریادی ہوا بادشاہ
نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کسنے کیا کیا ہے اُسے آگے لاؤ جب قریب
تخت کے پہونچا ہاتھ باندھکر عرض کرنیلگا کہ خداوند مین حسنا پری بیٹی پریزاد کی بیٹی کے
ظلم سے فریاد کرتا ہون اور مین اسکے گروہ مین سے ہون ہمارا آدمزاد کو حضور عالی مین
لاتا تہا رات کے وقت وہ اپنے باغ مین لے گئی اب اس سے عیش کیا کرتی ہے اتفاقاً
مین ڈہونڈتے ہوئے ایکدن اس باغ مین جا نکلا تو اسی آدمزاد کو دیکھا مین نے شور مچایا
کہ اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تہا جلد میرے حوالے کرو کہ حضور مین پہونچاؤن
وہ شراب کے نشہ مین چور ہو رہی تہی اپنی پریون سے کہنے لگی کہ اسکو پکڑکر خوب مارو
مین ہزار آفت و دقت سے بہاگ کر سایہ دولت مین آیا سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور پانچ
ہزار پریزاد کو حکم دیا کہ تم حسنا پریزاد کی اس آدمزاد سمیت باندھکر جلد حضور مین حاضر کرو
وہ سب کے سب وہین دوڑ پڑے اور اسکی حویلی کو گہیر لیا وہ بیچارہ اسبات کی خبر نہ رکھتا تہا
متفکر ہوکر حیران رہگیا کہ اس اعتراض کا سبب کیا ہے انہون نے کہا تیری بیٹی ایک بادشاہی
قیدی کو اڑا لائی ہے اور اسکے ساتھ اپنے باغ مین عیش کرتی ہے اس واردات کو
سنکر وہ ڈر گیا اور اسکے باغ مین آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حسنا پری اس آدمی کے ساتھ رنگ
رلیان کر رہی ہے یہ حال دیکھتے ہی بدحواس ہوکر ایک تپنچا مارا اور کہا او نالایق تو نے کیا قہر کیا
کہ مان باپ کا نام ڈبویا بادشاہ کی فوج تیرے پکڑنے کو آئی ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
ڈری اور تہرتہرانے لگی چہرہ زرد ہوگیا آنسو بھر آئے اتنے مین فوج بادشاہی آ پہونچی اور
ان سب کو گرفتار کرکے حضور عالی مین لے گئی سردار فوج حضور مین آیا اور عرض کرنے لگا
کہ اے جہان پناہ حسنا پریزاد [illegible] حضور مین آنے سے عذر نہ کیا [illegible] اور [illegible] بادشاہ
بے تامل چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ حسنا پریزاد کو حضور مین لے آؤ [illegible] ہی سامنے کر دیا

بندہ کو اس حال کے متعلق خبر نہ تھی اور ہر طرح سے یہ فدوی فرمانبردار ہے بادشاہ نے رحم کھا کر کنا
بخشا جب ان لوگون نے حاتم کو لیجا کر اس کے سامنے کھڑا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ نہایت
حسین ہے مہربانی سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کچھہ باتین کر کے کہا اے جوان تو آدم زاد ہو کر
میرے شہر مین کیونکر آیا اور ایسا کیا کام رکھتا ہے کہ جسکے واسطے اتنا رنج اٹھایا حاتم نے
کہا جہان پناہ مین حضور کی قدمبوسی کو آیا ہون کیونکہ فروقاش بادشاہ نے خداوندگار اوصاف
حمیدہ یہان تک بیان کئے کہ انکے اظہار مین میری زبان قاصر ہے غرض دیدار ہمایون
کا اشتیاق دل پر غالب آیا ہر طرح سے مینے آپکو حضور اقدس مین پہونچایا تب بادشاہ
نے کہا اے جوان تجھے معلوم ہے کہ اس زمانہ مین کوئی حکیم انسانون مین داناتر اور فن حکمت
سے ماہر ہے حاتم نے کہا خداوند نعمت حکیم سے کیا کام ہے شاید آپ کے ملک مین حکیم نہین
ملتا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے قوم کے حکیم سے کچھہ فایدہ نہین ہوتا ہے مینے بہت علاج کر دیکھا ایک
مدت سے میرے بیٹے کی آنکھین دکھتی ہین اور اس کے سوا میرے ملک کا کوئی مالک نہین
حیف ہے کہ وہ بھی اندھا ہو گیا اور کسی طرح سے درد سے بھی فرصت نہین پاتا حاتم بولا کہ اگر شہزادہ
اچھا ہو اور آنکھین روشن ہون اور درد جاتا رہے تو حضور عالی سے مجھے کیا انعام ملیگا بادشاہ
نے کہا جو مانگیگا وہی پاویگا حاتم نے کہا اگر اس بات پر قول و قسم کرو تو مین شہزادہ کی ایسی دوا کرون کہ
اسکی آنکھین جیسی تھین ویسی ہی روشن ہو جاوین تو اسوقت مجھہ کو انکا انعام پاؤن بادشاہ نے
کہا مین نے قبول کیا صبحکو اسنے وہ مہرہ اپنی پگڑی سے نکالکر آب دہن مین گھس کر اسکی آنکھون مین
لگایا شام کے ہوتے ہوتے سرخی جاتی رہی درد موقوف ہوا مگر بینا نہوئین بادشاہ نے کہا
اے جوان ظاہر اسکی آنکھین آگے سے اچھی ہین لیکن بصارت چندان خوب نہین ہوئی تب
حاتم نے کہا پردۂ ظلمات مین ایک درخت ہے اسکو نور بصر کہتے ہین اگر وہ تین قطرہ اس کے
پانی کے ساتھہ لگین تو اسکی آنکھین روشن ہو جاوین اس بات کو سنتے ہی ماہر وہری شاہ نے
بادشاہزادو سچ کہو تم مین سے کون ایسا ہے کہ اس کام کو کرے انھون نے کہا جہان پناہ اسکی
بیٹے کو دین نظر ہے اور اسمین نہایت دیو پلید رہتے ہین وہان ہم مین سے کوئی جا نہین سکتا
زبردست ہین ہم کو جیتا نہ چھوڑین گے آگے جو حکم ہو سو کرا

اتنے میں حسنا پری اٹھی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند نعمت قصور معاف کریں اور اس
انسان کو مجھے بخشیں تو میں جاؤں اور اس درخت کا پانی لا دوں بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ
بخشا اور وہ سرحد تیرے باپ کو دی اور اس دن کا وہی مختار ہے حاتم بولا اے حسنا پری
اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے اور اسیر کر کے تیرے باغ حسن کی سیر کروں تو یہ
امید نہ رکھ حسنا پری نے کہا کہ پہلے تو کام تو کر لے پھر مختار ہے جدھر جانا ہو چلا جا کوئی تیرا
مانع نہ ہوگا حاتم نے کہا اس طور میں نے بدل و جان منظور کیا بارے حسنا پری
کئی پریوں کے ساتھ روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات میں جا پہونچی کیا دیکھتی ہے
کہ ایک درخت عظیم الشان کہ اسکی پھنگی آسمان تک پہونچی ہے اور اس سے پانی کے قطرے
ٹپکتے ہیں حسنا پری نے ایک شیشہ اسکے نیچے رکھ دیا تھوڑی دیر میں وہ شیشہ پانی سے بھر
گیا تب اس کا منھ باندھ کر وہاں سے اٹھی اتنے میں غلغلہ ہوا جو کئی ہزار دیو
اس درخت کا نگہبان تھا آ پہونچا حسنا پری چست و چالاک تھی بھاگی اور اسکے
ہاتھ نہ لگی چالیس دن کے عرصہ میں حضور اقدس میں آ پہونچی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی
خداوند آپکے اقبال سے یہ لونڈی اس درخت کا پانی لے آئی اور اس کے چوکیداروں
کے بھی ہاتھ نہ لگی یہ کہہ کر شیشہ بادشاہ کے آگے رکھ دیا کہ یہ چند قطرے پانی کے حاضر ہیں
اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر کئے بادشاہ نے حسنا پری کو نہایت مہربانی سے اپنے
گلے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کے حوالہ کیا اس نے فی الفور اس میں دو بوند گرا کر اس کی
آنکھوں میں لگایا اور بجلی سی ایک روشنی نمودار ہوئی اور ایک چمک سی اسکی آنکھوں سے
پیدا ہوئی آنکھیں روشن ہو گئیں جیسے بادل کے پیٹ سے بجلی نکلتا تھا جونہیں شہزادے نے اپنے
باپ کا دیدار دیکھا نہایت خوش ہوا اور حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسکو گلے لگا لیا
شکر خدا کا بجا لایا تب بادشاہ نے ممنون احسان ہو کر اسکے آگے اتنا زر و جواہر رکھا کہ جسکا کچھ شمار
نہ تھا حاتم نے کہا اے بادشاہ عمر و دولت زیادہ اس قدر زر و جواہر میں کس طرح لے
جاؤں گا اور کہاں لیجاؤں گا اگر ہاں تم اپنے پریزادوں کے ساتھ فرد قاصد بادشاہ
کے پاس بھجوا دو تو یقین ہے کہ وہ سرحد میں پہونچا دے گا یہ کہہ کر ساتھ کر دیا

تب بادشاہ نے اپنے پریزادون کو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تو تم اسباب
اسکا لیجاؤ پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ جو کچھ عنایت ہوا ہی سو آپ کا
تفضلات سے ہے لیکن امیدوار اسبات کا ہون جو دینے کو کہا تھا وہ عنایت ہو بادشاہ
نے کہا ہان کیا مانگتا ہے حاتم نے کہا یہ مہرہ جو آپکے ہاتھ مین ہے اگر میری آرزو پوری کرنی
ہے تو بخشو اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ
حارث کی بیٹی نے یہ مہرہ تجھسے مانگا ہے اور مین نے تجھسے اقرار کیا ہے ناچار لینا یہ کہکر وہ مہرہ حاتم
کو دیا اور کہا ایجوان جب تو یہ مہرہ اسکو دیگا مین سیکا پاس رہیگا [illegible] کبھی دوسرے
منگوا لونگا حاتم نے التماس کیا کہ جب عاشق کا کام ہو چکیگا پھر آپ مختار ہین حاتم وہ مہرہ لیکر
اپنے بازو پر باندھا جتنے گنج اور دفینے زمین مین گڑے ہوئے تھے نظر آنے لگے تب اپنے
جی مین کہا کہ حارث سوداگر کی بیٹی نے یہ مہرہ اس غرض سے منگوایا ہے القصہ بادشاہ سے
رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے عیاروں نظربازون سے کہا کہ جسوقت حارث سوداگر کی بیٹی
کا نکاح ہو چکے اسکے ہاتھ سے کسی گھات سے لے آؤ حاتم وہان سے [illegible] اپنے
گھر آیا تھوڑے دن عیش و عشرت کرکے رخصت ہوا تب وہ پریزاد زر و جواہر لیکر
اس کے ہمراہ ہوئے اور فرقوقاش کی سرحد تک پہونچا کر رخصت ہوئے اور جو حاتم
کے ساتھ آئے تھے دیکھتے ہی دوڑے اور شاد ہوئے پھر اس مال و متاع سمیت اسکو
تخت پر بٹھا کر چند روز مین فرقوقاش کے پاس جا پہنچے [illegible] وہ اٹھہ کر بغل گیر ہوا اور
بہت سی تواضع کرکے آفرین کی شب کو حاتم وہان مہمان رہا صبحکو رخصت ہو کر غار
کی راہ سے صورت مین آ پہنچا دیو کو زر و جواہر بخش کر رخصت ہوا پھر آپ سوداگر
کی بیٹی کے گھر آیا اور وہ مہرہ اسکے حوالہ کیا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی اور
کہنے لگی ایجوان اب مین تیری ہون جو چاہے سو کر حاتم نے کہا اے ساقی نا مہربان
مطلب یہ نہین ہے کہ تجھسے شراب وصال پیون مگر وہ جو ایک مدت سے اس شاہ
کا پیاسا ہے اسکو پلاؤنگا تو بھی قبول کر اس نے کہا مین تیری ہون تو جہان پناہ اسکی
لاونڈی حاتم نے اسکے باپ کو بلوا کر اس سوداگر بچے کا ہاتھ اسکے ہاتھ
کے سپرد کیا

اوٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ
گنہگار ہون مجھکو بخشدے توبہ کرتا ہون اور تو ہی رزق دینے والا ہے حلال مین خزانہ غیب سے
پہونچائیگا جب صبح ہوئی تو معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے لگا کہ ایکایک سو دینار پانی
سے نکل آئے مین نے اونکو اوٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ اگر کسیکا مال دریا مین
گر پڑا ہو تو مجھسے لے اس بات کا جواب نہ پایا پھر بدستور سابق دریا پر گیا اسی طرح دینار
نکل آئے اونکو بھی لاکر رکھہ چھوڑا اسیطرح جسے دن گذرا اور رات ہوئی تو مین کیا دیکھتا ہون
کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے بندہ خدا یہ وہی دو روٹیان تیری شفیع ہوئین ہین خدای کریم نے حکم
کیا ہے کہ تجھکو سو دینار روز ملا کرین تو انمین سے کچھ خدا کی راہ مین صرف کر اور باقی سے اپنی
اوقات کاٹ اتنے مین آنکھہ کھل گئی سجدہ شکر بجالایا پھر مین نے یہ عمارت بنائی اور دروازہ پر
یہ کار لکھدیا اب بھی اسیطرح سو دینار مجھے پہونچتے ہین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون
اور کھانا کھلاتا ہون اور یاد الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب عمر کے سو برس باقی ہین اور اس
عمارت کو بنے سو برس ہوے ہین اے عزیز جبسے مجھے یقین ہوا کہ خدا نے کرم سے
مجھے بخشا ہے اور اتنی عمر عطا کی ہے اور رزق بے منت پہنچائیگا مین خوش وخرم رہتا ہون اور کسی
طرحکا اندیشہ نہین کرتا ایسی ہدایت خدا اسکو نصیب کرے اس بات کو سنکر حاتم نے
خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور تین روز اسکے پاس رہا چوتھے دن رخصت
ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک سانپ کالا کسی خوش سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہے یہ
اس حال کو دیکھکر للکارا کہ خبردار کیا کرتا ہے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا وہ
غریب بھاگنے کی تاب نہ رکھتا تھا اسی درخت کے نیچے پڑ گیا اور ادھر ہر وحشت
زدونکی طور پر دیکھنے لگا حاتم نے کہا اے سانپ تو خاطر جمع رکھ
جب تک تو بحال نہوگا تب تک مین یہین رہونگا کہین نہ جاؤنگا القصہ
پہرے ایک آدہ گھڑی کے بعد وہ توانا ہوا اور درخت پر سے حاتم کو جھک جھک کر سلام
کرنے لگا اس حالت کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا کہ کیا اسرار ہے اتنے مین

یہ تصویر اوس وقت کی ہے کہ حاتم کا نابینا کے پاس جانا اور اسکا اچہا کرنا اور کہنا کہ بدی نہ کر
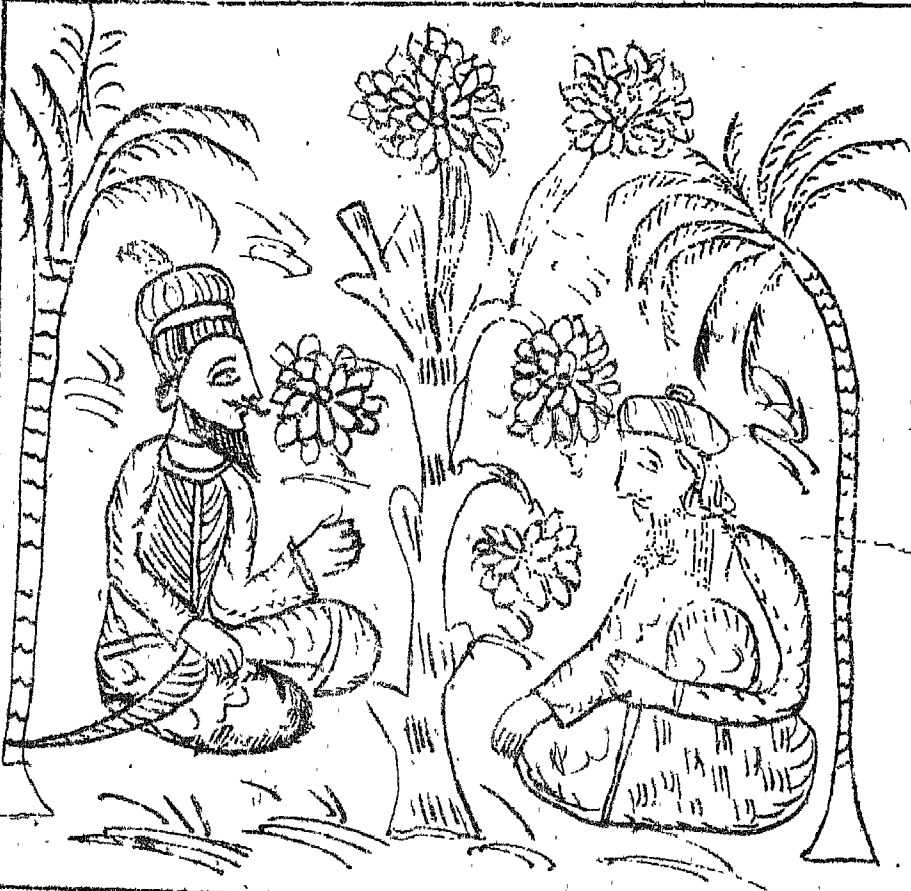
سانپ نے کہا تعجب نہ کر کہ مین جن کی قوم سے ہون بادشاہ کا ملازم ہون ناحق
مارا جاتا تہا کہ حق تعالی نے تجہکو میری حفاظت کے واسطے بہیجا اس موذی کی چنگل سے چہوٹا
حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا اب تو جہان چاہے وہان جا کہا کہ مین بہی بے سرکار رہون یادہ
یہان رہ نہین سکتا کہا اچہا ان دشتون بیابان غریبخانہ یہان سے بہت نزدیک
ہے اگر آپ بندہ نوازی کرین اور تشریف لے چلین تو مہربانی ہے غرض حاتم اسکے
ساتھ ہوکر چلا اتنے مین ایک لشکر عالیشان سجا ہوا دکہائی دیا حاتم نے پوچہا کس کا لشکر

سکتا ہے وہ بولا کہ اس فقیر کا سیر حاتم کو لیے ہوئے اپنے دولتخانہ میں داخل ہوا اور ایک مرصع
تخت پر بٹھایا اور ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اسکے سامنے رکھا اور تمام رات
ناچ و رنگ کی صحبت رہی حاتم نے کہا زر و جواہر مجھے درکار نہیں پر مجھکو شاہزادہ نے
اس غلام کی گردن ماری اور حاتم رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا غرض ایک سال
اور پندرہ دن کے بعد شاہ آباد میں داخل ہوکر کاروانسرا میں اترا اور منیر شامی سے ملا یہ خبر
کسی نے حسن بانو کو پہونچائی اسنے اوسکو وہیں بلوایا اور ایک مکان عالیشان پر پردہ ڈالکر آپ بیٹھی
اور اسے بٹھاکر احوال پوچھا کہ اے جوان عالی ہمت بہت دنوں میں تو آیا اور کیا خبر لایا کہ تم نے
جو ماجرا دیکھا اسنے جو پیرد کی زبانی سنا تھا سو بخوبی بیان کیا اور کہا صاحبا اس پیر مرد
نے اسی واسطے اپنے دروازے پر یہ عبارت لکھکر لگا دی ہے حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت
خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین کرکے کہنے لگی اے جوان تو ہی تھا جو یہ خبر لایا
نہیں تو کسکا مقدور تھا کہ یہ کام کر سکے اسکے بعد چند خوان میوے کے حاتم جہان
اور تحفہ بہجوا دیئے اس نے کھانا منیر شامی کے ساتھ کھایا اور شکر کا سجدہ
ادا کیا اور کہنے لگا کہ اے منیر شامی تو نہ گھبرا اب تھوڑے ہی دنوں میں
خدا کے فضل سے میں تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہوں اسکو تسلی
دلاسا دے کر آپ حسن بانو کے پاس گیا اور یہ کہنے لگا کہ اے حسن بانو
اب کون سا سوال رکھتی ہے کہ میں اسکی جستجو میں کمر کوشش کی باندھوں
حسن بانو نے کہا تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا کہتا ہے
کہ کسی سے بدی نہ کر اور اگر کرے گا وہی پائیگا اسکی خبر لا

تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ کسی سے بدی نہ کر اگر کرے گا تو وہی تیرے آگے آئے گی

اسکے سنتے ہی وہاں سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد کرکے سر بصحرا چلا نکلا ایک

مہینے کے بعد ایک پہاڑ ایسا دکھلائی دیا جو آسمان سے باتیں کرتا تھا جب اسکے نیچے گیا ایک
آواز آہ و زاری کی سنی سر اٹھا کر ادھر اودھر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا مگر ایک جوان
خوشرو مہ لقا ژولیدہ رو دبلا پتلا بیماروں کی سی وضع ڈالی پڑا ہے آنکھیں بند کیے ہوئے
دم بدم نعرے مارتا ہے اور یہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی
حاتم اسے دیکھکر حیران ہوا کہ کیا سبب ہے آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان
کے نیچے ایک سل سنگ مرمر کی اس پر ایک جوان بیٹھا ہے اس سے پوچھا اے جوان اس حال کو
کیوں پہونچا ہے اپنا ماجرا بیان کرو وہ آنکھیں بند کیے مراقبہ میں تھا جواب نہ دیا دوبارہ
اسے پھر پکارا وہ کچھ نہ بولا جب تیسری بار یوں کہا کہ اے شخص معلوم ہوا کہ تو بہرا ہے میں تین
مرتبہ تجھے پکارا تو نے جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اسنے آنکھیں کھولدیں اور کہا تو کون
حاتم نے کہا کہ سیر کرنے یہاں بھی آ نکلا ہوں تو اپنا حال بیان کر ایسا کس لئے ہو کر یہاں تنہا
اور یہاں کس واسطے آ بیٹھا ہے اسنے کہا اے مسافر تیری طرح بہت سے یہاں آئے
آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسی نے میرے درد کا علاج نہ کیا احوال کہنا کچھ
حاصل نہیں تو اپنی راہ لے کیوں مجھے دق کرتا ہے اور میرے کام میں کس واسطے خلل ڈالتا ہے حاتم نے
کہا جبکہ تو نے اکثر لوگوں سے کہا ہے اگر مجھ سے بھی کہہ کر دل میں آرزو نہ رہ جائے
اسنے کہا تو ایکدم میرے پاس بیٹھ جا میں پشیمان ہوں تو اپنا ماجرا کہوں میں اس درخت
کے نیچے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا اے شخص میں ستم رسیدہ ہوں میرا قافلہ روم کو جاتا تھا
اور میں اسکے ساتھ یہاں تک پہونچا صبح کو اس سے جدا ہو کر پہاڑ پر آیا اور قضائے حاجت
سے فارغ ہوا اس درخت کے نیچے بیٹھا یہاں ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھا فریفتہ
بلکہ ایسا از خود رفتہ و بیہوش ہو گیا کہ وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی جب
ہوش میں آیا اپنے سر کو اسکے زانو پر دیکھکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہو گیا
بے تکلف اٹھ بیٹھا اور میں نے پوچھا اے نازنین جان بخش تو کون ہے اس جنگل ویران
میں کیا کرتی ہے اسنے کہا میں پریزاد ہوں اور یہ پہاڑ میرا مکان ہے کیسا آدمی چلا
تھا سو آج تو نے بلا دیا ہے دلبری اور دلداری کی باتیں سنکر ایسا دیوانہ ہو گیا کہ عقل و

قافلہ کی کچھ خبر نہین رہی اسیطرح چندروز الفت رہی یکایک میرے طائر روح کو اُس نے
اپنی زلف مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اس سے ہم صحبت رہا ایکدن
مینے اس سے پوچھا اے پری اس جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے
گذارین اس نے کہا اگر تیرا دل چاہتا ہی تو بہتر ہی میرا گھر یہان سے بہت نزدیک ہی اپنے عزیز
لوگون سے ملاقات کرکے رخصت ہو آؤن لیکن خبردار تو میرے آنے تک کہین یہان سے
نہ جانا مین نے کہا سچ کہو کب آؤ گی اُسنے کہا یہ سات دن کے بعد لیکن اگر تو کہین جائیگا
تو پشیمان ہوگا اسی حال سے سات برس ہوے کہ وہ عہد شکن نہین آئی اور مین اسکے
وعدہ پر کہین نہین جا سکتا مبادا آجاے اور مین نہون خدا جانے میرے حق مین کیا
کر بیٹھے اب میری قوت درختون کے پتے ہین اور پانی اس چشمہ کا کیا کرون زمین سخت
ہے اور آسمان دور ہے نہ رہنے کو جگہ نہ چلنے کو پاؤن میرے حسب حال یہ شعر ہی
ع جدائی تری کسکو منظور ہے ٭ زمین سخت ہے آسمان دور ہے ٭ یہ حال سنکر حاتم بہت کڑھا
اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا اے عاشق زار اگر اُسنے تجھے اپنا نشان بتایا ہو اور نام بتایا ہی تو مجھسے
بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اُسکے قبائل کوہ القایر پر رہتے ہین پر یہ معلوم نہین کہ وہ کہان گئی
ہے حاتم نے کہا اے جوان وہ جب تجھ سے رخصت ہوئی تھی تو کس طرف گئی تھی اُسنے کہا کہ میرے
سامنے دس بیس قدم داہنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کس طرف گئی حاتم نے کہا اگر تم عشق
رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ کوہ القایر چلو خدا کے فضل سے ڈھونڈھ نکالین گے جوان نے کہا
اگر معشوق یہان آے اور مجھے نپاوے تو پھر نہ یہ جگہ ہوگی اور نہ وہ ہی ہاتھ آئیگی اگر ملاقات
ہونی ہے تو یہین ہو جائیگی نہین تو اُسکے انتظار مین مر جاؤن گا حاتم اس کلام درد آمیز
آنسو بھر لایا اور کہنے لگا اے عزیز اگر اُسکا نام جانتا ہے تو بتلا دے اس نے کہا کہ
الکن پری کہتے ہین حاتم نے کہا اے جوان خاطر جمع رکھ کوہ القایر جاتا ہون اور تیری معشوقہ
کو تجھ سے ملا دیتا ہون یا تجھکو وہان لیجاتا ہون تو اب مین اسکا مکان تحقیق کرکے
اسی پاؤن پھر آتا ہون وہ بولا اب تک مین نے کوئی شخص ایسا نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑے
اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہے اپنے کام پر

لگ حاتم نے کہا اے عزیز مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھتا ہون کہ یہ خدا کی راہ مین کسی کے کام
آوے جسکو درکار ہو سو لے جی تلک اپنا مین گنواؤن گا۔ کام اسکا بجا بھی لاؤنگا
میرے کہنے کو راست مانو اور جھوٹ نہ سمجھو غرض اسی طرح سے کی دو چار باتین کرکے رخصت
ہوا اور جس طرف وہ پری گئی تھی اسی جانب کو روانہ ہوا چلتے چلتے ایک پہاڑ پر جا پہونچا
اور اس پہاڑ پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے درخت میوہ دار طرحدار ہری ہری اور
کتنے درخت پھولون سے لدے ہین اور جھوم رہے ہین اور ایک پاکیزہ مکان نظر آیا وہان
چار درخت بڑے بڑے لگ رہے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی حاتم بجو اسی تمام اس مکان
مین گیا جاتے ہی بے اختیار اسکی آنکھ لگ گئی سو رہا شام کے وقت چار پریان آئین
اور مسند بچھائی اسکو دیکھکر آپس مین کہنے لگین یہ کون ہے اور کیونکر آیا ہے اس سے
پوچھا چاہئے مشورت کرکے اسکے پاس آئین اور جگاکر کہنے لگین کہ اے آدمزاد
تو یہان کیونکر آیا ہے حاتم انکی آواز سنکر چونک پڑا اور ہر ایک کو دیکھنے لگا اور
بولا مجھکو میرا خدا یہان لایا ہے کوہ القا کی سیر کرنے اور الکن پری کو دیکھنے جاتا ہون
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے وہان سے گئی ہے
اور سات برس گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اسکی یاد مین بیقراری سے
تڑپ رہا ہے اور اسکی جان لبون پر آرہی ہے اس واسطے جاتا ہون کہ اسکو
سمجھاؤن کہ وعدہ وفا کرنا پیشہ اچھون کا ہے یہ بات سنکر وہ
مسکرائین اور کہنے لگین پر الکن پری کوہ القا کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض
تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہے جو اس پہاڑ کے
دیکھنے اور اسکے ملنے کا قصد رکھتا ہے قطع نظر اگر تو وہان جاویگا تو کب جیتا
بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو سو ہو وہان لے گئے مین نہیں ڈرتا ہون انہون نے کہا
اگر ہماری صحبت قبول کرے آج کا رہنا تو غنیمت سمجھے تو کل ہم تجھے کوہ القا
کی راہ دکھا دینگے اس نے کہا بہت اچھا کسی طرح سے یہ کام ہو غرض وہ ان کے
گھر مہمان رہا اور اس رات کو عیش و عشرت مین بسر کیا صبح ہوتے ہی کوہ القا کا رستہ لیا

وہ حاتم کے ساتھ ہوئیں سات روز تک دن رات چلی گئیں آٹھویں روز منزل پر پہونچکر کہنے
لگیں اب آگے ہم نہیں جا سکتے کیونکہ یہاں سے آگے ہماری سرحد نہیں تجھے چاہیئے کہ سیدھا
چلا جا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں کوہ الماس تک پہنچ جائیگا حاتم ان سے رخصت ہوا
اور ایک ماہ کی راہ پر جا پہونچا جہاں ایک دوراہہ تھا رات کی راہ میں رہا دو چار گھڑی
رات گئے ایک بستی کیطرف سے گریہ وزاری کی آواز اسکے کان میں آئی وہ چونک کر اٹھ بیٹھا
اس پر دھیان کیا اور جی میں کہنے لگا کہ اے حاتم خدا کی راہ پر کمر باندھی اور گریہ وزاری
کی آواز سنکر تغافل کرے بہتر یہ ہے کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ کی خبر لے یہ
دھیان کرکے اٹھا اور تمام رات ادھر ادھر ڈھونڈھتا رہا صبح پہنچے جہاں سے آواز
آتی تھی وہاں پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہے حاتم
نے کہا بندۂ خدا کیوں روتا ہے ایسا کون صدمہ پڑا جسنے تجھے ستایا اور اس بیابان
میں پڑا لازم ہے کہ تو مجھکو اپنے احوال سے آگاہ کر اسکے کہتے ہی وہ جوان اور بھی
ڈاڑھیں مارکر رونے لگا کہ میں مرد سپاہی ہوں روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا
اتفاقاً راہ میں ایک باغ نہایت دلچسپ روح افزا دکھائی دیا میرے دل کو اسکے
سیر کی نہایت رغبت ہوئی اسکے قریب اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور دو چار قدم اسکے
اندر گیا [illegible] میں پریزادوں کا غول لباس زریں پہنے جھمکتا ہوا نظر آیا میں نے کہا کہ
[illegible] کسی کے [illegible] نظر بد سے دیکھئے یہ خیال کرکے وہاں سے پھرا کہ ایک عورت نے
[illegible] سے خبر دی وہ مخبر تھا دو گھڑی بیٹھی تھی ایسا [illegible] سنکر وہ [illegible] آئی اور مجھکو
ایک مکان آراستہ میں لے گئی اور اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگی کہ اسکے میں
اسکا [illegible] اس باغ میں داخل ہوا پہلے تو میرے گھوڑے کو دیکھکر [illegible] لگا
کہ یہ گھوڑا اسکا ہے [illegible] کسی نے جواب نہ دیا آگے بڑھا پھر میں اس [illegible] حسن
کے پاس [illegible] آتش غیرت سے جل گیا نزدیک آکر [illegible] کی
گردن پکڑ کر زمین پر ٹپکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ میں بے گناہ ہوں خدا
کے واسطے تقصیر ثابت کرو پھر جو چاہو سو کرنا اس بات کو سنکر

شدہ پھر گیا اسکے بعد وہ دائی نے آکر کہا اے خداوند شہزادی ماشاءاللہ جوان ہوئی ہے اور اس شہر
میں آج تک کوئی شہزادی کے لائق کوئی نظر نہیں آیا یہ مسافر سوداگر بچہ یا بادشاہزادہ کسی بڑے
آدمی کا بچہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنے مارے شرم کے شہزادی سے اتنی بات نہیں کی
صورت سمجھکر اسکے ساتھ شہزادی کو بیاہ دو نہ تو ان دونوں بیچاروں کو مار ڈالو گے
تو خلق میں رسوائی ہوگی اور ان کا خون تمہاری گردن پر رہیگا خدا کو کیا جواب دو گے
تب اسنے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ کیا تیری مرضی ہے اسنے کہا کہ آج تک میں نے کسی نامحرم
کو نہیں دیکھا اور یہی پہلے پہل نظر پڑا اسواسطے میں نے اسکو قبول کیا اسنے کہا اچھا
تجھے مبارک ہو لیکن میرے قول پوری کرے اسبات کو سنکر میں نے کہا کہ جو کچھ آپ
فرمائیں بجا لاؤں اسنے کہا کہ پہلے ایک جوڑا پرند جانور کا سرخ سانپ کا مہرہ لا
پھر آپ کے کہنے گھی کے کڑاہے میں ڈال اور سلامت نکال اسوقت میں اپنی بیٹی
تجھے دونگا اسکے یہ سوال سنکر میں گھبرایا اور سہانے سے اس بیابان وحشت اثر میں
آپہنچا اور مارے بھوک اور پیاس کے اتنی طاقت نہیں جو اپنے وطن کو جاؤں یہ قدرت
ہے کہ اسکا جواب دیکر معشوق سے ملوں دوسرے بگولے کیطرح چاروں طرف خاک
اڑاتا پھرتا ہوں حاتم نے کہا اچھا ان برائے خدا میں یہ شرطیں تیری پوری کرکے
تیری معشوقہ کو دلادونگا حق تعالی نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہر ایک شخص کے ہر وقت
میں کام آؤں پھر اس سے پوچھا کہ کیدھر سے زخم کیواسطے پرند جانور کا مغز پڑتا ہے زندان
سے لایا تھا مجھکو بھی وہیں جانا چاہیئے یہ سوچکر منزل بمنزل چلا اور منزل مقصود پر جا نکلا
تھوڑی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قلعہ کے گرد لکڑیاں جمع کرکے ایک خلقت آگ
لگانے کی فکر میں ہے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ کیا سبب ہے کسی نے کہا کہ ایک جانور بڑا
خوفناک کسی طرف سے یہاں آتا ہے اور جس جاندار کو دیکھتا ہے کھا جاتا ہے حاتم یہ سنکر اپنے
دل میں کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبوں کے سر سے ٹالئے یہ سوچکر کاروانسرا میں
آیا اور اسکے پاس پیدا ہونے سے بہت بڑا سا گڑھا کھدوایا بہت سی سوکھی لکڑیاں ڈالکر
اس میں جا بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آیا دیکھا کہ پہاڑ سا سامنے چلا آتا ہے

جب نزدیک آیا حاتم نے جانا کہ اسی کا نام دشمن ہے اور پاؤن اور سر ہاتھی کا سا ہے اور تن
شیر کے سے چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل ہے اسمین تو آنکھین ہین مگر اسکے بیچ کی آنکھ کسی
ضرب سے پھوٹ جاوے تو یقین ہے کہ یہان سے بھاگے اتنے مین وہ اسی طرح شہر کے نزدیک
آپہونچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ لگا دی اسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ
نظر آنے سے باز رہا وہ ادہر ادہر دیکھنے لگا اور ایک آواز اسکے منہ سے ایسی نکلی کہ
تمام خلقت وہان کی تھرتھرا گئی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس پہونچا اسنے ایک
تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ مین پار ہو گیا وہ نیم بسمل ہو کر تڑپنے لگا اور ایسے نعرے
مارے کہ تمام جنگل گونج گیا یکایک ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا حاتم اس غار سے
نکلا اور باقی رات وہین کاٹی صبح کو اسی بستی کے رہنے والے اس سے پوچھنے لگے
اے عزیز تو اسکو دیکھکر کیونکر جیتا رہا اسنے کہا کہ میرے سر پر خدا کا سایہ تھا اس
نے بچا لیا اور اس بلا کا نام دشمن تھا خدا کے فضل سے مین نے اسے مارا اور تمہارے
سر سے دفع کیا انہون نے کہا یہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آجکی رات
تم سب کے سب قلعہ کی چھت پر بیٹھ کر جاگو اگر وہ رات کو آئے تو تم مجھکو جھوٹا جانیو اور
نہین تو سچا انہون نے اسکے کہنے کے بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب
کے سب آکر حاتم کے پاؤن پر گر پڑے اور زر و جواہر لاکر نذر کئے اسنے کہا کہ مین
تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کہان جاؤن بہتر یہی ہے کہ اسکو فقیرون
کے حوالے کرو خدا کے نزدیک سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہ کہکر رخصت ہوا اور
کسی طرف چلا اتفاقاً ایکدن راہ مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہے
قریب ہے کہ کوئی کسیکو اپنین سے مارا چاہے حاتم بولا اور للکارا کہ اے حیوانو تم دونون
مین کیا ایسی دشمنی ہے سانپ نے کہا کہ اسنے میرے باپکو مارا ہے مین اسے مارونگا
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا مین نے کھایا سانپ سے حاتم نے کہا کہ اپنے
باپ کا عوض لیا چاہتا ہے تو خدا کی راہ مین مجھے مار تاکہ اسکے عوض حاتم سر اپنا
نثار کرے نیولا بولا اے جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی نہ کر مین نے آزمایش

کے واسطے کہی تہی آفرین تجھکو اور تیرے مان باپ کو یہ کہکر وہ دونون انسانکی صورت ہو کر
حاتم نے کہا اے عزیز یہ کیا سبب ہے کہ تم ابہی حیوان تہے انسان ہو گئے ہنولا بولا کہ ہم
دونون قوم جن سے ہین اور اسکے باپ کو مین نے اسواسطے مارا ہے کہ اسکی بیٹی پہ
عاشق ہون اور وہ اسکی شادی میرے ساتھ نہین کرتا تہا اور یہ اس لڑکی کا بہائی
ہے یہ دیکہتا ہی جہتین کرتا ہے اسے بہی مارونگا حاتم نے کہا اے جوان اپنی بہن کی شادی
اسکے ساتھ کیون نہین کرتا اس نے کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بہی مجھکو اگر میرے
ساتھ بیاہنا قبول کرے تو مین بہی قبول کرون ہنولے نے کہا کہ میرا باپ چاہتا ہو وہ مجھی
نہین ناچار ہون حاتم نے کہا اپنے باپ کی پاس مجھے لیچل مین اسے سمجہا کر راضی کرونگا
غرض وہ دونون اور حاتم روانہ ہوے تہوڑی دور جا کر ہنولے نے کہا مین اپنے محل
مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہانکے لوگ تجہکو پکڑکے میرے باپ کی پاس
لے جائینگے وہان جیسی ہو ویسی کیجیو حاتم نے اسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ حاتم کو پکڑکر
ہیوز بادشاہ کے پاس لیگئے اس نے کہا اے آدم زاد تو ہماری شہر مین کیون آیا تہا وہ
بولا کہ مین بندۂ خدا ہون تیرے بیٹے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا او شخص تو کیونکر مین کی
قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہو جو ایسا غافل ہے
اس بات کے سنتے ہی کہا اے عزیز کیا کہتا ہے مین نے اپنی اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہے اپنی
جان سے بہتر اسکو جانتا ہون اور عزیز رکہتا ہون حاتم نے کہا اگر اسکی زندگی چاہتا ہے تو
میرا کہنا مان نہین تو آج جنگل مین مارا جاتا ہے اس نے کہا کہو دوست یکرنگ رحمت خدا تجھکو کہ
تو نے مجہپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہے بار ہے اس بہید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے نے
کسی کے باپکو مار ڈالا وہ اسکو مارا چاہتا ہے آج مین نے اسکو جنگل مین لڑتے دیکہا تہا
بلکہ قریب تہا کہ اسکی جان جائے مین نے بزور اسکے ہاتھ سے چہڑا لیا لیکن انکا ایک روز
مارا ہی جائیگا کیونکہ یہ اسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اسکی بہن پر فریفتہ ہے بہتر یہ ہے کہ
دونونکی شادی کر دے آپسمین میل جول ہو جائے ہیوز نے حاتم کی یہ بات پسند کی
اور اسیوقت اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا اور اسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ

باپ ایک اپنی مراد کو پہونچا تب حاتم ہیوز شاہ سے رخصت ہونے لگا اُسنے کہا کہ اے جوان
اس نیکی کے بدلے مجھسے کچھہ زر جواہر لے اُسنے کہا عوض لینا میرا کام نہین ہے اُسنے
پھر یہ منت کہا کہ اگر میرا مال و متاع نہین لیتا تو میرا عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین اگر
بچھو کاٹے تو زہر اثر نہ کرے اور نہ سوزش ہو اگر اسکے نیچے سورہے تو آگ سے نہ جلے اور اگر
کوئی جادو کرے تو وہ بھی اسکے رکھنے والے کو اثر نہ کر سکے اور اگر دریا حائل ہو تو اسمین اسکو
ڈالدے یہ کشتی کے طور پر ہو جاوے اور بیڑا پار کرے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بھی اپنے
پاس رکھہ اسکے خواص یہ ہین اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے تو اوس وقت
اپنے منہ مین رکھہ لیجیو اور بے دہشت رہیو ہرگز کسی کا زہر اثر نہ کریگا حاتم نے دونوں کو لے
لیا اور اس سے رخصت ہوا اور رات دن چلنے کے سوا کچھہ کام نہ کیا کئی منزل کے بعد ایک
دریاے عظیم دکھائی دیا کہ اسکی لہرین آسمان تک جاتی تھین متفکر ہو کر چارون طرف
نگاہ کی کسی کو آتے نہ پایا اتنے مین ہیوز کے عصا کا خواص یاد آیا اسوقت دریا مین ڈال
دیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا یہ اسپر سوار ہو کر چل نکلا وہ منجدھار مین پہونچا تب دریا سے
ایک گھڑیال نکلا اور اسکو سات کوس تک نیچے کھینچتا ہوا لیگیا جب اُسکا پاؤن تہ پر لگا
اپنے آنکھین کھولکر دیکھا تو ایک گھڑیال فریادیون کے مانند عرض کرتا ہے اے جوان میرا مکان
اسکو کیکڑے نے زبردستی چھین لیا ہے امیدوار ہون کہ تو دلادے حاتم نے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ تجھسے نہایت زبردست ہے اور تو کمزور گھڑیال بولا یہ ستم دیدہ کیا کہے تم دیکھوگے تو
معلوم کروگے حق تو یہ ہے کہ اگر وہ پاوے تو اپنی جنس کی مقراض سے ٹکڑے کر دو ٹکڑے کر ڈالے
اسوقت جدائی کو گیا ہے ہوتا تو دیکھتے حاتم اور وہ اسی گفتگو مین تھے کہ وہ آپہونچا حاتم کو
دیکھکر دوڑا اور وہ حاتم کو اس طور دکھلائی دیا کہ ایک نیش طرف مغرب کی پہونچا تھا اور
دوسرا جانب مشرق کو اتنے مین کیکڑے کی نظر جو گھڑیال پر پڑی ایک ایسا نعرہ مارا کہ وہ
بید کی طرح کانپنے لگا اور حاتم آگا پیچھا کرنے لگا کہ الٰہی اس بلا سے کیونکر نجات پاؤن پھر دیکھا
اور ہیوز کا عصا لیکر ہاتھہ مین اوٹھہ کھڑا ہوا کیکڑا اسکو دیکھکر جہان تھا وہین رہ گیا
اتنے مین حاتم نے باآواز بلند کہا کہ اے بندہ خدا کسیکو دکھہ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے

مسخر جادو نے ہمارا ایک جوڑا طلب کیا ہے حاتم نے کہا یہ تمنے سچ کہا اگر تم اپنی بہن سے ایک کو میرے حوالے کرو تو اس نوجوان کو جلا دو اور مجھے بیدا مول مول لو جبتک جیتا رہونگا احسانمند رہونگا اور وہ نامراد بھی اپنی مراد کو پہونچیگا تمہین دعائین دیگا اسباتکو سنکر اونہون نے آپسمین صلاح کی کوئی ایسا ہے کہ ایک جوڑا اپنے بچون کا خدا کی راہ مین دینگے اسمین انکو دیجے کہ کارخیر ہے اس سخن کے سنتے ہی ایک بہن سے اوٹھا اور جوڑا اپنے بچون کا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اسکا مختار ہے جو چاہے سو کر اور جہان چاہے وہان لیجا حاتم اُن دونون کو لیکر رخصت ہوا اور مسخر جادو کے شہر کیطرف چل نکلا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور دکھ سہتا اس جوان کے پاس جا پہونچا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تہا اُس سے ملاقات کی اور کہا ایجوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اسے گلے لگا لیا اور وہان کا احوال اور راہ کا دکھ سب اسکو سنایا اور کہا کہ تو اسی طرح مسخر جادو کے سامنے کہنا کہ یہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سیاہی سے جوڑے کو لیکر مسخر جادو کے سامنے گیا وہ اسکو دیکہکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کام تیرا نہین شاید کسی دوسرے بندہ کا ہے اگر تو لایا ہے تو وہانکے ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہانکی حقیقت بیان کر کہ جس سے دل کی تسلی ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اُسنے کہا تو سچ کہتا ہے یہ سب درست ہے اب جا اور سرخ سانپ کا مہرہ لا اُسنے کہا کہ ایکبار تو اُسنازنین مہ جبین کا منہ دکہا کہ مجھے طاقت ہو اسباتکو سنکر اُسنے اپنی لڑکی کا منہ دکہا دیا اور عاشق کو وہ معشوقہ کہانے کے واسطے گہر کی مین مبنیٹی الغرض وہ دید بازی مین دو دن گذر گیا جوان نے کہا اب مین سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا ہون اگر تو اس سے آگاہ ہے تو کہہ دے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہان ہے اُس نے کہا مین نے اپنے بزرگون کی زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے دشت سرخ مین ہے جوان معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے عزیز اُس نے سرخ سانپ کا مہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا اُسکا کچھہ پتا بھی پوچھہ آیا ہے کہ وہ کس طرح کا ہے اُسنے جو سنا تہا کہدیا حاتم بولا کہ اب

تو فریاد وفغان نہ کر مین تیرے کام مین دل وجان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون
خداے کریم ورحیم سے یقین ہے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہونچے یہ کہکر اس سے رخصت ہوا اور
کوہ قاف کی طرف روانہ ہوا کتنی منزلین گیا تھا کہ ایک دن صبح کے وقت قضاے حاجت کو
جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بچھو ہفت رنگ مرغ کلنگ کے برابر چلا جاتا ہے اسکو دیکھکر
ڈرا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے مین نے اپنی عمر بھر ایسا بچھو نہین دیکھا اور
جاکر کسی کونے مین چھپ رہا یہ تمام دن اسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا کہ دیکھا چاہیے
کہ شب کو یہ کیا کرتا ہے اس جنگل کے ادھر اودھر گاؤن آباد تھے وہانکے لوگون نے جو اس
مسافر کو دیکھا آب ودانہ سے تواضع کی حاتم نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر یاد الہی مین مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گائین اور گھوڑے
جمع ہوے اور ان کے پاس تین تین چار چار نگہبان سوتے تھے پہر رات گئے وہ پتھر کے
نیچے نکلا وہ گاؤن کی طرف گیا اور راہ چلکر ایک گاے کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپکر مر گئی
غرض اسیطرح سب کو مار ڈالا پھر گھوڑون کے گلہ مین آیا ان کا بھی انکے نگہبانون
سمیت کام تمام کیا پھر اسی پتھر کے نیچے چھپ رہا جب صبح ہوئی اس گاؤن کے رہنے والے
جو اس جنگل مین آئے تو کیا دیکھتے ہین وہ ڈھور گلے نگہبانون سمیت مرے پڑے ہین اور
ہر ایک کے پیٹ سے پیلا پانی بہا جاتا ہے تب لوگون نے اس سے کہا تو کیونکر جیتا رہا حاتم
نے کہا مین نے ایسا تماشہ دیکھا ہے کہ کبھی نہین دیکھا تھا یعنی ایک بچھو سات رنگ کا
مرغ کے برابر پیدا ہوا اس نے یہ کام کیا اتنے مین وہ پھر اس پتھر کے نیچے سے نکلا اور
ان کے سردار کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپنے لگا بچھو نے جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے
پیٹنے لگے اور حاتم اسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان
لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بن گیا حاتم اور بھی حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا
کہ الٰہی یہ بچھو تھا سانپ کیونکر بن گیا اور بل مین کس طرح جا بیٹھا یہ سوچ کر
وہان بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکل کر شہر
کی طرف چلا حاتم بھی اسکے پیچھے ہو لیا وہ محل بادشاہی مین

بدرو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈس کر وزیر کی حویلی مین اُسکے بیٹے کو کاٹا کر نکلا اور
اُسی سوراخ مین جا بیٹھا صبح کو شہر مین شور و غل مچا کہ رات کے وقت بادشاہ کو سانپ نے
کاٹا اور وزیر کے بیٹے کو ڈسا شہزادہ حیف کہ سب کی جانین برباد گئین اتنے مین شاہ بچہ حاتم کی
سانپ بل سے نکلا اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی آنکھ بچا کے پیچھے ہو لیا اور
اپنے جی مین کہنے لگا دیکھیے اب کیا کرتا ہے اور کہان جاتا ہے غرض وہ سانپ ایک دریا
کے کنارے جا پہونچا وہان شیر کی صورت ہو گیا اتنے مین دس بارہ آدمی پانی پینے آئے
انمین ایک لڑکا چودہ برس کا نہایت حسین مہ جبین تھا اُسپر جا پڑا اور ان مین سے
اسکو اوٹھا کر ایک گوشہ مین لے گیا وہان اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو پرزے
پرزے کر ڈالا اور جنگل کی طرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا تھوڑی دور جا کر ایک
نازنین کی صورت بنکر سر راہ بیٹھا حاتم حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدایا
یہ کیا بھید ہے اتنے مین دو سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کے واسطے نکلے تھے
ایک مدت نوکری کر کے کچھ کما کے ہوئے اپنے گھر کی طرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اُسی
راہ سے نکلے اور اُس درخت کے نیچے پہونچے وہ عورت رونے لگی اُسکے رونے کی
آواز ان کے کان مین گئی بڑا بھائی پاس آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت نہایت
حسین اور خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے وہ آپ بھی آنسو بھر لایا اور پوچھنے لگا اے نازنین تو کون
ہے اُس نے کہا کہ فلان شخص کی جورو ہون وہ میکے سے مجھے لیے جاتا تھا اس بیچ مین
شیر جنگل سے نکلا اور اُس کو نگل گیا مین تن تنہا بیٹھ رہی ہون نہ اپنے باپ کے گھر کا
راستہ جانتی ہون اور نہ سسرال کی راہ پہچانتی ہون حیران ہون کیا کرون کہ یہ عمر
رنڈاپے مین کیسے کٹیگی اُس نے کہا اگر تو کسی کے پاس رہنا قبول کرے تو مین رکھتا
ہون اس نے کہا تین شرطون سے ایک یہ کہ تیرے گھر مین تیری عورت نہو دوسرے
یہ کہ مجھ سے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسرے یہ کہ مین جبتک جیون بدا نہ دینا اُسنے کہا مین
بھی ایک مرد مجرد ہون جبتک جیتا رہونگا تیرے سوا دوسری عورت نہ کرونگا سوا اسکے میرے
گھر مین لونڈیان باندیان ہین تجھے تکلیف نہوگی اور کسی نے آجتک اپنی معشوقہ کو

سنا یا ہے اس نے کہا کہ مین اس بات پر جان و دل سے راضی ہون اُسنے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا
اور آگے چلا حاتم بھی اُسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور جا کر عورت نے جوان سے کہا کہ مین تین
دن سے بھوکی پیاسی ہون مارے ضعف کے جی سسناتا ہے اگر کہانے کی بغیر ہاتھ نہ لگے مگر پانی
ضرور لانا چاہیئے یہ سنکر اُسنے عورت کو درخت کے نیچے بٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیا تو اِس
سے خبردار رہیو مین کہین سے پانی لیئے آتا ہون یہ کہکر اُسنے چھاگل کاندھے پر رکھی اور پانی لینے
گیا ایکدم کے بعد اُس عورت نے اُسکے بھائی سے کہا مین نے تیرے واسطے اُسکے ساتھ
رہنا قبول کیا کہ تیری صورت دیکھتے ہی میرا دل اختیار مین نہ رہا نہین تو ایسے بوڑھے
کو مین کیون قبول کرتی اب تجھے لازم ہے کہ تو مجھے اپنی خدمت مین رکھ اُسنے کہا تم ہماری
بہن کی جگہ ہو ہم سے یہ کام نہو گا وہ پھر کہنے لگی اے جوان اگرچہ مین اسکی جورو ہوئی
ہون پر تیری ہی محبت مین ہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی اُسنے کہا یہ ممکن نہین اس خیال
فاسد کو اپنے دل سے دور کرو وہ اس بات کو سنکر جل گئی اور کہنے لگی کہ اب تجھپر
تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی کہ یہ مجھپر دست درازی کرتا تھا اور لیکر بھاگا جاتا تھا
اُسنے کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر مین تیری بات ہرگز نہ سنونگا اسی گفتگو مین تھے اور
حاتم بھی ایک کونے مین کھڑا ہوا انکی باتین سنتا تھا اتنے مین بڑا بھائی جنگل سے آیا اس
عورت نے دیکھتے ہی سر کے بال کھسوٹے اور نوچے اور سر پر خاک ڈالکر چلانے لگی اسنے
نزدیک آکر پوچھا کہ بی بی مین تو پانی لینے گیا تھا تجھکو کسی شخص نے کہا یا تھا درندے نے ستایا
میرے واسطے کیون جان تباہ کرتی ہے اسکا کیا سبب ہے وہ بولی میان رحمت خدا کی
تجھپر اور تیرے چھوٹے بھائی پیارے کمبخت کوئی بھی اپنی عورت ایسے بدکار کے پاس
چھوڑ کر جاتا ہے فقط خداے کریم نے میری شرم رکھی تو جو مین گیا وہین اس کمبخت ناشدنی
نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھے اور خراب کرے مین کھینچتی اور
چھڑاتی تھی جب مین نے دیکھا کہ اب رہائی نہین بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری داد
کو نہ پہونچا یہ کہتا تھا تو مجھے قبول کر کیا مین تیرے لائق نہین ہون کہ تو دس پندرہ برس
کی ہے اور مین سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بھائی تیرے لائق نہین مین تجھپر عاشق ہون اگر

قابو پاؤنگا تو بڑے بھائی کو ٹکڑے کاٹ ڈالونگا اسبات کے سنتے ہی وہ کہنے لگا اے نامرد
آجتک کسی نے اپنی بہن سے ایسا کام کیا ہے جو کیا چاہتا ہے اپنے سر چند قسمیں کہائین
مگر اسنے بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا اور باور نہ کیا بلکہ گالی گلوج پر آگیا آخر تلوار اُٹھاکے سر
پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہونچی اور چھوٹے بھائی نے بھی ایک خنجر ایسا مارا کہ اسکی
ناف تک چیر گیا دونون زخمی ہوکر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہوگئی وہ عورت بھیس
ہوکر آگے بڑہی حاتم بھی اسکے ساتھ ہو لیا وہ ایک گاؤن کے قریب پہونچی اور یہ
بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا اس گاؤن کے رہنے والے اسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے
اور انہون نے چاہا کہ اسکو پکڑ کر لیجائین اس لالچ پر اسکے نزدیک آئے اسنے کتنونکو
لاتون سے مار ڈالا اور پھر جنگل مین ایک پیر مرد کی صورت بن گئی تب حاتم نے دل مین کہا کہ
اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہے جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا
کہ اے پیر مرد برائے خدا ٹھہر جا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے حاتم خوش تو ہے کیا کہتا
ہے حاتم نے کہا میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا تیرا نام کیا موقوف ہے
مین تیرے باپ کا بھی نام جانتا ہون تجھے اسبات سے کیا جو پوچھتا ہے یہ پوچھ مجھے
اسوقت فرصت نہین ایک ضروری کام درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس صورت سے
دیکھا تھا اس اس شکل کا حال پوچھا اسبات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجھکو اس
کے سننے سے کیا ایکدن تجھکو بھی اسی صورت سے کھاؤنگا حاتم نے کہا جبتک
تو بھید مفصل نہ کہیگا مین تجھے نہ چھوڑونگا تب پھر پیر مرد نے ناچار ہوکر کہا کہ میرا نام
ملک الموت ہے جس جس صورت سے حکم ہوتا ہے اس اس شکل سے مین ایک ایک کی جان
قبض کرتا ہون اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا کہنے لگا کہ میری اجل کب سے
اور کس طرح سے آئیگی اُسنے کہا ابھی تو تیری آدھی بھی عمر نہین گذری جب تو
پیاس برس کا ہوگا تب ایک آمدہ سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے لہو جاری
ہوئیگا کہ تو مر جائیگا یہ سنکر حاتم نے کہا کہ شکر ہے اور سجدہ سے سر اُٹھاکر جو دیکھا
تو وہ پیر مرد نظر نہ آیا اور اُسنے دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد زمین سیاہ مین

جا کر پہونچا وہاں سانپ بچھو آدمی کی بو پا کر چاروں طرف سے دوڑے وہ مہرہ زر کا عصا گاڑ کے
اس کے نیچے گیا سانپوں نے آ کے گرد حلقہ کر لیا اور ساری رات یہی صورت رہی صبح ہوتے
ہی وہ سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی آگے بڑھا زمین سفید پر جا پہونچا
وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا زمین سرخ پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے وہ زمین
شنگرف سے بھی زیادہ سرخ ہے کسی قدر چلا پھر آگے کو طاقت [illegible] کی نہ رہی دل میں سوچا
اب کیونکر جاؤں اسکے مارے جان بلب ہوں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں بے طرح مرتا ہوں
خدا کی راہ میں غیر کے واسطے مارے جانے سے کوئی بات اچھی نہیں یہ سوچ کر آگے بڑھا شاید
دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونوں پاؤں میں چھپولے پڑ گئے [illegible] تھا کہ [illegible] بڑا [illegible] گرمی
کے تمام بدن پر زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا تب [illegible] پیدا ہوا اسکو [illegible]
کہنے لگا اے حاتم یہ وقت بہت نازک ہے [illegible] دل [illegible] مہرہ جو
خرس کی بیٹی نے دیا ہے اپنی کمر سے نکال کر منہ میں ڈال پس حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے
کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی شدت [illegible] پھر [illegible] حاتم
پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اس گرمی کا کیا سبب ہے اسنے کہا کہ یہ گرمی
سرخ سانپ کے زہر کی ہے اور اس زمین سے اسکے منہ کی آگ نکلتی ہے اس سبب
سے اس زمین کا رنگ لال ہوا اور نہیں تو آگے سنہری تھا یہ بات سنکر حاتم آگے
بڑھا اور مہرہ کی تاثیر سے گرمی سے محفوظ رہا غرض آدھی دور پہونچا تھا
کہ سرخ سانپ نے حاتم کی بو پا کر پھنکار ماری اس زور سے کہ منہ کا شعلہ آسمان
تک پہونچا اور اس کا بدن پہاڑ کے برابر قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ کے شعلے اس
کی ناک کے نتھنوں سے باد سموم کی صورت نکلتے تھے اور کوسوں تک تر و خشک
کو جلا دیتے تھے حاتم نہایت بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ آگ سے ہڈی پسلی جل کر خاک سیاہ
ہو جاویگی لیکن اس مہرہ کے باعث تھوڑا پانی ٹھنڈا اس کے حلق میں جاتا تھا
اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم کی نظر سے ملی بے تحاشا منہ پھاڑ کر لپکا
اور شعلہ منہ سے چھوڑنے لگا مہرہ کے عصا کے باعث زہر کارگر نہ ہوا حاتم محفوظ رہا

اسی حیص بیص مین رات گذری صبح کے وقت مہرہ سرخ سانپ کے لبو نپر جب اپہونچا
حاتم نے دیکھا کہ ایک غلیلہ سرخ سانپ کے لبونپر چاٹتا ہی اسنے جو نیزہ کو ہلا دیا وہ اپنا
سر پٹکنے لگا غرض ادہر آفتاب نکلا ادہر مہرہ اوگلا اور اپنی بانبی مین چلا گیا حاتم مہرہ کے
نزدیک آیا لیکن اوٹہانے مین ڈرا اور جی مین کہنے لگا کہ مبادا گرم ہو اور ہاتھ جلجاوے تہوڑی
دیر کے بعد اسنے اپنی پگڑی سے چیتہڑا پہاڑ کر اسپر ڈالدیا وہ ذرا نہ جلا تب ہاتھ
بڑہا کر اوٹہا لیا اور مہرہ کو پگڑی مین باندہ لیا گرمی جاتی رہی اور اس جنگل کی ساری
زمین سرد ہو گئی آپ وہان سے روانہ ہوا غرض اس مہرہ کی پیدائش یونہین ہوتی ہے جب
کوئی اسکو لیجاوے تب تین برس کے بعد دوسرا پیدا ہو اور اسکی ایک ہزار خاصیتین ہین
کوئی کہانتک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت کے بعد اس جوان کے پاس
آپہونچا اور وہ مہرہ اسے دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاؤنپر گر پڑا حاتم نے
اسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب تو جا اور مہرہ کو مسخر جادو کے حوالکر وہ مہرہ لیکر مسخر
جادو کے پاس آیا اور ملاقات کرکے وہ مہرہ اسکے آگے رکہدیا کہ صاحب مین اسکو
بڑی مشقت سے لایا ہون اسنے کہا مین اسکی پہلے آزمائش کرون تب تیری بات
بجا لاؤن اسنے کہا بہت اچہا مضائقہ نہین مسخر جادو نے اسکو ہر طرح سے آزمایا
جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اسنے ظاہر مین خوشی کی اور باطن مین شرمندگی کہینچی اور یہ بات
کہی کہ ایک جواب ایک شرط اور باقی ہے اسکو بہی ادا کر اسنے کہا بہت بہتر آخر کار
مسخر جادو اپنے لوگون سے بلوا کر کہنے لگا ایک لوہے کا کڑاہاؤ گہی سے بہر کر چولہے پر دہراو
اور ساٹہ من لکڑی اسکے نیچے آنچ کرو تاکہ وہ خوب کڑکڑاے اونہون نے اسکے کہنے کے موافق کیا
وہ کڑاہاؤ ایسا کہولا کہ اگر اسمین پتہر بہی گرتے تو جلکر خاکستر ہو جاتے تب اسنے
جوان سے کہا کہ اب تو اسمین کود اگر سلامت نکلے گا تو اپنی معشوقہ پاوے گا جوان ڈرا
اور حاتم سے کہنے لگا کہ اس آگ مین سے جیتا نہ بچونگا حاتم نے دلاسا دیکر کہا
غم نہ کہا خدا کو یاد کر انشاءاللہ یہ بہی مشکل آسان کریگا وہ مہرہ جو خرس کی بیٹی نے دیا تہا
اپنی پگڑی سے کہولکر اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہ مین رکہکر بے کہٹکے

اس جلتے کڑاہے مین کود پڑا اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی
نہ جلیگا جوان اس مہرے کو اپنے منہ مین ڈالکر مسخر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ اس کڑاہے
مین کود پڑ جوان اسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا حاتم نے للکارا اور کہا اے جوان اندیشہ نکر غم نہ کہا یہ آتش عشق
ہے خدا کو یاد کر جوان آگے واسطے جی کھینچ کر کے کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اس کڑاہی کو ٹھنڈا پانی سا پایا کہ بے آب ہے اور سر
کڑاہے کے اندر پھرنے لگا اور بدن پر کہین جلنے رنگا بلکہ ہنسکر کہنے لگا اب کیا کہتا ہے باہر آؤن کہو
یا دو گھڑی اور بھی اسمین رہون مسخر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اس مین نہ جلا اور تندرست
رہا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اسوقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہے اپنا وعدہ وفا کر کیونکہ
جو کچھ تو نے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنے کی فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اثر نہ
کریگا یہ ایک سرخ مہرہ اور بھی رکھتا ہے اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اس جوان
کو گلے سے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بیاہ دیا اور جوان سے بہت سی
معذرت کی کہ یہ ملک و مال سب تیرا ہے اسکے سوا اور کوئی بالا نہین رکھتا تو ہی میرا
فرزند ہے حاصل کلام وہ دونون عاشق و معشوق آپس مین ملے تب حاتم رخصت ہوا
جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا حاتم نے اپنا مہرہ اس سے لے لیا اور کوہ القا
کا راستہ لیا کئی رات دن چلا گیا آخر کوہ القا کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہے پرندے کی طاقت نہین کہ وہان جا سکے
اور چرندے کی قدرت نہین جو نظر کر سکے حاتم اس اندیشہ مین اسکے نیچے
بیٹھ گیا کہ اگر یہان کے رہنے والے کو دیکھون تو پوچھون اسکی راہ کدہر
سے ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک گروہ پریزادون کا نظر آیا حاتم اسکے پیچھے
دوڑا مگر نہ پایا وہ غول اسکی نظر سے غائب ہو گیا اتنے مین ایک بڑا سا غار
دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اسکے کنارون پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنے
جی مین خیال کیا کہ یہ غار کسی طرف راہ نہین رکھتا اسمین کیونکر جایئے آخر یہ تدبیر
سوچی کہ اس پتھر سے پہلے چلیے جو خدا چاہے سو کرے آخر یہی عمل مین لایا اور صبح
سے شام تک لوٹتا چلا گیا جب اسکے پاؤن تہ پر پہونچے آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہے

کہ ایک میدان نہایت وسیع اور پرُ فضا ہے دیکھتے ہی اسکا دل کھل گیا تھوڑی ہی دور
چلا پھر جی مین دہیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدہر گئے اور اس جنگل کے کسی طرف آبادی
ہے یا نہین یہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑہا تا ایک عمارت عالیشان اور دلچسپ نظر آئی گمان
کیا کہ اس مین البتہ لوگ رہتے ہونگے چلا چاہئے اس اثنا مین کئی پریزادون نے دیکھا کہ
ایک آدمی غیر جنس بیدہڑک چلا جاتا ہے وہ اپنی جگہہ سے اوٹھکر بے اختیار دوڑے اور
حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے آدم زاد یہ مکان تیرے رہنے کے لائق نہین یہان تو کیونکر
آیا اور تجہے کون لایا وہ بولا کہ خدا تا دی اور رہنما لے آیا انہون نے کہا کہ غار کی راہ کیونکر
دیکھی اس نے کہا کہ مین دور سے تمہین دیکھکر دوڑا تم آگے جاکر ایک ساعت کے بعد
آنکھون سے غائب ہوگئے مین فکر کرنے لگا کہ الٰہی سب یہان سے کیا ہوے اور کہان
گئے بارے خدا کے فضل سے جس طرف تم گئے تھے مین بھی اسی طرف چلا اتنے
مین ایک غار تاریک دکھائی دیا اسکو دیکھکر حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اس مین
کیونکر جاؤن یکایک یہ خیال آگیا کہ اس پتھر پر لیٹ کر پہسل پڑون اور کسی طرح اندر
پہونچون غرض وہی کیا اور تمہاری تلاش مین یہان تک پہونچا پر اب خدا کے واسطے بتا دو
کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہے اور یہ باغ کسکا ہے وہ بولے کہ اس پہاڑ کا نام کوہ القاہر باغ
الکن پری کا ہے ہم سب اسکے نگہبان ہین اب موسم بہار نزدیک آیا ہے اس واسطے
اسکی خبر لینے آئے تھے اغلب ہے کہ پرسون تک سیر کو وہ بھی تشریف لائے ایجوان تجہے
اس باغ مین کیونکر رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پہ ہکو رحم آتا ہے حاتم نے کہا
مین کوئی ٹھکانا نہین رکھتا کہان جاؤن میرے نصیبون مین یاوری ہے کہ اسکے واسطے اتنی
محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا چاہتی ہے اب جو ہونی ہو یہ بات سنکر انھون
نے پوچھا کہ تو اس سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے حاتم نے کہا کہ پری کا طالب انسان اور
انسان کی طالب پری ہے اس بات کو سنتے ہی وہ دق ہوئین اور غصہ سے اس کی
طرف دوڑین وہ سر جھکا کر چپکا کھڑا ہو رہا پھر وہ آپس مین کہنے لگین کہ یہ عجب
آدمی ہے نہ بہگانے سے بہاگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے ایسے شخص کو کیونکر

قتل کرے یا ایذا دے پھر انہوں نے حاتم سے کہا کہ اے جوان ہم اہل مروت ہیں تیرے
بھلے کو کہتے ہیں یہ جگہہ تیرے رہنے کی نہیں اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اب بھی کچھ نہیں
گیا چپکا چلا جا نہیں تو رنج اٹھائیگا بلکہ مارا جائیگا یہ بات سنکر اُس نے کہا کہ جی کو جانے
کا مجھکو غم نہیں میں نے خدا کی راہ میں سر دینا اختیار کیا ہے اور جو خدا کی راہ میں
مصروف رہتے ہیں وہ اپنے سر کو ہتیلی پر لئے رہتے ہیں ہر وقت اُسکی رضاجوئی کی
دعا مانگتے ہیں کیونکہ وہ زمین اور آسمان کا خالق ہے اُسکی بندگی لازم ہے اس بات
کو سنکر وہ مہربان ہوئے اور کہنے لگے کہ اے جوان ہمارے ساتھ آ کر الکن پری کے دیکھنے
کا شوق ہے تو ہم تجھے کسی گوشہ میں چھپا رکھیں اور دکھا دیں لیکن آفتاب کو ذرہ
سے کیا نسبت غرض ایک گوشے میں لے گئے طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے
میوے کھلائے اور اس سے صحبت گرم رکھی تین روز کے بعد پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ
کہ تیرے آنے کا کیا سبب ہے کہا مجھے الکن پری سے ایک کام ضروری ہے اس واسطے
کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کر کے یہاں آئی ہے اور سات برس
گذر گئے کہ وہ اسکے انتظار میں قریب المرگ پہنچا آنکھیں پتھرا گئیں جان بلب رہا
ہے بلکہ سانس لینے کی طاقت نہیں تو بھی دو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچتا ہے اور یہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی
میں نے جو اسکا حال دیکھا بے اختیار پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اسنے اپنی مصیبت ابتدا
سے انتہا تک میرے روبرو بیان کی کہ اس واردات کو سنکر میرا دل بھر آیا اسواسطے یہاں
آیا ہوں کہ اُسکا قول اُسے یاد دلاؤں شاید بھول گئی ہے اور اگر وہ اس امید پر مر جاویگا
تو بڑا غضب ہوگا انہوں نے کہا اے آدم زاد ہم اتنی قدرت رکھتے جو تیرا احوال اس سے
جا کر کہیں اگر تو کہے تو تجھے پکڑ کر اُسکے سامنے لیجائیں پھر جو تو چاہے سو کہیو غرض ہم بدوستانہ
کہتے ہیں کیونکہ اگر ہم تجھے بخوبی لیجائیں شاید وہ بہ غصہ ہو کہ آدمی کو اس جگہ کیوں لائی
حاتم نے کہا کہ جب تک سب سے بچے مجھکو اُسکے پاس لیچلو آگے میں ہوں میری قسمت یا
اس جوان کی قسمت غرض ایک دن وہ الکن پری اپنے محل سے نکل کر باغ کی طرف ناز و ادا سے

چلی آئی سب نے استقبال کیا اور آداب بجا لائے الکن پری تخت پر بیٹھی پریان جو بیٹھین
تھین کرسیون پر بیٹھین پھر پریزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو
دکھا دین غرض بلا کر ایک حجرے مین بٹھا دیا اور کہا کہ وہ جو دھانی جوڑا پہنے اور آنچل پلو کا
ڈوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے وہ الکن پری ہے حاتم نے اسے تخت پہ بیٹھی دیکھا غش کر گیا جب غش
سے آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور اسکی صنعت پر مقر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بھلا دیا بلکہ اس پری پر آپ دیوانہ ہوگیا یہانتک کہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیا اسطرح سے تین دن
گذر گئے اتفاقاً رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہے کسی طرف سے آواز آتی ہے
کہ اے حاتم آپکو پہچان اسی منہ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہے کہ غیر کی امانت
مین خیانت کرتا ہے اور اسیبات کا دم بھرتا ہے کہ مین کام کرتا ہون تو للہ کرتا ہون ع یہ اگر
سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین + اس بات کے سنتے ہی وہ چونک پڑا ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ
الٰہی تو میرے گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہے خدا سے ڈرا اور سر کو زمین پر رکھکر عجز سے کہنے
لگا اور پھر پریزادون سے کہا کہ مجکو ملکہ کے پاس لے چلو کیونکہ وہ غریب میرے آنے کی راہ
دیکھتا ہوگا کب تک انتظار کھینچے گا انہون نے شہزادیکو خوش دیکھا حاتم کے ہاتھ باندھکر باغ کے
دروازہ پر لے آئین پھر انہون نے جا کر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدمزاد بیچارہ گردش کا
مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا ہم اسکو باغ کے دروازے پر لے آئے ہین جو حکم ہو کرین
ملکہ نے کہا کہ اسے حضور مین لے آؤ جب وہ لے آئے حاتم کو دیکھتے ہی اس جوان
کو بھول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس کرسی زرین پر بٹھا لیا پھر پوچھا کہ اے
جوان کہان سے آیا ہے کیا تیرا نام ہے اور کیا مطلب رکھتا ہے اسنے کہا کہ مین طے کا
بیٹا ہون یمن سے آیا ہون حاتم میرا نام ہے پریزاد نے جو اسکا نام سنا تخت سے
اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی
مہربانی کی جو یہان قدم رنجہ فرمایا ہے بارے یہ کہہ کہ آنے کا کیا سبب ہے اور اتنی مصیبت
کیون اٹھائی ہے تو تیری لونڈی کے برابر ہون اور تجھکو اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم
نے کہا یہ تیری مہربانی ہے مین شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحرائے احمر کی طرف

جاتا تھا اثناء راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان درخت کے نیچے نعرہ مارتا تھا اور آنکھین
بند کیے یہ مصرع پڑھتا تھا ع نہ تاب آ کہ نہین تاب جدائی کی ہے مین نے پوچھا کہ اے جوان
للہ بیان کر کیا حال ہے اُسنے سرگذشت اپنی اور ہماری کہہ سنائی کہ ملکہ ستارہ کا وعدہ
گذر گئی ہین اور سات برس گذر گئے ہین نہین آئین اُن کے انتظار مین نالان و گریان ہون
نہ چلنے کی طاقت رہی نہ رہنے کی قدرت اسکے سوا چلنے کے وقت وہون نے میرا ہاتھ پکڑ کر
یہ کہا تھا خبردار تو یہان سے اگر کہین جائیگا تو خراب ہوگا حیران ہون کہ اب معشوقہ کا
حکم کیونکر بجا لاؤن اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو رہیگی جب مین نے اُسکا یہ حال دیکھا اور
عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑ کر آیا ہون اگر اس بیچارے کی حال پہ مہربانی فرما
گویا مجھے مول لیا پری نے کہا اے شہزادہ مین بھی تجھکو دیکھکر ہو گئی وہ میرے لائق نہین
کہ عشق اُسکا خام ہے کیونکہ سات برس گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور
اُس نے کوہ القاف پہ قدم ہی نہ رکھا حاتم نے کہا اگر وہ عاشق تمھارا نہوتا تو کیون زار و
قطار روتا اور کس واسطے تمھاری یاد مین آپ کو خراب کرتا اسکے سوا تم خود وعدہ کرکے
آئی ہو کہ مین سات روز کے بعد آؤنگی تم میرے آنے تک کہین نہ جانا وہ غریب عاشق
نامراد اپنی معشوقہ کی عدول حکمی کیونکر کرے اور اُسکو یقین ہے کہ میری معشوقہ یہین آئیگی اب
مجھکو لازم نہین ہے جو مین بھوک پیاس کے مارے کہین چلا جاؤن اور وہ یہان آکے اور
مجھے نہ پاکر رنجیدہ ہو جاوے یہ سنکر کہا مین ہرگز قبول نہ کرونگی حاتم بولا اے مہر لقا
اسقدر خفگی کا کیا سبب ہے اور وہ جبتک مراد کو نہ پہونچیگا مین یہان سے نجاؤنگا
پری نے کہا کہ تو مجھسے یہ امید نہ رکھ مین اسکے پاس جاؤنگی حاتم نے کہا برائے خدا
تو میری محنت کو نظر کر تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچھا مین تیری خاطر سے
اُسکو پاس رکھونگی پر ہم صحبت نہونگی حاتم نے کہا خیر مین بھی تمھارے دروازہ پر بیٹھ کر
اتنے فاقے کرونگا کہ میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا یہ کہہ کر اُٹھا اور اُسکے
دروازہ پر درخت کے نیچے جا بیٹھا دانہ پانی سب چھوڑ دیا اسی صورت سے
سات روز گذرے ایک شب اُس نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے

کہ اے حاتم پری نے اسی طرح سیکڑون کو مارا ہے تو پہلے اس سے کہکر جوان کو بلوا اور وہ
مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے تجھے دیا ہے اسکو دے کہ اپنے منہ مین رکھکر غرغرہ کرے اور
پانی مین ڈالکر کسی طرح اس پری کو پلا دے پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھہ کہ
معشوقہ عاشق ہو جاوے یہ بات سنکر وہ چونک پڑا اتنے مین صبح ہو گئی الگن پری
اسکے پاس آکر کہنے لگی کہ اے جوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ دیا ہے اگر بے آب و دانہ مر جائیگا تو
مین تیرے گناہ کے سبب پکڑی جاؤنگی اور خدا کو کیا منہ دکھاؤنگی حاتم نے کہا تو اسکو بلوا کر
دیکھہ اور وہ تیرا دیدار دیکھے کہ اسکا مطلب یہی ہے الگن پری نے کہا مین نے یہ بات
قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم پھر مستعد و آمادہ ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آئے
ملکہ نے کہا کہ صاحب تم کس واسطے تکلیف سہو مین ابھی پریزاد بھیجکر بلوا لیتی ہون یہ
کہکر کئی پریزادون سے فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی طرف جاؤ وہان ایک شخص درخت
کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھین بند کئے کھڑا ہے اور آہین سرد بھرتا ہے اس سے کہو کہ
وہان حاتم جا پہونچا اور اس نے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے
الگن پری نے تجھے بلایا ہے غرض وہ پریزاد ایک پل مین وہان جا پہونچے اور یہ ماجرا
اس سے کہنے لگے وہ اس بات کو سنتے ہی اپنی جگہہ سے اوٹھا اور حاتم کی ہمت پر آفرین
کرکے ساتھہ ہو لیا وہ ایکدن مین شہزادی کے پاس لے آئے ملکہ نے پاس
بٹھا لیا جوان دیکھتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا شہزادی نے گلاب چھڑکا ایک
دم کے بعد ہوش آیا تب الگن پری نے آہستہ اس سے کہا کہ اے جوان مجھکو
خوب دل بھر کر دیکھہ لے غرض تمام دن یہی صحبت رہی شب کے وقت اس نے
اپنی پریون سے کہا کہ مجلس نشاط آراستہ کرو اور ناچ راگ شروع کرو
اس بات کے سنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بھی باہم بیٹھے
ہوئے تماشہ دیکھہ رہے تھے مگر الگن پری اس جوان کی طرف ہرگز
متوجہ نہ تھی یہ حالت دیکھکر حاتم نے اس جوان سے کہا کہ تو اس مہرہ کو
پانی مین رگڑکر منہ مین لے اور اس کے پانی پینے کی ٹھلیو مین کلی کر دے پھر

یہان آکر چپکے سے بیٹھ رہ جوان اس کام مین مشغول ہوا گئی پر یونکی اُس سہیلیون کی طرف جاتے ہوے نظر جو پڑی بے اختیار دوڑین اور کہنے لگین کہ تجھکو خاصہ کی سہیلیون سے کیا کام ہے اس نے کہا شدت سے پیاسا ہون اُنھون نے یہ سنکر اسکو پانی پلایا پھر وہین آ بیٹھا حاتم نے جب دیکھا کہ جوان نے اپنا کام سب پورا کر لیا تب ملکہ سے کہا کہ اُسکو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہو تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اُس کی پیاس بجھاؤ پری نے ارشاد کیا جلد شربت تیار کر لاؤ حاتم آپ ہی اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت تیار کرکے شہزادی کے سامنے لے آیا اُس نے ارشاد کیا تھوڑا تھوڑا سب پئین گے حاتم نے کہا پہلے آپ قدرے نوش جان کرین پھر سب پئین گے ملکہ نے حاتم کے ہاتھ سے شربت کا پیالہ لے لیا اور منہ سے لگا دیا دو گھونٹ پیتے ہی پریزاد آدمی زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم نے جو اسکا حال کچھ اور دیکھا آہستہ سے کہا اے ملکہ اس عاشق نیمجان پر اگر مہربانی فرماؤ تو تمھارے اخلاق سے بعید نہین اُس نے سنکر کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست پھر کہنے لگی مین نہین جانتی یہ آفت کسکی یاد نہانی ہدی ہے اب مجھ سے جدائی کا درد نہین سہا جاتا اور اسکے بے ملے ایک دم نہین رہا جاتا اب مین ناچار ہون تیرا کہا مانا اور قبول کیا مگر مان باپ کی بے رضامندی یہ کام نہین کر سکتی یہ کہکر انکی طرف گئی اور محل مین داخل ہو کر دالان کو گھیرا کیا اور سر جھکا کر کے چپکی ہو رہی اُس کی مان نے کہا اسقدر جلدی آنے کا کیا سبب ہے ابھی تو جاتین رو رہ نہین ہوے تب اُس کے مصاحبون نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہے اور اوسنے بھی اُس کے عشق مین رنج اوٹھایا ہے اب یہان آ پہونچا ہے اسواسطے چاہتی ہین کہ اُس کو اپنا دمساز اور محرم راز بنا دین لیکن بے اجازت یہ کام نہین ہو سکتا یہ سنکر وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ تمھاری بیٹی کی خواہش ہے کہ ایک آدم زاد سے اپنا بیاہ کرے اوس نے کہا کہ اگر اسکی مرضی ہے تو مبارک ہو چشم ما روشن دل ما شاد

القصہ الغرض پری نے اُسوقت حاتم کو اور اوس جوان کو باغ سے بلا بھیجا اُس کی ماں
ان کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے بھی تعریف کی اُسنے اُسیوقت بیاہ کا
سرانجام تیار کیا اور ملکہ کو بڑی دہوم دہام سے جوان کے ساتھ اپنی رسمون کے موافق
بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگے سات روز کے بعد حاتم
ان سے رخصت ہونے لگا پری نے کہا کہ اب کہان کا قصد رکہتے ہو کہا کوہ
احمر کا مجھے ایک کام ضروری ہے پری نے کہا گہبراؤ نہین مین ایک دم مین

تمھین وہان پہنچا دیتی ہون یہ کہکر اُسنے اپنی کئی پریزادون سے کہا کہ تم اسکو ایک
تخت پر بٹھا کر وہان پہنچا دو وہ اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھا کر اڑے اور رات کے وقت
وہان جا پہونچے حاتم نے اُن سے کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور تم رخصت ہو حاتم کے کہنے
کے بموجب وہ سب رخصت ہوے اور حاتم اسکی آواز پر چل نکلا اور اوسی درخت کے
پاس جا پہونچا کہ جس جگہہ وہ آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیرمرد الٹا اوسکے پنجرے
مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت کھڑا رہا پھر پوچھنے لگا کہ اے بزرگ یہ آواز کیون
تیرے مُنھ سے ہر گھڑی نکلتی ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند
کرکے لٹکا دیا ہے یہ بات سنکر بڈھے نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے جوان میرا احوال
کچھ پوچھ اور جو پوچھتا ہی تو میری غور کر اس شرط پر مین تجھے کہتا ہون حاتم نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اُسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تھا اوسوقت یہ ملک میرے باپ نے
میرے نام سے آباد کیا تھا جب بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین
تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا جو زر و جواہر مال و متاع باپ نے
مجھکو گذران کے واسطے دیا تھا مین نے تھوڑے عرصہ مین اڑا دیا محتاج ہوگیا افلاس
غالب آیا اور میرا باپ اُسی سفر مین مر گیا کچھ گرا گرایا مال میرے ہاتھ لگا چند روز کے
بعد مین نے بازار مین ایک جوان کو دیکھا یہ کہتا ہے جسکا زر و جواہر مال و متاع یا اسباب
کھو گیا ہو خواہ زمین مین گاڑ کر بھول گیا ہو مین اپنے علم سے نکال دیتا ہون لیکن اس
شرط پر کہ چوتھا حصہ مجھکو دے مین نے اس کی بات مان لی اور اوسکو اپنے گھر لاکر ہر جگہہ
دکھائی اس نے جا بجا سے مٹی اُٹھا کر سونگھی اور پھینک دی آخر ایک کونے کو کھدوایا
وہان زر و جواہر بیشمار نکلا مین چوتھائی دینے مین حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار
سے پھر گیا تھوڑا سا اوٹھا کر اوسکے آگے رکھدیا اُسنے کہا کہ مین ہی اپنا چوتھائی حصہ
لونگا اس بات مین برہم ہوا اور طمانچے مار کر اُسے باہر کر دیا وہ میری جان کو روتا پیٹتا
چلا گیا کئی دن کے بعد پھر آیا اور مجھسے دوستی پیدا کی بلکہ یار غار ہو کر اکدن کہنے لگا
جو کچھ زمین مین گڑا ہوا ہے مجھے سب نظر آتا ہے مین نے اوس سے پوچھا کہ یہ کیا

علم مجھے بھی کسی طرح سیکھ لونگا اس نے کہا بہت آسان ہے وہ ایک سرمہ کی ترکیب
ہے کہ اُسے بنا کر جو اپنی آنکھوں میں لگاوے جتنا مال کہ چھپا ہوا ہے نظر آنے لگے میں نے
کہا اگر تو بہی آنکھوں میں ایسا سرمہ لگاوے اور مال مجھے نظر آ جاوے تو آدھا تیرا اس
نے کہا بہتر تو میرے ساتھ جنگل میں چل میں تیری آنکھوں میں ایک سلائی پہیر دون
میں اسکے ساتھ اس جنگل میں آیا اور اس پنجرے کو دیکھکر حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ پنجرہ کیسا
ہے اُسنے کہا میں نہیں جانتا یہ کہکر وہ اس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے سرمہ کی
ڈبیہ نکال کر ایک ایک سلائی میری آنکھوں میں پہیر دی فی الفور میں اندھا ہو گیا
میں نے اُس سے کہنے لگا کہ او اے تو نے یہ کیا کیا مجھے اندھا کیا وہ بولا جو لوبھون اور بد نظرن
کی یہی سزا ہے اگر آنکھوں کی بصارت چاہتا ہے تو اس پنجرے میں بیٹھ رہ اور یہ سخن کہا کر
کہ کسی سے بدی نہ کیجیو اگر کریگا تو وہی پاویگا میں نے پھر پوچھا کہ سچ کہہ کہ میری آنکھوں کا
کیا علاج ہے اُسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد جوان حق پرست ادھر آویگا تو اُس سے
اپنا احوال کہنا وہ کہیں سے نور ریز گھاس لا کر اسکا پانی تیری آنکھوں میں چھڑکیگا
تیری آنکھیں جیسی تہیں ویسی ہی ہو جاوینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پنجرے
میں بیٹھا ہوا اسکی راہ دیکھتا ہون اور کبھی جو اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی
سے لیکر میرا گوشت تک گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب ہو کر پھر اسی میں
آ بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون اسی صورت سے بہت آئے اور پوچھ
پوچھکر چلے گئے پر کوئی میری داد کو نہ پہونچا اور کسی نے اسکی تدبیر نہ کی حاتم نے کہا تو
خاطر جمع رکھ یہ کام میں کرونگا اتنے میں وہ پری زاد جو حاتم کو یہاں پہنچا کے کسو اتفاق
کو گئے تھے پھر آئے اُلٹی پری کو دیکھتے ہی ایسا جھنجھلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے
فراغت پاتا تب اُسکے گھر پہنچا کے یہاں آتے اب اسمیں تمہارے پیچ غیر ہے اُسکو
اُسکے گھر پہنچا کر یہاں آؤ نہیں تو بے طرح پیش آؤنگی وہ اس بات کے سنتے ہی
دوڑے اور حاتم کے پاس آ کر موجود ہوئے پھر اپنی سرگذشت بیان کی اور پوچھا کہ آ
آپکا قصد کدہر کا ہے اسنے کہا جہاں نور ریز گھاس ہے وہاں جانا چاہتا ہون وہ بولے کہ ہم

تم کو اس جنگل کے قریب پہنچا دینگے اور دور سے بتا دینگے لیکن وہان جا ئینگے اگر سلامت
پہر و گے تو تمہین تمہارے شہر پہونچا دینگے نہین تو جو تمپر گذریگی ملکہ سے عرض کر دینگے حاتم
نے پوچہا کہ اسکا کیا سبب ہے اونہون نے کہا کہ صاحب جو وقت وہ گہاس زمین سے
نکلتی ہے اس جنگل کے تمام پہول چراغ کے مانند روشن ہو جاتے ہین اور ہزارون جانور
انواع اور اقسام کے اسکے گرد جمع ہوتے ہین اسواسطے وہان کسیکا گذر نہین ہے حاتم نے
کہا بارے دیکہون قسمت مین کیا ہے تب ایک پریزادنے حاتم کا ہاتھ پکڑ لیا اور
اور باقی ساتھ ہو لیے حاصل یہ ہے کہ ساتوین دن اس جنگل کے قریب جا پہونچے
ایک میدان وسیع نظر آیا حاتم نے پوچہا وہ گہاس کہان ہے وہ بولے کہ اسکے اوگنے کا
وقت پہنچا ہے دو چار ہی روز مین نکلے گی حاتم اور پریزاد کئی دن اس جنگل مین باہم رہے اور
ہر قسم کے میوے کہا یا کئے کہ ایکدن وہ گہاس زمین سے نمودار ہوئی جہانتک پہول تھے
چراغون کی روشن ہو گئی سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا ہر قسم کے جانور آکر اسکے گرد
جمع ہوے اور ایک حلقہ باندہکر کہڑے رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم یہین رہو مین
توکل بخدا جاتا ہون آگے جو مرضی اسکی یہ کہکر وہ ٹہر مین کہا اور اس جنگل مین
جاکر دو تین پتی گہاس کی اور کئی پتیان پہولونکی لیکر خیریت سے پہر آیا پریزاد دیکہکر
حیران رہگئے کہ عجب طرحکا آدم زاد ہے کہ اسکا ثانی دیکہا نہ سنا غرض پہر اسیطرح سے حاتم
کو اس بڈہے کے پاس پہنچا یا اور وہ اسی حالت مین پڑا تہا اتنے مین حاتم نے پکارکے
کہا کہ اے پیر مرد مین وہ گہاس لے آیا بڈہے نے کہا مرحبا اب لازم ہے کہ تو اپنے
ہاتہون سے اس کو ملکر دو تین قطرے میری آنکہونمین ٹپکا دے حاتم نے وہی کیا پہلے
تو اسکی آنکہین اُبل آئین پہر نیلگون ہوگئین آخر پانی سوکہہ گیا اور کٹورا سی ہوگئین وہ
حاتم کے پانؤن پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا اسنے بہی اسے گلے لگا لیا اور کہا بہائی از بہر
خدا کیا کہتا ہے مین نے خدا کی راہ مین کمر باندہی ہے جو کام میرے ہاتہ سے نکلتا ہے
مین اُسے غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجہتا ہون پیر مرد نے کہا اے جوان مرد
میرے گہر مین بہت سا زر و جواہر ہے تو وہان چل [illegible]

لے حاتم نے کہا مجھے ہرگز زر وجواہر درکار نہین خدا کے فضل سے میرے گھر مین بھی
بلشمار ہے اسکو خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون یہ کہکر وہ پیرمرد سے رخصت
ہوا اور پریزادون کے کندھے پہ سوار ہوکر دس روز کے بعد شہر شاہ آباد مین آیا تب تو
پریزادون نے کہا خداوند آپ اپنی مہر سے ایک رسید لکھدیجیے کہ ہم بادشاہزادی کو دین
کہ انکی دلجمعی ہو حاتم نے ایک رسید اپنے حال سمیت لکھکر انکے حوالے کی وہ ادھر اٹھے یہ
شہر مین داخل ہوکر کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی سے ملاقات کرکے نہایت خوش ہوا
وہ چار گھڑی کے بعد دونون متفق ہوکر حسن بانو کے گھر آئے وہ ایک مکان پاکیزہ مین
پردے پر تکلف ڈالکر بیٹھی اور اُن کو باہر چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا
حاتم نے تمام وکمال بیان کیا حسن بانو نے ان کی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان پر
طرح طرح کے کھانے چنوادیے اور قسم قسم کے میوے رکھوادیے ہنسی خوشی دونون
نے نوش جان کیا اور رات کی رات وہین آرام فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے
حسن بانو اب کون سا مطلب ہے اُسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ سچے کو ہمیشہ راحت
ہے وہ کیا سچ بولا اور کیا راحت پائی ہے اُسکی خبر لا حاتم نے کہا تم جانتی ہو وہ کس
طرف ہے حسن بانو بولی کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ وہ شہر خوارزم مین ہے پر مین نہین جانتی
کہ وہ کس طرف کو ہے حاتم نے کہا خیر خدا یہ بھی مشکل آسان کرے گا

چوتھا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہے

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور شہر سے باہر نکلا کئی منزلون کے بعد ایک دامن
کوہ مین جا پہونچا وہان کیا دیکھتا ہے کہ دریاے عظیم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور وشور سے
بہ رہا ہے اسکو دیکھکر متفکر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ مین نے کبھی لال پانی کا دریا
نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہ کس طرف سے آتا ہے اور اسکے بہنے کا

کیا سبب ہے یہ ارادہ کرکے اس طرف سے روانہ ہوا تھا میں ایک درخت عالی شان
سامنے سے نظر پڑا جب اسکے پاس پہونچا دیکھا کہ اسکی ہر ایک ڈالی میں آدمی کے
سر سیکڑون لٹکتے ہین اور اسکے نیچے ایک تالاب [illegible]
ہے اور اسکا پانی جنگل کیطرف بہا جاتا ہے [illegible]
سر [illegible] درخت مین لٹکتے ہین [illegible]
[illegible] مین اور ان سے لہو کے قطرے [illegible] تالاب مین [illegible] اور پانی
خون آلودہ ہو کر دریا [illegible] اسکی نظر اس سر پر جا پڑی جو سب
سرون سے اوپر لٹکتا تھا اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اپنے جی مین
کہنے لگا کہ اس بات کو دریافت کیجیے کیونکر معلوم کرونگا اب لازم ہے کہ تھوڑے
دن یہان رہیے اور اس حال کو بخوبی دریافت کیجیے یہ کیا اسرار ہے اسی فکر مین
تمام دن رہا اتنے مین رات ہو گئی یہ کہتے ہین جیسے ہی سارے سر ٹہنیون سے تالاب
مین گر پڑے اور حاتم اس تالاب کیطرف دیکھتا تھا کہ ایک فرشگاہ نہایت پاکیزہ تھی
اوسپر فرش شاہانہ لاکر بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہان پر تکلف ایک قرینہ سے
رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین جن مین ایک پریزاد نہایت چھیلی
چھبیلی ہوشربا ماہ لقا تھی آتے ہی ناز و ادا سے اوس تخت پر بیٹھ گئی حاتم
نے جو غور کرکے دیکھا معلوم کیا کہ یہ وہی سر ہے جو سب سے اونچا تھا پر کتنی پریان
اوسکے گرد کرسیون پر بیٹھ گئین اور کتنی ہاتھ باندھکر با ادب کھڑی ہوئین اتنے
مین طائفہ ساز ملا کر کھڑا ہوا اور اس تخت کے سامنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے
دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جب آدہی رات گئی
دسترخوان شاہانہ بچھا اور اقسام اقسام کے کہانے پاکیزہ لطیف اوسپر چنے گئے پس
تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ اس مسافر کو کہانا کہلا دو وہ خوان تیار کرکے
[illegible] حاتم کے پاس لے گئی اور کہنے لگی کہ ہمارے سردار نے تجھے بھیجا
ہے حاتم نے کہا تیرا نام کیا ہے اور تیرے سردار کا کیا نام ہے وہ بولی کہ

تجھے میرے نام سے کیا کام ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا کھا حاتم بولا جب تک تو اپنا
نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتاویگی ہرگز نہ کھاؤنگا یہ بات سنکر وہ نازنین پھر
آئی اور ملکہ سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ جبتک
تو اپنا نام اور اپنے سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال جو اس تالاب سے نکلی ہے
ظاہر نکریگی کچھ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا تو کہہ کہ پہلے کھانا کھا تو پھر کہونگی جب وہ کھانا
کھا چکے کہیو آج نہیں کل وہ حاتم کے پاس آئی اور جو سکھایا تھا عمل مین لائی غرضکہ
حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑلے وہ بھاگ کر تالاب مین گر پڑی اور ملکہ کے پاس جا کھڑی
ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ راگ مین مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب مین
کود پڑین ایک ساعت مین کئی سر اوپر تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب سے اچھلکر درخت کی
ڈالیون مین لٹک گئے اور وہ سر بدستور رہے او نچا جا لٹکا یہ سب ہنس پڑے حاتم بھی
اُس کونے سے دیکھتا تھا لیکن سردار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اگر بھید
پاؤن تو اُس نازنین سے خوش ہو کر نکاح کرون اور کہتا تھا یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے کہ
راتکو جیتے ہین اور دن کو اس درخت مین لٹک جاتے ہین شاید یہ کام جادو کے سبب یا
طلسم سے ہوتا ہے انہیں سوچون مین دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کے وقت سب تالاب
مین گرے اور پھر بدستور سابق فرش بچھا اور مجلس آراستہ ہوئی ناچ رنگ ہونےلگا اور
حاتم منتظر تھا کہ آج وہ وعدہ وفا کرتی ہے یا نہین جب دسترخوان بچھا شہزادی نے
ایک پری کے ہاتھ کھانا حاتم کو بھجوایا وہ دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے پری تونے کہا تھا
کہ مین کل آکر کہونگی اپنا وعدہ وفا کر کہ مین کئی دن کا بھوکا ہون کھانا کھاؤ
اوسنے یہ ماجرا جا کر ملکہ سے عرض کیا اُسنے کہا تو جا کر یہ کہہ جب تو ملکہ کے حضور مین
آئیگا اوسوقت یہ بھید کھلجائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اوسکے بعد میرے ساتھ چل
حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا اور اسکے ساتھ ہولیا حاتم نے جو آنکھین بند کرکے
غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اسکے پیر لگے تو آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ
وہ درخت آپ ایک جنگل مین کھڑا ہوا ہے آہین سرد بھر کر نعرہ مارنے لگا اسی حالت مین

سات دن گذر گئے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام بحکم خدا سبز کپڑے پہنے ہاتھ مین عصا
لئے نمودار ہوے حاتم دیکھتے ہی کہنے لگا پیر و مرشد یہ کونسا مکان ہو کہا یہ صحرائے
خبر پرش ہے تو نے فلانے تالاب مین فلان پری کے ساتھ غوطہ مارا تھا وہ تالاب
کی بنا ہے اسکا یہی اثر ہے جو آدمی اسمین غوطہ مارے یہان آ نکلے چنانچہ وہ مکان اس
جگہہ سے تین سو کوس ہے یہ بات سُنتے ہی حاتم خاک پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا ہیہات
یہ میرے دل کو کیا ہوگا اور کیونکر مین وہان پہونچونگا اگر میری مراد نہ ملیگی تو تڑپ تڑپ
مین مر جاؤنگا۔ خواجہ نے پوچھا کہ تیری کیا مراد ہے اوسنے کہا کہ جس جگہہ تھا وہین
جا پہنچون انھون نے کہا میرا عصا پکڑ اور آنکھین بند کر انکے کہنے کی موافق کیا
ایک دم مین وہان جا پہونچا اوسنے اپنی آنکھین کھولکر دیکھا اوہی جنگل ہے اور
وہی سر جو ڈالیون پر لٹکتے ہین بے اختیار اس درخت کے پاس آیا اور اوپر کو چڑھنے
کا قصد کیا وہ درخت بلنے لگا حاتم اُسکی جڑسے لپٹ گیا وہ اسیطرح ہلتا رہا جو ذرا
وہان سے بڑا ہاتھ ایک تڑاقے کی آواز آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور حاتم اسمین سما
گیا اور جب اسنے دیکھا کہ کچھہ اب نہین ہو سکتا حیران ہوا اور ڈرا کہ یہ کیا آفت ہے ایک
مرتبہ تو مین اسکے لئے تالاب مین گرا تو اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے کا قصد
کیا تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اسکا بدن
سب درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہگئین اسیوقت حضرت خضر
علیہ السلام پھر پہنچے اور کہنے لگے کہ اے جوان اپنے تئین کیون بلا مین ڈالتا
ہے شاید زندگی سے سیر ہو چکا ہو حاتم کا حال تنگ تھا کچھہ نہ بولا تب خواجہ
خضر علیہ السلام نے رحم کھا کر ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ وہ موم کیطرح ہو گیا
حاتم نکل آیا پر سُست تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا حضرت خضر علیہ السلام
نے فرمایا اے حاتم کیون اپنے اوپر رنج اوٹھاتا ہے اور آپکو مصیبت مین ڈالتا ہے
تجھکو ان سے کیا مدعا ہے اسنے کہا کسی صورت سے ان کا حال دریافت کرون خواجہ
نے فرمایا کہ سردار شاہ اژدہا جادوگر کی بیٹی ہے اور اوسکے مکان کا نام کوہ احمر ہے

ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے خاوند کرنے کا ذکر کیا تھا کہ باباجان اب مین جوان
ہوئی میری شادی کر دو اسبات کو سنکر وہ غضبناک ہوا اس لڑکی کو اس فریب سے طلسم
کے دریا مین ڈالدیا ہے اور یہ تالاب اور درخت جادو کا ہے اور یہ جو سب کے
سرون سے اوپر لٹکتا ہے اسکا نام زرین پوش ہے اور کوہ جادو وہان سو کوس پر
ہے جادو کے زور سے ایک ہی دن مین جاتی ہے اور شام آتی جادوگر ہوتا ہے
چھٹکارا ہوگا اسکو نہ بیاہے گا اور یہ اسی حالت مین گرفتار رہیگی کسیکے ہاتھ نہ لگیگی
یہ سنکر حاتم نے کہا معلوم ہوا میری قسمت مین اسی جگہہ مرنا ہے خدا نے مجھے یہان
پہونچایا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ جو تو اسکی بیٹی کی چاہ کرتا ہے تو
آپ سے آپکو بلا مین ڈالتا ہے اس سے بہتر ہے کہ اسکا خیال چھوڑ دے
حاتم نے کہا مین اپنی جان سے ہاتھ دہو چکا ہون جو ہونی ہو سو ہو جبتک نازنین
میرے ہاتھ نہ لگیگی مین اسبات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر علیہ السلام نے کہا آخر اے جوان
تیری آرزو کیا ہے اسنے کہا پیر و مرشد میرا مطلب یہ ہے کہ اس درخت پر چڑھ جاؤن
اور انکے برابر ہو جاؤن کہ ہمکلام ہون حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا اے عزیز دیدہ و
دانستہ آپکو بلا مین ڈالتا ہے کیا فائدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجھکو اسی مین
نفع ہے کہ ایکدم ان سے جدا نہون اور جو روز ازل سے میری قسمت مین
لکھی ہے تو بیشک ہوگا اسبات کو سنکر خواجہ خضر علیہ السلام نے اپنا عصا اُس
درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑہکر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑھ جا یہ کہکر
آپ اُسکی نظرون سے غائب ہو گئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب وہ نازنینون
کے سر کے برابر پہنچا اسکا سر بھی انہین کے سرون کے برابر لٹکنے لگا اور درخت
تالاب مین گرکر ڈوب گیا آسمان سے ایک غل غپاڑا اور ایک شور زمین سے
بلند ہوا عجب آفت بپا ہوا اور رات ہو گئی وہ صبح تک سب حاتم کے سر [illegible]
اس تالاب مین [illegible] اور [illegible] ایکدم جمع ہو کر کار و بار [illegible]
پھر ملکہ بیٹی اور حاتم دست بستہ تخت کو [illegible] الغرض [illegible] بیہوش ہوتا [illegible]

اسم اعظم سکھا کر کہا اب کوہ احمر کیطرف جا اور دل مین کچھ اندیشہ لا وہ بولا کیونکر
جاؤن خواجہ نے کہا کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھین بند کر اسنے ایسا ہی کیا ایکدم مین
اُسکا پاؤن زمین پر جا لگا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ
عظیم الشان اور اسپر لالہ بے موسم پھولا ہوا دیکھا خوش ہوکر اوپر چڑھنے لگا قدم رکھتے ہی
پتھر نے اُسکے پاؤن ایسے پکڑے کہ اوٹھنا محال ہو گیا جب عاجز ہوا دل مین کہنے لگا اب
اسم اعظم پڑھنا چاہیے پڑھتے ہی اُسکے پاؤن پتھر سے چھوٹ گئے تب معلوم ہوا کوہ احمر
یہی ہے پھر تو اسم اعظم پڑھتا ہوا چڑھ گیا اتنے مین ایک میدان نظر آیا آگے بڑھا ایک
چشمہ دیکھا اور بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی نہ دیکھے تھے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اتار کر
اوسمین غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن اسم اعظم پڑھنے لگا اسکی برکت سے
تمام جانور جادو کے کیا درندے کیا پرندے سب بھاگ گئے یہ خبر شام احمر کو
پہونچی کہ سب جانور بھاگے ہوے چلے آتے ہین اُسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم
کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس پہاڑ پر آویگا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا یہ
وہی ہے جو وہان چشمہ پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہے اور کوئی سحر اس اسم کے پڑھنے والے کو
اثر نہین کرتا کیا تدبیر کیجیے کہ اسم وہ بھول جائے یہ سوچکر منتر پڑھا اور چار دن طرف
پھونکا کہ غٹ کا غٹ پریون کا نمودار ہوا ان مین سے ایک پری ملکہ زرین پوش
کی صورت تھی صراحی اور پیالہ ہاتھ مین لیے دکھائی دی تب شام احمر جادو نے
کہا کہ حاتم کو شراب پلا کر کام تمام کرو وہ صورت سب پریون سمیت اس چشمہ پر
جا بیٹھی حاتم دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو سب اُس درخت مین لٹکتی تھین یہان کیونکر
آئین یہ دل مین سوچا کہ ایسکے ماں باپ کا مکان ہے آ نکلی ہونگی اتنے مین ملکہ
زرین پوش کیصورت حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے حاتم تو نے رنج و تعب بہت
کھینچے ہین آج میرے باپ نے مجھے باغ کی سیر کو بھجوایا ہے تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ کہہ کر
اُسکے پہلو مین جا بیٹھی حاتم نے اوسکی صحبت غنیمت جانی اور شراب کا پیالہ پیا وہ محبوبہ
وہین شام احمر کیصورت ہوکر پکڑ کے لیگئی اُسنے حاتم کی صورت دیکھکر سر نیچا کر لیا اور دل

مین کہا کہ ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دیا چاہیے
نوکرون کو فرمایا اسے چاہ آتشین مین ڈال دو اسکے چاکرون نے حاتم کو اُسیوقت کنوئین
مین ڈال دیا اور ہزار من کی ایک سل لوہے کی لال کرکے اسکے منہ پر ڈھانک دی غرض
حاتم غلطان و پیچان چلا جاتا تھا اور مہرہ خرس کی بیٹی کا جو اسکے منہ مین تھا کنوئین مین
سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شاہ احمر کے لوگون نے حاتم کو کہا کہ وہ چاہ آتشین
مین جلکر خاک سیاہ ہو گیا تب اوسنے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جوان حاتم ایک
مہرہ کے سبب صحیح و سلامت ہے پھر سوچنے لگا وہ مہرہ اُس سے کسی طرح لیا چاہیے
جب تک وہ مہرہ اسکے پاس ہے اُسے کچھ آفت نہ پہنچے گی مگر مشکل یہ ہے کہ وہ مہرہ ہاتھ
نہین لگ سکتا مگر وہ آپ سے دیوے یہ اندیشہ کر فرمایا پریزادون سے کہا جلد اُسے
نکال کر اُسی چشمہ پر پہنچا دو وہ پہنچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا بعد اُسکے شکر
بجا لایا شاہ احمر جادو نے منتر پڑھا ایک ساعت مین وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی
صورت بنکر حاتم کے سامنے آئی ملکہ کی صورت نے آگے قدم بڑھا کے کہا اے حاتم [illegible]
مین تیرے پاس بیٹھنے لگی دور سے دیدار دیکھونگی اُس روز جو مین تیرے پاس بیٹھی تھی
تو میرے باپ نے سیاہ دیو بھیجکر پکڑ منگوا لیا خدا نے تجھے اس بلا سے نجات دی مبادا
مین تیرے پاس بیٹھون اور بلا جان کُشن لین حاتم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بٹھا لیا تب وہ
نازنین نازو ادا سے کہنے لگی کہ اے حاتم تو مجھے سچ سچ چاہتا ہے اُسنے کہا جان و دل
سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہون وہ بولی ایک چیز مین تجھسے مانگون اگر دے تو جانون
کہ عاشق صادق ہے اُسنے کہا مین تو مفلس ہون یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ خرس کی بیٹی کا
مہرہ چاہتی ہون حاتم نے کہا کیونکر دون وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ میرے
باپ نے نجوم کی راہ سے بتلایا ہے حاتم چاہتا تھا کہ اُس مہرہ کو نکال کر حوالے
کرے کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ اے نادان کیا کرتا ہے
تو پشیمان ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہیگی یہ بات سنکر حاتم نے کہا اے
بزرگ تو کون ہے جو کار خیر سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کس کام کا ہے محبوبہ کو

پاس لیگیا اسے دیکھکر بولا کہ اسے مارنا صلاح نہیں کیونکہ وہ مہرہ ضائع ہوگا جبتک
یہ اپنی خوشی سے نہ دے طوق و زنجیر پہنا کر دو بھاری ستونوں میں کسدو اور منہ
اسکا کالا کردو چنانچہ اسکے فرمانبرداروں نے ویسا ہی کیا حاتم اپنے آپکو گرفتار دیکھکر
خداوند کریم کی درگاہ میں گریہ و زاری کرنے لگا کہ الٰہی تیرے سوا اس وقت کوئی میرا نگہبان
نہیں اور شام احمر جادو نے اپنے جادوگروں سے کہا کہ تم اسکے گرد بیٹھو اور باری باری
چوکی پہرہ دو وہ اسکا کہنا بجا لائے غرض سات رات دن یونہیں چوکی پہرا دیا کیا
جب حاتم پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے میں شام احمر آیا اور کہنے لگا کہ حاتم اب کیا
احوال ہے اسنے جواب دیا ظاہر ہے اسنے کہا اگر مہرہ دیدے تو میں تجھے ابھی چھوڑ
دوں حاتم بولا اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دے تو ابھی دیتا ہوں اسبات کو سنکر نہایت غصہ ہوا
اور مسند سے اوٹھکر جادوگروں سے ارشاد کیا کہ تم اسپر پتھروں کو برساؤ کہ سر اسکا پاش پاش
ہوجاوے جادوگر پتھر ہاتھوں میں لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنی جان
پر رحم کر اور مہرہ ڈالدے ورنہ تیرا سر پتھروں سے پاش پاش ہوجائیگا جادوگر
ہاتھوں میں پتھر لیکر مستعد ہوئے حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ سر اسکا اوتارونگا اور
اسکی بیٹی کو اپنی خدمت میں لونگا یہ بات سنکر وہ جادوگر غصہ ہوئے اور پتھروں کا مینہ برسایا
یہانتک کہ حاتم اوسمیں چھپ گیا جادوگروں نے اپنے سردار سے جاکر کہا کہ حاتم مر گیا اسنے
کہا کہ غلط کہتے ہو وہ جیتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہوجاتا
یہ تو آدمی تھا کیونکر بچا ہوگا احمر جادوگر نے کہا کہ اگر تمکو باور نہو تو پتھروں کو سرکا کر
دیکھ لو کچھ آسیب نہیں ہوا ہوگا جادوگروں نے جو دیکھا سلامت پایا جھلا کر پھر پتھر برسانے لگے
کہ اس پہاڑ سے دونا ہوگیا پھر پتھروں کو سرکا کر دیکھا تو اسے کچھ ضرر نہ پہنچا تھا دو روز اسی
طرح گذر گئے تب احمر جادوگر نے ناچار ہوکر اس سے کہا کہ تم مہرہ دو ورنہ اسیطرح پتھر مارونگا اور آپ شراب پینے
میں مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے عاجز ہوکر مرنے لگا چوکیداروں سے کہا اے یارو اس مہرہ کا خواص
دیکھا یہ ایسا ہے کہ جسکے باعث نہ آگ میں جلا نہ پتھر سے مرا اب جو کوئی مجھکو یہاں سے اس تالاب پر
لے جائیگا یہ مہرہ میں اسکو دونگا اونہوں نے کہا ہمیں تیرا مہرہ درکار نہیں مگر ایک

لالچی نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو اس تالاب پر لیجاؤنگا ذرا رات ہونے دے حاتم نے
اشارہ کیا یہ مہرہ تجھہ کو دونگا جب آدھی رات ہو گئی سب کے سب سو رہے مگر ایک وہی
چوکیدار اس مہرہ کے لالچ سے جاگتا تھا ایکدم کے بعد چپکے سے اوٹھ کر حاتم کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کہے تو مین تجھے اوس چشمہ پر لیچلون حاتم نے کہا مجھکو چلنے
کی طاقت نہین چلنا تو ایک طرف کیونکر ان پتھرون سے نکلون اوسنے کہا کہ مین جادو کے
ذریعہ سے نکال لیتا ہون اندیشہ نکر یہ کہکر افسون پڑھنے لگا اتنے مین کالا دیو پیدا
ہوا وہی دیو حاتم کو تالاب پر پہونچا غائب ہو گیا حاتم نے پہلے کپڑے دھوئے پھر
نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا پانی پیکر چشمہ سے باہر نکلا کپڑے پہنے جادوگر نے کہا
اے حاتم مین نے تجھکو اس مہرہ کے لالچ مین ان پتھرون سے نکالا اور اس تالاب پر
تجھکو پہونچایا اب تجھکو لازم ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرے مہرہ مجھے دے حاتم نے
کہا اے عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی مین بھی تیرے ساتھ سلوک کرونگا لیکن تجھکو
شام احمر کو مارونگا یہانکی بادشاہت تجھے دونگا اسنے کہا ای حاتم اس مہرہ کے سوا
کوئی چیز جہان کی مجھے درکار نہین اگر دیتا ہے دے حاتم نے کہا یہ مہرہ میرے دوست کی
نشانی ہے کس طرح دون اور تو یہ مہرہ مانگتا ہے کس کام کے لئے اور کسواسطے اسنے کہا کہ اپنے
پینے کے لئے چاہتا ہے حاتم نے کہا ای نادان اگر خدا کے واسطے مانگتا تو ابھی تیرے حوالے
کر دیتا اوسنے کہا کہ میرا خدا اجادو کملاق شام احمر کا استاد ہے تیرے
خدا کے واسطے کیون دون حاتم نے کہا اے بندہ خدا تو بندہ کو خدا کہتا ہے
دور ہو مجھکو یقین ہے کہ تو کافر ہے خیر کیا کرون ناچار ہون کہ تو نے مجھپر احسان کیا
ہے اور نیکی کا بدلہ بدی نہین ورنہ تو اپنے کہنے کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجھے مہرہ لینا
کچھ مشکل نہین اگر آپ سے دیتا ہے تو دے نہین تو اس چشمے مین ایسے
غوطے دونگا کہ تیرا دم نکلجانیگا حاتم بولا کہ ای ملعون نہ بک تو زبردستی
کرتا ہے لیکن حسب وعدہ البتہ مین تجھے دونگا وہ بھی اس شرط پر کہ تو
نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو ایک جانے اور جادوگری چھوڑ دے اسبات

کو سنکر وہ غصہ ہوا اور افسون پڑھنے لگا اور ادھر حاتم نے اسم اعظم شروع کیا
غرض اُسنے ہرچند منتر پڑھ پڑھ کر پھونکا اثر نہوا اور اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ
ہی کانپ کانپ حاتم کے آگے سے بھاگ کر اپنے رفیقوں مین آملا اور چاندنی پھٹنے
سے پہلے چپکا ہو رہا کہ اطلاع نہ ہوا اور حاتم اُسی خیمہ پر جا بیٹھا اسم اعظم پڑھا کیا آخر جب
صبح ہو گئی سب چوکیدار جاگے ستونونکو خالی دیکھا حاتم کو نہ پایا ڈرکے کہ اب
شام احمر ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا ناچار سر پر خاک اڑاتے اُسکے پاس آئے اور رونے
لگے خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ سنتے ہی غصہ ہوا پھر علم نجوم سے دریافت کیا کہ
حاتم اوسی تالاب پر بیٹھا ہے اور سرتک چوکیدار نے وہانتک پہونچنے کے لالچ
سے پہنچا دیا ہے حکم دیا کہ تم مین سے کوئی جاوے اور سرتک کو میرے سامنے لاوے
مین اُسے جیتا نہ چھوڑونگا وہ اسکے حکم کے موافق سرتک کو پکڑنے کو گئے اور وہ اپنی
عیاری سے دریافت کرکے بھاگا اور حاتم کے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے حاتم
تیرے سبب سے میری جان جاتی ہے باوجود اسکے مین نے تجھسے بدی نہین کی
کہ قید سے چھڑایا ہے ایک تو مجھسے ہاتھ لگا دوسرے جان کا خطرہ ہوا حاتم
اسکے احسان پر نظر کرکے شرمندہ ہوا اور خاطرداری سے کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکھ
ادھر جب شام احمر نے دیکھا سرتک بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے مین سرتک کو
ایک شعلہ آگ کا دکھائی دیا چلایا اور پکار کر کہا اے حاتم مجھکو بچا نہین تو جل کر خاک
سیاہ ہو جاؤنگا اُسنے اسم اعظم پڑھکر پھونکا تاثیر دم کیا شعلہ بجھ گیا پھر اُس سے کہا کہ تو میرے
پیچھے آ کھڑا ہو اور کچھ خوف نکر سرتک نے کہا اے حاتم اب مین تیرا ہون مجھکو شام احمر
کے جادو سے بچا حاتم نے فرمایا اُسکی کیا قدرت ہے یہ کہکر حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور اسم
اعظم پڑھتا ہوا شام احمر کیطرف چلا اور سرتک بھی اوسکے ساتھ ہو لیا جب شام احمر
جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتک ادھر آتے ہین اپنا تمام
لشکر ساتھ لیکر شہر سے نکلا اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک گھٹا اوٹھی بادل گرجنے لگا
اور بجلی چمکنے لگی سرتک نے کہا اے حاتم ہوشیار رہو یہ جادو کا اثر ہے اوس نے

اسم اعظم پڑھکر آسمان کیطرف پھونکدیا وہ سب آفتین اسکے لشکر پر پڑین اس سبب سے شاہم احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بڑا جادوگر ہے کہ جسنے جادو نے ہمارے سحر کو رد کیا ہے اتنے مین ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب حاتم اور سر تک کے سر تک پہنچا سر تک نے پکارا کہ حاتم خبردار کہ یہ سحر ہے حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ پہاڑ مثل سنگریزہ انہین کے لشکر مین جا پڑا دو ہزار جادوگر مر گئے اور ایک بڑا پتھر شاہم احمر کے سر پر پڑا اگر وہ اپنے جادو کے زور سے بچگیا پھر حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے بڑھا شاہم احمر نے جو دیکھا کہ حاتم سپہ خنجر چلا آتا ہے پھر ایک افسون پڑھکر پھونکا چارون طرف سے اژدہے پیدا ہوے لیکن اسی کے لشکر پر جا کر گر پڑے اور نگل گئے مگر تین شخص باقی رہے تھے کہ شاہم احمر نے پھر منتر پڑھکر پھونکا اژدہون نے اگلے ہوؤن کو اوگل دیا یہ حالت دیکھکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے بھاگے احمر جادوگر نے ہر چند پکار کر کہا کہ جاؤ اور دلاسے دیئے مگر کسی نے نہ سُنا جب شاہم احمر نے دیکھا کہ جادو کارگر نہین ہوتا ایک جادو ایسا پڑھا کہ وہ سب اس میدان مین درخت ہو گئے اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنے لگا جب دیکھا کہ منتر حاتم پر اثر نہین کرتا ایک منتر پڑھکر آسمان کیطرف ہوا ہو گیا حاتم نے جو دیکھا کہ شاہم احمر نکلکر اڑا اور نظرون سے غائب ہو گیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سر تک بولا کہ وہ اپنے اوستاد کملاق جادو کے پاس گیا وہ ایسا جادوگر ہے کہ جسنے ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہے اور ایک پہاڑ کے نیچے ایک شہر عظیم بسایا ہے کہ چالیس ہزار جادوگر اسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہے کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہے خاک اُسکے منہ مین کہ خدائی کا وہ دعوے کرتا ہے اور ایک سال مین ایکبار اُسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ساحر ہے اور اسکا مکان یہان سے تین سو کوس پر ہے حاتم نے کہا توبہ کرو خدا ایک ہے اسکا کوئی شریک نہین اُسنے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ہیت نہ گوہر مین ہے اور نہ وہ سنگ مین ہے و لیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین

سمرتاک نے کہا آمنا وصدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت سے جادوگرون کا سحر ہوتے
دیکھا حاتم نے کہا کہ مین اب کوہ کسلاق پر جانا چاہتا ہون سمرتاک نے عرض کی جو آپکی
خوشی ہو مین بھی غلامی مین حاضر رہتا ہون اور یہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر
کے لوگ ہین مین یقین کرتا ہون کہ یہین رہینگے وہ انکو جادو سے درخت بنا گیا ہے اگر
ہمسے ہو سکے تو انکو صورت اصلی پہ لاکر اپنے ساتھ لیچلو اس بات کے سنتے ہی حاتم نے
تھوڑا پانی پڑھکر سمرتاک کو دیا کہ اس پانی کو ادپر بسم اللہ کہکے چھڑک دے پھر قدرت
الٰہی کا تماشہ دیکھو جو ہین درختون پہ پانی پڑھکر چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے سب اپنی صورت
پہ آگئے اور سمرتاک سے شام احمر جادو کا بھید پوچھا اسنے کہا کہ وہ تم سبکو اپنے جادو سے
درخت بنا گیا تھا اب حاتم نے تمھین اسم اعظم پڑھکر آدمی کیا ہے تم اپنا احوال بیان کرو
اُنھون نے کہا کہ ہم زمین پر کھڑے تھے طاقت چلنے پھرنے کی بولنے کی نرکھتے تھے اور بند
بند درد کرتا تھا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یہی ہے
کہ یہ عجیب جوانمرد خدا ترس اور صاحب شان وزور آور ہے جو شام احمر کے
جادو پر غالب آیا یہ گفتگو آپسمین کرکے متفق ہوکر حاتم کے پاس آئے اور پانو پر گرکے
کہنے لگے کہ اے حاتم آگے ہم شام احمر کے بندون مین تھے آج سے تیرے غلامون مین
داخل ہوئے تو نے ہمپر بڑا احسان کیا خدا تجھکو اسکی جزا دے یہ بات سنکر حاتم نے پھر
اوپر اسم اعظم پڑھکر پھونکا جو ادنین جادو کا اثر تھا بالکل جاتا رہا حاتم سے کہنے لگے اے خداوند
اب آپ کہان جائینگے حاتم نے کہا یار و مجھے شام احمر سے کچھ کام ہے جبتک وہ میرے ہاتھ
نہین آتا ہے مین کچھ کام نہ کرونگا چنانچہ بیٹی سے اسکی بیاہ کرنا ہے او ہنون نے
کہا کہ اسکی بیٹی کو تم نے کہان دیکھا حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر تک
بیان کیا کہ مین صرف اسی آرزو اور اسکے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا
یہان تک آیا اور شام احمر نے جو مجھپر ظلم کیا نہ زبان کو قدرت نہ تقریر کو یارا
نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان خدا کا کہ جسنے مجھسے ضعیف کو ایسے زبردست پر
فتحیاب کیا اگرچہ وہ یہان سے بھاگا اور اپنے اوستاد کے پاس گیا لیکن اس سے کیا ہوتا ہے

انشاء اللہ تعالیٰ اب مین اسکو اوستاد سمیت مارونگا اور نام و نشان دونون کا صفحہ عالم سے مٹا دونگا اونہون نے عرض کی کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہے اوسکا زیر کرنا بڑا مشکل ہے حاتم نے کہا اے یارو ہمت نہ ہارو اور اگر تماشہ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو یا یہین آرام کرو اونہون نے عرض کی کہ آپنے ہمپر احسان کیا ہے یہ بات مروت سے بعید ہے جو ہم تمکو تنہا جانے دین بہتر یہی ہے کہ ہمکو ساتھ لیچلیئے غرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھ پھر آئین گے اور تم جہان جاؤگے ہم بھی ساتھ چلین گے یہان ہمارا کیا کام ہے وہ ہمین ہرگز نہ چھوڑے گا غرض حاتم نے سب جادوگرون سمیت کوہ کملاق کا راستہ لیا تھوڑی دور جاکر اونہون نے کہا حضرت سلامت احمر جادوگر یہان سے ایکدن مین ہم سب کو لیکر اس پہاڑ پر جا پہنچتا تھا حاتم نے کہا سچ ہے وہ جادوگر ہے اپنی جادوگری سے اتنا جلد راستہ طے کرتا تھا اونہون نے عرض کی ایخداوند اگر آپ جادوگر نہین تو اسپر کیونکر غالب آیئے گا کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پہاڑ کر دیتا ہے مین سر تاب بولا کہ ای نادانو مین نے آنکھون سے تماشہ دیکھا ہے حاتم نے کہا اے عزیز مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان جادو کا کیا بس چلے دیکھو اس اسم اعظم کے اثر سے وہ جلکر خاک ہو جائینگے پھر وہ سب حاتم کے ساتھ اس تالاب پر پہنچے پہلی منزل پر یہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو ابھی ادہر سے گذرا ہے اور اس تالاب پر سحر پڑھ گیا ہے تماشا سبھون نے پانی پی لیا پیتے ہی پانی کے انکی نافون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہگیا پرانسے جدا ہوتا تھا اسوجہ سے کہ وہ بیچارے میرے ساتھ آئے ہین اونکو اکیلا کیونکر چھوڑون اور اس پانی مین کیا بلا تھی جسکے پینے سے انکی یہ حالت ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا ایک قطرہ اسنے نہ پیا جب صبح ہوئی ان سب کو مشکل مین دیکھا حاتم اونکی یہ حالت دیکھکر ہاتھ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن یہ نہ سمجھا کہ شام احمر جادو اسپر بھی جادو کر گیا ہے خیال گذرا شاید اسم اعظم کی برکت سے یہ اچھے ہو جائین اور انکی جانین بچین یہ اندیشہ کرکے وہی اسم مبارک پھونکا انکی ہوش مین پہلے ہی مرتبہ اوٹھ گئی

دوسری دفعہ پھر پڑھکر دم کیا تب انکے ناخونوں سے نیلا پانی جاری ہوا غرض تیسری بار
حالت اصلی پر آگئے حاتم نے کہا یارو یہ کیا باعث ہے وہ بولے خداوند ہمکو یون معلوم
ہوتا ہے کہ شام احمر جادوگر اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہے حاتم نے اسم اعظم پڑھکر
پھونکا پہلے وہ جوش پر آیا پھر سرخ ہوکر سبز ہوتے ہی نیلا ہو گیا ایکدم کے بعد صاف
ہوا اور اپنی رنگت پر آگیا حاتم نے جانا کہ اس تالاب سے جادو کا اثر جاتا رہا تو تھوڑا
سا پانی پیا اور سب کو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تا کہ سحر کی حرارت اسم اعظم کی برکت سے
تمہارے بدن سے دور ہو سب اعتقاد لائے اور کہا اے خداوند تمہارے اسباب سے ہم
شام احمر اور کملاق سے رہا ہونگے الغرض یہ خبر سنکر شام احمر وہان سے بھاگا تو
کملاق کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوبدارون نے عرض کی خداوند شام احمر ننگے پاؤن پریشان
حال در دولت پر کھڑا ہے کملاق نے بلا کر گلے لگایا اور پوچھا کہ تجھپر کیا حادثہ پڑا اُسنے
عرض کی کہ میرے پیچھے حاتم نام ایک جوان پڑا ہے دو تین مرتبہ آیا ہوا اُسنے ان جادوگرون کو
چھڑایا ہے کملاق یہ بات سنکر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو مطمئن رہ ابھی جو چاہا
کرنے ہو اسے کرتا ہون بعد اسکے ایک منتر پڑھا اور اسی پہاڑ کی طرف پھونکا
وہین ایک آگ نمودار ہوئی اور اس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد کوہ
کملاق کی حد میں تھا سب نے فقیرون نے عرض کی کہ قبلہ عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے
گرد جو آگ شعلہ زن ہے جادو کی ہے حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم پڑھکر اس پہاڑ کیطرف
دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہ خبر کملاق کو پہنچی اسنے ایک جادو ایسا کیا جسکے زور سے
اس پہاڑ کے گرد ایک دریاے عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم کی طرف بڑھا
سبھون نے عرض کی کہ یہ دریا کا جادو کملاق ہے ہم لوگ بے اجل ڈوب مرینگے حاتم
نے کہا خدا کو یاد کرو مت گھبراؤ پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہو گیا
اور زمین خشک نظر آئی جادوگرون نے کہا کوئی سحر اسپر موثر نہین یہ سنکر
کملاق نے اور منتر پڑھا اسکے پڑھتے ہی دس دس پانچ پانچ من کے
پتھر اسقدر پڑے کہ اس پہاڑ کے بعد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے اوجھل ہو گیا

اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا کہ اسکی برکت سے ہوا
پتھر وں کو اڑا لیگئی پہاڑ نظر آیا حاتم آگے بڑھا کملاق جادو نے پھر ایک افسون
پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کی نظروں سے غائب ہو گیا تب اونہوں نے کہا اس پہاڑ کو
کملاق نے چھپایا یہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھتا رہا فضل الٰہی سے
دو روز کے بعد وہ پہاڑ نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور معہ ہمراہیان اوسپر چڑھ گیا جادو
گروں نے دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہ جوان صحیح و سلامت نظر آیا کملاق شام احمر سمیت اس
آسمان پر چڑھ گیا جو اس پہاڑ سے تین ہزار گز بلند تھا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا پھر تو حاتم
بیخوف داخل شہر ہوا کیا دیکھتا کہ ایک شہر عالیشان اور اسکی عمارت عجیب اور مکان
پاکیزہ اور دوکانین ستھری صاف و درستہ کشادہ اسمین ہر طرح کی جنس موجود قسم قسم کے
جواہر جگمگا رہے ہین اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیوں سے خوانچہ معمور قرینے
سے جا بجا چنے ہوے پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہ تماشا دیکھکر لوگوں سے
کہا کہ یہان کے رہنے والے کیا ہوے اونہوں نے کہا خداوند کملاق جادو آپکے
ڈر سے ان سبھوں کو لیکر آسمان پر چڑھ گیا جو اسنے بنایا ہے حاتم اسبات کو
سنکر ہنسا اور کہنے لگا اب تم کیوں بھوکے مرتے ہو ان کو مزے سے کھاؤ اور شکر
خدا بجا لاؤ یہ سنتے ہی وہ بھوکے تو تھے ہی بے اختیار کھانے لگے جب کھا چکے سو چکر
کیتا ہوگئے حاتم نے معلوم کیا وہ کمبخت ان نعمتوں پر جادو کر گیا ہے یہ
سمجھکر تھوڑا پانی منگایا اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلایا وہین سحر کا اثر جاتا
رہا پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر پھونکا اور کہا اب شوق سے کھاؤ
کہ جادو جاتا رہا سبھوں نے دلجمعی سے پیٹ بھر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو کا
آسمان کہاں ہے اونہوں نے عرض کی وہ جو ہوا مین مثل گنبد کے نظر آتا ہے
حاتم اوسیوقت اودہر متوجہ ہوکر اسم اعظم پڑھنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے
ہوکر پہاڑ پر گر پڑا اور بہت سے جادوگر جہنم واصل ہوے مگر کملاق اور شام احمر
بچکر پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا انکے پیچھے چلا وہ

دونون گھبرا کر پہاڑ سے گر پڑے اور پاش پاش ہو گئے حاتم بہت سا شکر بجا لایا پھر سرتاک سے کہنے لگا کہ مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا کہ جب اسے مارڈالونگا تجھکو اس ملک کا بادشاہ کرونگا اب یہ ملک تجھکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اسکی پرستش کرے اور خدا کے بندونکو تکلیف نہ دے عدل و انصاف مین رات دن مشغول رہے یہ کہکر ان جادوگرون سے یہ کہا کہ تم سرتاک کی سرداری کو منظور کرو اور یاد الٰہی مین رہو اگر ان باتون کے خلاف کروگے تو اپنی سزا کو پہونچوگے اور مین اب ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہون تم سب یہان خوش و خرم رہو انہون نے کہا کہ خوشی ہماری یہی ہے کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلین لیکن حکم سے باہر نہین ہوسکتے غرض حاتم نے انکو وہین چھوڑا اور آپ ملکہ زرین پوش کیطرف روانہ ہوا چند روز مین وہان آ پہنچا دیکھتا ہے کہ نہ وہ تالاب ہے نہ وہ پانی ہے مگر وہ نادر اسی طرح کھڑا ہے پر اس تالاب کی جگہ ایک شیش محل عالیشان جگمگا رہا ہے حاتم اسکے دروازہ پر جا کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سب کی سب اپنی جگہ کھڑی ہین یہ انکو دیکھکر خوش ہوا اور ان مین سے ایک آکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو کہا مین وہی شخص ہون جو تمہارے ساتھ اس حوض پر پھنسا تھا اب میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین سلام شوق کہو وہ دوڑکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ اے شہزادی حاتم نام ایک جوان جو سحر مین آلودہ تھا اب اچھا ہو کر آیا ہے اسنے سنتے ہی سر نیچا کر لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھا کر کہا پوچھو کہ وہ کہان تھا شاید کوہ احمر گیا تھا جلد جا دریافت کرو وہ الٹی پھری اور حاتم سے پوچھنے لگی کہ حاتم کوہ احمر کے حال سے بھی کچھ واقف ہے اسنے کہا ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنے اعمالون کے باعث مارا گیا اور جہنم مین گیا اتنا مجھسے اور باقی زرین پوش سے کہو لگا اس نے نازنین کے حضور مین جا کر عرض کی شہزادی سنتے ہی آنسو بھر لائی وہ نازنین تسلی دیکر التماس کرنے لگی کہ اے شہزادی اپنے باپ کے واسطے غم کھانا اور رونا عبث ہے اسنے اپنی فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم قید شدید سے چھوٹے اب اسکو بلوا کر بخوبی ملاقات کروائیے

اس چال ... سا جنا و سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن اداسی آکر بیٹھی پہر خواص سے کہا بلاؤ جو ہین
کی نظر پڑی جھجک کر رہگیا ایکدم کے بعد آپکو سنبہالا اور شہزادی اپنے باپ کا احوال
پوچھنے لگی حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تیرے واسطے اسقدر رنج و دکھ سہے مجھکو بھی لازم ہے
کہ میری محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی سے ناامید کی امید بر لا اسبات کو سنتے ہی وہ
متفکر ہوئی اتنے مین ہمجولیون نے کہا کہ بی بی حاتم یمن کا شہزادہ ہے تمہارا اچھا نصیب ہے
جو یہ خود بخود یہان آیا تم اس سے شادی کر دوگی تو ہر طرف سے نام آوری ہے اور اپنے
باپ کا غم نکرو وہ لعنتی جادوگر تہا خوب ہوا تمام جہان کا فساد مٹا اب سر انجام شادی کیا چاہیے
شہزادی شرما کر تخت سے اٹھی اور محل مین چلی گئی مصاحبین اسکی شادی کی تیاریان
کرنے لگین سات روز تک طرح طرح رنگ کی صحبت رہی آٹھوین روز وین شب حاتم نے اپنے آبا و اجداد
کی رسمون کے موافق نکاح کیا اور خوابگاہ مین لیجا کر چاہتا تہا کہ ہمبستر ہو اور شربت وصال
پیے کہ منیر شامی شہزادہ کا حال یاد آیا خوف الہی دل مین آیا بید کیطرح کانپنے لگا ملکہ
سے جلد علحدہ ہو گیا شہزادی حیران ہو گئی کہ الہی مجھ مین کیا عیب دیکھا کہ عین وصال مین
علحدہ ہو گیا اس سے کیونکر پوچھون یہ سوچکر چپ رہگئی اسنے اس آشفتہ کو حیرت مین دیکھا
پوچھا پریشان کیون ہو خدا نکرے میری زندگی مین تجھے رنج والم ہو پہر حاتم نے کہا تو اس حرکت
سے فکرمند ہے تو بجا ہے لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھکر اپنے گھر سے منیر شامی کیلیئے نکلا
ہون وہ حسن بانو کا عاشق ہے وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے جو اسکے سوال پورے
کریگا وہ اسکو قبول کریگی چنانچہ بوجہ پورا نکرنے سوال کے منیر شامی کو نکلوا دیا وہ روتا
پیٹتا مین مین آنکلا اور ملاقات کے بعد حال بیان کرنیلگا غرضکہ اسکی بیکسی پہ میرا دل
بہر آیا اور آنسو ٹپک پڑے آخرکار تاب نہ آئی اور اسکے ہمراہ شاہ آباد مین آیا اور حسن بانو
کے سوالات کا ذمہ لیا اور اسکو کاروانسرا مین بٹہاکر جنگل کی راہ لی چنانچہ بفضلہ تین
سوال پورے کرکے چوتہے کی نوبت ہے اور اسی اتفاق سے تجھ تک نوبت پہنچی اور
تیرے عشق نے بیخود کر دیا بارے بہت خاک چھانکر یہ وقت تیرا وصال ہوا آرزو ہے
کہ تیرے باغ حسن سے گل راحت چنون لیکن مین نے قسم کہائی ہے کہ بہائی مین

تیرے کام میں دریغ نہ کرونگا اور جبتک تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا تب تک مجھے عیش و عشرت
حرام ہے بعید مروت سے ہے کہ میں عیش و عشرت میں رہوں اور وہ ملک منتظر رہے پس
مصلحت یہ ہے کہ اپنی خوشی سے مجھکو رخصت دو تاکہ شہر خوارزم کو جاکر جو تیسرا سوال پورا
کروں یہ بات سنکر شہزادی نے کہا مجھے کہاں چھوڑ جاؤگے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ
میری خبر لیتا تھا اب کیونکر گذریگی حاتم نے کہا میں تجھے یمن میں بھیج دیتا ہوں میرا باپ وہاں
کا بادشاہ ہے تجھے اچھی طرح سے رکھیگا کبھی کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی یہ بات کہکر
اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ اے قبلہ کونین اگر میری عمر وفا کرتی ہے تو اس کام سے فرصت
پاکر قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل ملکہ زرین پوش کو اپنے عقد میں لاکر خدمت عالی میں
بھیجتا ہوں یقین ہے کہ آپ بھی اسکے حال پر توجہ و الطاف فرماتے رہینگے القصہ جب یہ عرضی
تمام ہو چکی مہر کرکے ملکہ کے حوالہ کی وہ اپنی خواصوں ... سمیت یمن کو روانہ ہوئی
اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد اس شہر میں داخل ہوا اور وہاں جاکر پوچھنے
لگا کہ سچ کہنے کو ہمیشہ راحت ہے یہ کون کہتا ہے لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص یہاں کوئی
نہیں جو یہ کہتا ہو مگر بوڑھے سے یہ بات جو تم کہتے ہو لکھکر اپنے دروازے پر لگا دی ہے حاتم
نے پوچھا اسکا مکان کہاں ہے وہ بولے کہ یہاں سے دو کوس پر شہر خوارزم ہے وہ وہیں رہتا ہے
یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف کو روانہ ہوا تین پہر میں جا پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عمارت
عالی شان اور بلند کھڑی ہے اور اسکے دروازے پر یہی کلام بخط جلی لکھا ہوا ہے یہ اس
کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور دروازہ پر جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کئی دربان
دروازہ کھولکر باہر آئے اور حاتم کو دیکھکر پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے اسنے
کہا کہ میں ایک کام کے واسطے شاہ آباد سے آیا ہوں دربانوں نے یہ کیفیت آقا سے
بیان کی کہا بلا لو جب حاتم اندر آیا دیکھا کہ ایک جوان خوشرو مسند پر تکلف پر بااعتبار
سے بیٹھا ہے حاتم نے سلام کیا وہ بھی اٹھکر ملا اور تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا
انواع و اقسام کے کھانے منگواکر روبرو رکھے جب کھانے سے فارغ ہوا صاحبخانہ
نے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو اور کہاں سے تشریف لائے ہو اور کس واسطے یہاں وارد ہو

اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچے اور دکھ سہے سچ تو یہ ہے کہ دو شخصونکے سوا اس مکان پر
کوئی نہین آیا انہین کا ایک تو ہے یہ سنکر حاتم نے کہا مین یمن کا رہنے والا ہون
اور اب شاہ آباد سے منیر شامی کے کام کے لئے تم تک آیا ہون الغرض ماجرا حسن بانو پر
عاشق ہونیکا اور اسکے سوالون کے پورا کرنیکا اور اپنے مستعد ہونیکا مفصل سنایا
پھر سبب اس کتبہ کا دریافت کیا اوسنے کہا ایجوانمرد یمن کے رہنے والے تو دنیا مین
بڑے نیک نامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آتا جو اورونکے واسطے
اسقدر بار محنت اور رنج سہے تو ہی ایسا تھا جو یہ بوجھہ تو نے اپنے سر پر لیا آج رہجا کہ راہ
کا تھکا ماندہ آیا ہے قدرے آرام کر اسکی حقیقت کل کہونگا غرض حاتم رات
بھر آرام سے رہا صبح کو کہانا کہا کر کہنے لگا ارشاد کیجئے اُسنے کہا ایجوان شہر خوارزم
کو سات سو برس ہوئے ہین کہ یہان آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھہ سو برس کی ہے اور
جیسا اب ہون ویسا ہی جب تھا چنانچہ مین جواری مشہور تھا بجز قمار بازی کے دوسرا
شغل نہ تھا اتفاقاً ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسہ بھی میرے ہاتھہ نہ آیا جب
رات ہوئی تو چوری کو نکلا اُسوقت یہ بات جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گہر کیا
چوری کیجئے بہتر یہ ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ مین جاکر خوب سا مال و جواہر جو پایئے بوقت
نیم شب لایئے یہ ٹھہرا کر مین آدہی رات کے بعد بادشاہ کی حویلی مین کمند ڈالکر پہونچا کیا دیکھتا
ہون کہ ایک بھی چوکیدار نہین ہے کیا خواص کیا خواجہ سرا کوئی نہین جاگتا اور بادشاہ
بھی ایک پلنگ پر بیخبر سوتا ہے آگے بڑہا اور اسکے گلے سے گوہر شب چراغ اتار کر کمند کی راہ
سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب مین جنگل مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت کے نیچے بہت سے
چور کہین سے مال چرا لائے اور بیٹھے حصہ کر رہے ہین اتفاقاً اونہون نے مجھکو دیکھہ لیا اور میرا
حال پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے مین راستگو تھا سچ سچ کہدیا اور اس
گوہر شب چراغ کو دکہایا اسکو دیکھکر چورون کو یہ لالچ ہوا کہ میرے ہاتھہ سے چھین لین اتنے
مین ایک شخص جنگل سے پیدا ہوا اس مہیب آواز سے للکارا کہ تمام صحرا کانپ گیا
وہ اپنی جان کی دہشت سے بھاگ گئے مین تن تنہا وہان کھڑا رہ گیا وہ میرے پاس

آیا اور کہنے لگا تو کون ہے میں نے پہلے بھی سچ کے سوا اور کچھ نہ کہا تھا اُسنے بھی کہہ
وہ یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہ سب مال و متاع اس گوہر شب چراغ
سمیت میں نے تجکو بخشا لیکن تو چوری سے توبہ کر یہ بات میں نے مان لی اور جوا کھیلنے
اور چوری کرنے کی دل و جان سے توبہ کی اسکے بعد وہ تو چلا گیا میں مال و متاع کا
پشتارہ باندھکر اپنے گھر لے آیا اور ایک عمارت عالیشان بنوائی محلہ والے میرے دشمن
ہو گئے اور کوتوال سے جاکر یوں کہنے لگے خداوند کل کی بات ہے یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج
تھا آج اسکے ہاتھ اسقدر زر و جواہر کہاں سے لگا جو اتنا بڑا محل بنایا یہ بات سنتے ہی
کوتوال نے مجھے بلاکر پوچھا میں نے اسکے سامنے بھی سوا سچ کے کچھ نہ کہا وہ
مجھے بادشاہ کے پاس لیگیا میں نے اسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان کی
دہشت کچھ نہ کی یہ سخن سنکر بادشاہ نے میرے حال پر نوازش کی کہ یہ شخص
عجیب و غریب راستگو ہے کہ اسقدر زر و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہدیا
اسکی راستگوئی پر میں نے یہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اور اسنے
اور بھی زر و جواہر اپنے خزانہ سے اسقدر دیا کہ مالا مال ہو گیا اب بھی اسمیں سے
میرے پاس بہت ہے اگرچہ بہت خرچ کیا ہے اسی دن یہ اپنے دروازہ پر لکھکے
لگا دیا ہے کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہے آدمیوں کو چاہیے کہ سچ کے سوا کبھی
جھوٹ نہ کہیں بقول سعدی علیہ الرحمہ ؎ راستی موجب رضائے خداست ٭ کس
ندیدم کہ گم شد از رہ راست ٭ یہ سنکر اسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ
میں یمن کا شاہزادہ ہوں حاتم بن طے ہوں یہ سنتے ہی وہ اپنی مسند سے اٹھا اور
بغلگیر ہوا اور نہایت تواضع و تکریم کے بعد کہنے لگا سچ ہے حاتم کے سوا کون ایسا کر سکتا
ہے پھر اسنے کئی دن تک اسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام
بہت ضروری ہے اب رخصت کر اسنے نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا یہ
اپنے منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا ایکدن ملکہ زرین پوش کی صورت
سے یاد آئی ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر شاہ آباد جاؤنگا یہ ٹھہرا کر یمن کی طرف روانہ ہوا

روز کے بعد یمن کے قریب ایک تالاب پر بیٹھ گیا اتفاقاً درخت پر ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا
تھا اور آپس مین باتین کر رہا تھا حاتم نے بھی اپنے کان ادھر لگائے اتنے مین مادہ نے نر سے
کہا کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کر کہان جاتا ہے برائے خدا اسکا نر نے کہا ای نادان تو کیون بےخبر
مین حرکت کرتی ہے قیامت کے دن تو میرے کیا کام آئیگی جو مین دنیا مین ذلیل
ہون اور نیکنامی چھوڑ دون تو نے نہین سنا کہ ایک بادشاہ کسیدن شکار کو نکلا تھا ہر چند
پھر اگر کوئی شکار اسکے ہاتھ نہ لگا اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک جنگل مین جا پڑا وہان ایک
خوش طرح جگہ دیکھکر اندر چلا اور شادان و فرحان سیر کرتا ایک بنگلے کے پاس جا پہونچا وہان
ایک حوض بیچ تالاب برابر نظر آیا دیکھنے مین نہایت پاکیزہ و خوبصورت اوسکا صاف پانی اور
سے کنارہ درست بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا اور کنارے اسکے بیٹھکر ہاتھ سے پانی اچھالنے
لگا ناگاہ ایک زنجیر اوسکے ہاتھ مین آ گئی اسکو پکڑ کر جو کھینچا تو صندوق مقفل کنجی سمیت نکلا
اسنے جو اس صندوق کا قفل کھولا تو ایک ماہ جبین پری طلعت کو اسمین بیٹھا پایا بادشاہ
ڈر گیا اس نازنین نے کہا اے جوان کیون ڈرتا ہے مین بھی انسان ہون یہ کہکر نکل آئی
اور صراحی پیالہ گزک لاکر بادشاہ کے سامنے رکھدی پھر بوس و کنار کی خواستگار رہی بادشاہ
نے جو دیکھا کہ عورت چنچل اور شکیلہ ہے اور اسباب عیش و عشرت بھی مہیا ہے اسکو ہاتھ
سے نہ دیا چاہیے شراب پی اور اس سے صحبت کر کے جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اور انگوٹھی
اپنی چھنگلیا کی نکالکر اسکو دی اور یہ کہا کہ میری نشانی اپنے پاس رکھنا کہ پھر جو ملاقات ہو
تو مجھکو بھول نہ جاوے وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیونکی نکالکر بادشاہ کو دکھا
دی اور کہنے لگی کہ خدا عالم الغیب ہے اور دانا بینا سچ تو یہ ہے کہ میرے خاوند نے مجھے
محافظت کیواسطے اس جنگل مین لاکر اس باغ کے اندر صندوق مین بند کر کے حوض مین
لٹکا دیا ہے اور آپ سوداگری کرتا ہے اور میرے کھانے پینے کو بھی اس جگہ ہر ایک چیز
مہیا ہے کچھ کمی نہین اور مسافر بھولا بھٹکا خواہ بادشاہ خواہ لشکری اس باغ
مین تیری طرح آ نکلتا ہے وہ اسی طرح مجھے حوض سے نکال کر ہمبستر ہوتا ہے
پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہے چنانچہ سب انگوٹھیان میرے پاس

یہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا کوہ ندا پر اور نہانا
حوض میں اور سونابدن چاندیکی رنگ کا اور ملنا ایک پریزاد کا

زندگی نے وفا کی تو اس بات کی تحقیق کرکے پھر تجھسے ملتا ہوں ورنہ مرضی خدا کی تم کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانے کا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے وہ چار باتین نصیحت آمیز منیر شامی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر ایک
حبس بستی مین جاتا اسکے پوچھتا اے عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے
واقف ہو مجھے بتادے یہ بات سنکر لوگ حیران ہو گئے اور کہنے لگے آج تک ہم نے نام بھی
نہین سنا حاتم جوانمردی سے بن دیکھے راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ایک مہینے کے بعد کسی شہر
کے نواح مین جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ تمام مرد و زن اس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے
ہین یہ انھین کی طرف چلا انہون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے وہ سب کے سب
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے مرحبا خوب آیا تو کہان تھا ہم تیرے منتظر ہین حاتم
آگے کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنے ہین اور ایک
جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اس کو دیکھتے ہو
نہین کاٹتے اور اسقدر کیون روتے ہین انہون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہ رسم
ہے کہ کوئی شخص کیا امیر کیا غریب مرجاوے تو ہم سب اسکے جنازے کو جنگل مین لے
آتے ہین اور کھانے بہت سے تہ سے لگا کر ایک دسترخوان پر چن کے مسافر
کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آگیا تو مردے کو گاڑ دیتے ہین اور
کھانا مسافر کے آگے رکھ دیتے ہین سات روز ہوئے کہ یہ مردہ اسیطرح پڑا ہے
کوئی اب تک نہین آیا تھا ہم عجیب مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے
وقت عورتون کو بھیجتے تھے اور آپ بھوکے رہتے تھے سو الحمد للہ سات روز
کے بعد تیری صورت دیکھی اب دفن کرین گے حاتم نے کہا اگر چند روز تک کوئی مسافر
یہان نہ آوے تو اس مردے کا کیا حال ہو اور تم کس صورت سے جیو انہون نے کہا
ساتوین روز مسافر بالضرور آتا ہے اور اگر ساتوین روز تک نہ آوے تو تمام دن
روزہ رکھکر شام کے وقت پانی پیتے ہین اور ایک مردہ ایک ماہ تک نہین سڑتا حاتم
نے کہا اگر اس سے زیادہ مدت گذرے اس وقت کیا کرو گے وہ بولے

ایسا ہو تو مردے کو دفن کریں اور تمام مرد و زن چھ ماہ تک روزہ رکھیں شام کو توبہ
کریں اور روزہ افطار کریں اور بہت سی خیرات کریں تب اپنے کام میں مشغول ہوں
یہ سنکر حاتم حیران ہوا اور انہوں نے اس مردے کو تہخانہ میں اتار کر فرش بچھا کر اسپر
رکھا اور طرح طرح کے کھانے اور خوشبو کی بتیاں روشن کرکے سات بار اسکے گرد پھر
کر قدمبوس ہو کر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر
پہلے کھانے میں تو ہاتھ ڈال اور پیٹ بھر کھا تا یہ قبول ہو اور تیری [illegible]
روزہ کھولیں یہ سنکر حاتم کھانے لگا اور وہ سب بھی شریک طعام ہوئے [illegible] اسکے بعد
جو بچا ہر ایک نے اپنے گھر بھجوا دیا وہ انکی عورتوں نے کھایا پھر [illegible]
سنکر چلے اور حاتم سے کہا اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے گھر مہمان رہ [illegible]
کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے اور دو چار روز رہ سکتا ہوں [illegible]
لیگئے اور ایک مکان ستھرا اسکے رہنے کو خالی کردیا اور خورد و نوش کے لوازم خوبصورت
لونڈیاں [illegible] بھجوا دئیے حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ یہاں کی عجیب رسم ہے اگر
میں [illegible] سے فراغت پاؤں اور خدا میرا مطلب پورا کرے تو میں بھی اپنے
شہر میں جا کر اسی طرح مہمانداری کروں اور وہ عورتیں آرزو رکھتیں کہ اس جوان
کا بھی ہم میں سے جب کوئی [illegible] اس سے شوق تمام ملے اور شراب وصل خوب پئے لیکن حاتم
نے کسی طرف خواہش کی نظر سے بھی نہیں دیکھا صحبت کرنے کا تو کیا ذکر جب سات روز
گذر گئے تب ان عورتوں نے اپنے سرداروں سے حاتم کی نیک ذاتی اور نیک
نیتی کی خبر دی حاکم شہر نے اسکو روبرو بلوایا اور عزت و حرمت سے مسند پر بٹھایا اور
کہا اگر شہر میں بود و باش اختیار کرے تو مہربانی ہے اور میں اپنی بیٹی تیری [illegible]
میں دوں حاتم نے کہا کہ مجھکو ایک کام ضروری درپیش ہے اس سبب سے ناچار ہوں
نہیں ٹھہر سکتا یہ سنکر اسنے کہا کہ اگر ہم بھی اس کام سے مطلع ہوں تو تیری رفاقت کریں حاتم
نے التماس کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے ساتھ تکلیف کھینچے وہ بولا کہ اے
جوان اگر ساتھ نہیں لیتا تو اتنا کہدے کہ وہ ایسا کام کیا ہے حاتم نے کہا کہ ایک

عورت حسن بانو نامی سات سوال رکھتی ہے جو کوئی انکا بخوبی جواب دے وہ اپنا نکاح
اسکے ساتھ کرے حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اسپر عاشق ہوا ہے نہ ہو را اسکی طاقت
رکھتا ہے نہ وصال کی قدرت اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اسکے سوال پورے کرے مگر
اسکے فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا اتفاقاً ایکدن مجھسے ملاقات ہوئی مین نے جو اسے
بحال تباہ آہین بھرتا دیکھا نہایت غمگین ہوا بلکہ رو دیا آخر کار مین تابع للہ اسکا براہ خدا
اسکے لئے مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اسکے چار سوال پورے کر چکا ہون یہ پانچوین
سوال کی باری ہے اور وہ یہ ہو کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہیے اس تلاش مین چھ ماہ گذر گئے
جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر تجھکو خبر ہو تو بتا یہ بات سنکر اس دیرینہ سال
نے کہا مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ دکھن کیطرف طلسمات ہے اور پائین
طرف شہر عالیشان آباد وہان آجتک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی نہ کوئی
کسی کو روتا سنا ہے یہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا مجھے اس سمت جانا ہے وہ بولا اے عزیز
یہ سنی ہوئی راہ کیسے طے کر سکتا ہے حاتم نے کہا جو مجھے یہان لایا ہے وہ وہان بھی
پہنچائیگا اس سخن کو سنکر اس دیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر اسکے سامنے
رکھدیا حاتم نے اسمین سے خرچ راہ کے موافق لیا اور باقی فقیرون کو دیکر اسطرف
کا راستہ لیا ایک مدت کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا اور اسکے گرد و پیش کوئی
قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہے اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ اے جوان
تو کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو
جاؤن گا انہون نے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہ جا سکے گا
اس نے جواب دیا کہ جو مجھکو یہان لایا ہے وہ کریم کارساز وہان بھی پہنچائیگا پھر انہون
نے کہا کہ تو آج کی رات یہین رہ جا ہمارا دال دلیا قبول کر حاتم یہ بات سنکر ٹھہر گیا
وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اسکے وارثون نے لوگ جمع
کرکے اسے ذبح کرکے آپسمین گوشت بانٹ لیا اور یہ شخص جس نے
حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکا کر پانی کا ایک کوزہ دو چار روٹیان

حاتم کے پاس شام کے وقت لے آیا اور کہنے لگا کہ اے مسافر اسکو کھا کہ کبھی ایسی
نعمت نہ کھائی ہوگی حاتم نے کہا کہ اے عزیز چرند اور پرند جو حلال ہیں میں نے کھائے
ہیں یہ کسکا گوشت ہے جو میں نے نہیں کھایا اُسنے کہا البتہ تو نے جانوروں کا گوشت
کھایا ہوگا لیکن یہ آدمی کا ہے ایسا نہ کھایا ہوگا حاتم نے یہ بات سنکر کہا کہ تم آدم خور ہو
مجھے ڈرنا چاہیئے شاید کسی مسافر کو تمنے مارا ہو اسکا گوشت کھایا چاہتے ہو معلوم ہوتا
ہے کہ تمہارا یہی قاعدہ ہے کہ جو مسافر بھولا بھٹکا یہاں آ نکلتا ہے تم اسکو ذبح کرکے
گوشت بانٹ کر کھا لیتے ہو وہ بولا اے مسافر توبہ کر خدا سے ڈر مسافروں کو مار کر ہم نہیں
کھاتے حاتم نے کہا یہ طرفہ ماجرا ہے کہ تو آپ ہی کہتا ہے کہ گوشت آدمی کا ہے پس
کوئی اپنے ہمجنس کو ذبح کرکے نہیں کھاتا مگر جو اس شخص نے جواب دیا کہ یہ تو غلط سمجھا
ہے ہمارے ملک کی یہ رسم ہے کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہے اسکے قبیلے کے لوگ اس کو ذبح
کرکے آپس میں گوشت کے حصے کر لیتے ہیں چنانچہ اس سبب سے ہمارے شہر
میں اپنی موت سے کوئی نہیں مرتا اور نہ قبر بنتی ہے حاتم نے اس خبر کو سنکر کہا
لعنت خدا کی تمہاری رسم پر اور تمہارے شہر پر خدا کے حکم اکثر بیماروں کو اچھا
کرتا ہے اور اکثر اچھوں کو بیمار ڈالتا ہے لیکن جو کسل مند ہو تم اُس کو ذبح کرکے کھا
جاتے یہ فعل کس قوم میں درست ہے یہ کیا ظلم ہے اس حرکت سے سب کے سب
گنہگار ہوتے ہو اور ہزاروں خون تمہاری گردن پر ہوتے ہیں تمہارا دیکھنا روا
نہیں یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر
مارے بھوک کے زمین پر تڑپ رہا ہے یہ حال دریافت کرکے اسنے ہرن کو شکار
کیا اور شیر کے آگے ڈالدیا اسنے بخوبی تمام پیٹ بھر کھایا پھر سجدہ شکر ادا کرکے
جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بھی کچھ کباب کرکے کھایا ایک تالاب پر جاکر پانی
پیا اور درگاہ الٰہی میں سجدہ شکر ادا کرکے آگے کا راستہ لیا جب کسی جنگل میں
کچھ میوہ و دانہ نہ پاتا اسیطرح شکار کرکے گوشت کھاتا چند روز کے بعد ایک آبادی
نظر آئی اسکی طرف چلا جب قریب پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ

میدان مین آگ جلاکے اسکے گرد کھڑے ہین اسنے بڑھکر پوچھا اے یارو یہ کون سا ملک
ہے اور تم کون ہو اس جگہہ اتنی لکڑی جمع کرکے آگ کیون جلائی ہے انہون نے کہا اے
فقیر تو اپنی راہ لے تجھے اسکے دریافت کرنے سے کیا حاصل یہان کچھ سوئی نہین ہوتی
جو ہم تجھے دین ہماری قوم سے جو ایک شخص مرگیا ہے اسکی جورو اس کے ساتھ جلتی ہے
حاتم نے کہا اے یارو تم اس مردے کو زمین مین نہین گاڑتے اور اس غریب عورت کو
جیتے جی کیون جلاتے ہو انہون نے کہا اے عزیز معلوم ہوا کہ تو یہان کا رہنے والا نہین
یہ ملک ہندوستان ہے یہان کی یہی رسم ہے حاتم نے کہا یہ رسم نہایت بد ہے یہ کہکر وہان
سے رخصت ہوا اور کسی گانون مین جا پہنچا ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک کٹورہ
دودھ کا اور ایک میٹھے پانی کا لایا اور کہا ان دونون مین سے جسے چاہے اسے پی
لے حاتم نے دونون پیالے پیئے پھر کہا اے مسافر اسوقت میرے گھر مین اچھے خوشبودار
باسمتی چاول پکے ہین بلکہ تیار دھرے ہین اگر تو کہے تو وہ لے آؤن اس کے ساتھ
کھانا نہایت مزہ پائیگا حاتم بولا کہ نیکی کا پوچھنا کیا ہے دل مین اسکی ہمت پر آفرین
کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھالی مین مٹھائی لے آیا حاتم نے بخوبی کھایا اور رات
کی رات اسی گانون مین بستر کیا صبح ہوتے ہی اس ہندو کی جورو نے آکر رسوئی کی
تیاری کی اور کہا کہ کچھ اسمین سے کھاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا کہ راہ کی ماندگی دور
ہو یہ بات سنکر حاتم نے ان دونون سے کہا کہ تمہاری ہمت پر آفرین ہے یہ بات
سنکر انہون نے نہایت عجز سے کہا ہمسے تمہاری خدمت کب ہوئی یہ کھانا معمولی لڑکون کا
موجود تھا وہی ہم بے تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان رہو تو البتہ ہم اپنی مقدور کے
موافق کچھ خدمت بجا لائین حاتم کے واسطے ایک پلنگ تکلف سے بچھایا اور اسکے آگے
فرش بھی ستھرا صاف کر دیا پھر اقسام اقسام کے کھانے پکوا کر اسکے سامنے رکھدیے
اور کہا کہ اسمین سے کچھ نوش جان فرمایئے تو عین احسان و مہربانی ہو حاتم نے تو ایسے
کھانے کبھی نہ کھائے تھے ان کو کھا کر بہت محظوظ ہوا اور بہت تحسین و آفرین
کرکے کہنے لگا کہ یہ ہندوستان ہو عجب گلستان ہے مگر یہان کی رسم بد ہے

کہ زندہ عورتون کو موے خصم کے ساتھ جلاتے ہین اسکو سنکر انہون نے کہا کہ زن
و شوہر چونکہ باہم الفت رکھتے ہین بلکہ آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ہین اس لئے
حیف سمجھ کہ خاوند مرے اور جورو جیتی رہے ہم بزور نہین جلاتے وہ اپنی خوشی سے آپ
جلتی ہے اتفاقاً وہان کا رئیس بیمار ہوکر دو چار ہی دن مین مرگیا اسکی چار جوروین
تھین اور پہلی بی بی کا ایک لڑکا بھی تھا جب اسکی ارتھی بنا کر لے چلے تب وہ چارون
کمخواب کے لہنگے پہنکر لال تاش کی ساریان باندھکر گہنے پاتے سے آراستہ ہوکر پھولون
کے ہار گلے مین ڈالکر بالون کو بکھیرکر ساتھ ہوئین قبیلے والے لوگ انکے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بھری
پڑی ہو تمہین جلنا مناسب نہین انہون نے کسی کا کہنا نہ مانا تب حاتم انکے پاس جاکر
کہنے لگا کہ اے بیبیو اور دلہنو تمہین شرم نہین آتی جو اپنے گھر سے نکلکر نامحرمون مین آتی ہو
اور ایک مردے کے ساتھ جلا چاہتی ہو وہ یہ سنکر کہنے لگین کہ اجی تو ان سمجھے ہمین دیکھنے
سے حیا نہین آتی ہم تو مردے ہین ہمکو تیری پردے کی خبر نہین کیونکہ وہ کونسا دن
تھا جو ہمنے اس مردے کے ساتھ عیش و آرام کیا تھا اب جو وہ مرگیا ہے تو ہم اس
سے جدا ہون اور جیتے رہین یہ بات محبت اور مروت سے دور ہے اسکے سوا
تمام عمر آتش غم مین جلنا پڑے گا اس سے بہتر ہے کہ اسکے ساتھ ہی جل بجھین جو
تمام عمر کے غم سے چھوٹین گے پرمیشر جانے کیونکہ اس بات سے جی ڈرتا ہے کہ
کہین شیطان اپنے مکر سے وسوسہ نہ ڈالے کہ جسکے سبب سے اپنے سوامی کو بھولکر
کسی طرف بدنظر دیکھین اور اپنی اپنی زندگی پر لعنت ہو غرض انہون نے حاتم کا کہنا
نہ مانا اور دیوانون کی طرح ادھر ادھر دیکھتی بھالتی وہان تک پہنچین پھر اس مردے کو
چتا مین رکھکر اور آپ ہنستی ہوئین کسی نے اسکا سر زانو پر رکھا اور کسی نے پاؤن
گود مین لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی تب حاتم نے جانا کہ یہ اس آگ سے ڈرکر
بھاگ اٹھینگی یہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی اسکے ساتھ جلکر راکھ ہوگئین حاتم یہ احوال
دیکھکر گھبرایا اور افسوس کرنے لگا جب وہ اپنے گھرون کو چلے تب حاتم بھی ہندون
کے ساتھ آیا اسنے کہا یہ عورتین اپنی خوشی سے جلتی ہین کوئی انپر جور و ظلم

نہین کرتا اور محبت کی شرط یہی ہے حاتم نے کہا یہ سچ ہے اور وفاداری کا بھی یہی طریقہ
ہے غرض کئی روز کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ اے یارو مجھے کوہ ندا کی طرف جانا ہے
رخصت کرو یہ بات سنکر ہندوؤن نے کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہان سے بہت دور ہے
تو نہ پہنچ سکیگا حاتم نے پھر کہا اے عزیزو مجھے رخصت کرو یہ کہکر گاؤن گاؤن ملک ملک
کی سیر کرتا ہوا اتر کی طرف پہنچا ایک شہر دکھائی دیا جب قریب جا پہنچا تو لوگون کو
دیکھا کہ بہت سے جمع ہین اور شور وغل کرتے ہین اسنے جا کر پوچھا ارے یارو اس
شور وغل کرنے کا کیا سبب ہے کسی نے کہا یہان کے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے
اور ہم سب چاہتے ہین کہ اسکے خاوند کو اسکے ساتھ جیتا گاڑ دیجئے وہ اس بات کو قبول
نہین کرتا اسی واسطے یہ شور وغل ہے حاتم نے کہا تمہارا رئیس کہان ہے مجھے اسکے
پاس لے چلو مین اسسے کچھ کہونگا یہ بات سنکر وہ اسکو اپنے سردار کے پاس لیگئے حاتم
نے اسکو دیکھتے ہی کہا اے بزرگ تمہاری یہ کیا رسم ہے جو جیتے کو مردے کے ساتھ
گاڑتے ہو اور پھر اسپر یہ غضب کہ وہ غریب راضی نہین زبردستی کرتے ہو اور خدا
سے نہین ڈرتے ہو وہ بولا اے عزیز یہ جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر
مین وارد ہوا تھا چندے وہ یہان رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور رفتہ رفتہ ہم لوگون مین
ملگیا اور اس شہر کا دستور ہے کہ جب تک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہین آتا تب تک
ہم لوگ اپنی رضا و رغبت سے نہین بیاہتے جب تک کہ آپس مین عشق و محبت ہوکر حد سے
گذر جاے یہان تک کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم مین سے مر جاویگا
تو اسکے ساتھ دوسرا گڑیگا تب ہم دونون بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہ جوان بھی رسم سے
آگاہ ہو کر اس لڑکی پر عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب اسکے ساتھ
دفن کرتے ہین یہ کیا انصاف امر ہے کہ ایک مدت تک چین کرتا رہا اور
اسکے باغ جوانی سے گل مراد لوٹتا رہا اب جو مر گئی تو یہ اپنی خوشی سے اس کے
ساتھ نہین گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہین رہتا تمہین بتاؤ کس کا
قصور ہے ہم زبردستی کسیکو نہین گاڑتے اگر [illegible]

ظالم ہے تو ہی پوچھ کہ اپنے قول سے یہ کیون پھرتا ہے یہ بات سُنکر حاتم اُسکے پاس گیا اور کہنے
لگا اے جوان تو کسلئے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا کبتک جئے گا آخر مرنا ہے بہتر ہے کہ جو کچھہ
کہا ہے اوسپر ثابت قدم رہ اسنے کہا اے جوان تو بھی ان ہی مین مل گیا اپنے شہر کا دستور
بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین کیا کہون تو آپ ہی قرار کر چکا ہے اب پھرنے
سے تجھے شرم نہین آتی اسنے کہا یہ مجھسے کبھی نہو گا جو مین ان کا کہا مانون اور جیتے جی
مُردے کے ساتھہ گڑون حاتم نے معلوم کیا یہ سب کے سب اسے گاڑے بغیر نہین رہینگے اور
یہ بھی اپنے خوشی سے نہ گڑیگا اس بات کا لحاظ کرکے اپنی بولی مین کہا تو خاطر جمع
رکھہ مین تجھے نکال لونگا پر اب انکے سامنے گڑ اسنے کہا کہ تیرے نکالنے تک کیونکر جیتا
رہونگا حاتم نے تسلی کر کے لوگون سے کہا کہ یارو یہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین کہتا ہے
کہ ہمارے شہر کا دستور ہے کہ قبر حجرے کی طرح پر بناتے ہین اگر یہ طرح بناتین گے
تو مین اپنی خوشی سے گڑونگا اس سخن کو سنکر وہ کہنے لگے کہ یہ بات حاکم سے
تعلق رکھتی ہے ہم کچھہ نہین کر سکتے وہ جو کہے گا وہی کرین گے حاتم اُن سبھونکو ان کے
حاکم کے پاس لے گیا وہ کہنے لگا خداوند یہ شخص گڑنے پر راضی نہین اور کہتا ہے کہ
جسطرح میرے ملک مین قبر بنتی ہے اگر اس ڈھب کی قبر بناؤ گے تو مین قبول
کرونگا حاکم نے کہا کس طرح کی بنتی ہے حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری
کی طرح بہت بڑی کہ جسمین دس بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہ بات حاتم
کی زبانی سننے سے حاکم سرنگون ہوا اور کہا کہ جسطرح یہ کہے ویسی ہی اسکے کہنے کی کرو
یہ سنکر وہ لوگ پھر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنوائی تب حاتم نے لوگون کی آنکھہ
بچا کر اس سے کہا کہ تو اندیشہ نکر وقت شب تجھکو نکال لونگا وہ اس کلمہ سے راضی
ہوا اور لوگون سے کہنے لگا اے یارو اب دیر نکرو کہ جو تم چاہتے ہو مجھے قبول ہے
آخر انہون نے ان دونون کو قبر مین گاڑ دیا اور ایک پتھر سے اسکے منہ کو بند کر کے
مع حاتم شہر کو گئے پھر اسکی مہمانداری کی اور ایک مکان ستھرا سا رہنے کو دیا حاتم
پھر رات ہونے کا منتظر تھا کہ کسی طرح سے اس شخص کو قبر سے باہر نکالے جب رات ہوئی

اور گھر والے سو رہے حاتم اپنے بچھونے سے اوٹھا اور اس گور کی طرف چلا اس
ملک کا یہ دستور تھا کہ تین روز تک مردہ کی قبر پر انکے وارث تمام رات جاگا کرین
اور گھر نہ آئین عورت کا مونھ نہ دیکھین چنانچہ اسی سبب حاتم کو قابو نہ ملا چوتھے روز حاتم
اس گور پر گیا اور وہ شخص جو اسمین دفن ہوا تھا حاتم کو بہت سخت و سست کہہ رہا تھا
الغرض حاتم نے پکارا وہ نہ بولا جانا شاید مر گیا پھر پکارا کہ اے جوان مین تجھ لئے آیا
ہون اس نے جواب دیا حاتم پھر پکارا پھر بھی بولا حاتم کو یقین ہوا کہ بیشک مر گیا
کمال افسوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا تیسری بار بآواز بلند پکارا اے جوان اگر جیتا
ہے تو جواب دے ورنہ مین ایفاد عدہ وفا کر چکا تو تا قیامت یہین رہیگا وہ یکایک چیخ مارا
اور نا بیان کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے شخص تو کون ہے حاتم نے جو اسکی آواز سنی
سجدہ شکر بجا لایا اور کہا کہ مین وہی ہون جو تجھ سے وعدہ کر گیا تھا یہ کہکر خنجر سے قبر
کھود کر نکالا اور بعد ایک ساعت کے کھانا کھلا کر کہا کہ اب جدہر تیرا منہ اوٹھے چلا جا اس نے کہا
کہ میرے پاس خرچ نہین حاتم نے کئی درہم دیکر رخصت کیا اور اس قبر کو درست
کرکے اپنی جگہہ آکر سو رہا صبح کو اوٹھکر لوگون سے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ بتلاؤ مین
جاؤنگا اونہون نے کہا جاؤ یہان سے قریب ہے تھوڑے فاصلہ پر ایک دوراہا ملیگا اگر داہنی
طرف جائیگا منزل مقصود پر پہنچیگا حاتم ان سے رخصت ہوا اور دس روز تک رات دن چلا
کیا بعد طے منازل گیارہوین دن اسی دوراہے پر جا پہنچا اور اسکی نصیحت کو بھولکر
بائین طرف چل نکلا حیف ہے کہ جس راہ کو اس نے منع کیا تھا اسی پر جا پہونچا اور
دو دن کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام جانور درندے کیا گزندے بھاگے ہوے چلے آتے
ہین یہ ایک کونے مین کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ شاید کوئی بھیڑیا یا کوئی درندہ پیچھے پڑا ہے
جو اپنا جی چھوڑکے گرتے پڑتے چلے آتے ہین یہ سمجھکر درخت پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے
کہ بڑے بڑے ہاتھی اور گینڈے بھی گھبرائے ہوے بے اختیار دوڑے چلے
آتے ہین اور ان کے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور مہیب صورت چراغ سی
آنکھین سر پر دم چھتر کیے ہوے چلا آتا ہے حاتم ڈرا کہ کوئی بلاے عظیم ہے

کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور درندے بھاگے چلے آتے ہین مین غریب کس شمار مین
ہون مستعد ہو کر خنجر نکال لیا اتفاقاً وہ جانور اسی درخت کے نیچے آیا اور آدمی کی
بو پاتے ہی غرّا کر اچھلا حاتم نے ایک خنجر ایسا مارا کہ دونون ہاتھ قلم ہو گئے گر پڑا
اور پھر سنبھلکر نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان
نکل پڑین زمین پر گرا اور گرتے ہی پیشاب کر کے دُم کو اس مین بھگو کے ہلانے لگا
جہان جہان اسکی بوندین پڑین وہان آگ لگ گئی جب اُس درخت کے پاس
پہونچی حاتم جست کر کے ایک چشمے مین جا پڑا اور وہ جانور رہ گیا جب وہ آگ بجھ گئی
تب حاتم اس پانی سے نکل کر اس درخت کے نیچے آیا اور اس جانور کے دانت جو خنجر
کے برابر تیز تھے اُکھاڑ لیے اور دُم دونون کانون سمیت کاٹکر ترکش مین رکھ
لیے اور چل نکلا کئی دن کے بعد ایک قلعہ دکھلائی دیا اُسی طرف متوجہ ہوا جب
نزدیک پہنچا تو سنسان دکھلائی دیا اسکے کنگورے آسمان سے لگے دیکھے اور بڑی بڑی
عمارتین آئینہ دار اسمین چمک رہی ہین اور چوپڑ کا بازار نہایت ستھرا اور صاف
آراستہ ہو رہا ہے اور سب دوکانین موجود ہین مگر آدمی کا نشان مفقود یہ دیکھکر حیران
ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کوئی بلا دیو اس شہر مین آیا ہے کہ جسکے ڈر سے یہان کے
لوگ دوکانین چھوڑ بھاگے یہ سوچکر آگے بڑھا سو قدم آگے خاص قلعۂ شاہی مین پہنچا
اُسمین بادشاہ اپنے اہل و عیال اور اجناس سمیت رہتا تھا دو چار نوکر بھی پاس
دروازون کے دریچون مین بیٹھے تھے حاتم کو دیکھکر بولے کہ مدت کے بعد ایک مسافر
شہر مین آیا ہے دوسرے نے کہا کہ اسکو پکارو کہ ادھر آوے یہ بات سنکر ایک شخص
نے پکارا حاتم ایک دریچہ کے پاس کھڑا ہو رہا بادشاہ نے کھڑکی مین سے سر نکالکر کہا کہ
اے جوان تو کہان سے آیا اور کہان جائیگا حاتم نے کہا کہ مین یمن کا رہنے والا ہون
یمن سے ہو کر شاہ آباد سے آیا ہون کوہ ندا کو جاؤنگا یہ بات سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان
تو راہ بھول گیا جو بائین طرف سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہان لائی ہے حاتم نے
کہا کہ مرضی حق پر راضی ہون لیکن اے شخص تو اپنا ماجرا کہہ کہ یہان کا

بادشاہ ہون اور اس ملک مین چند روز سے ایک بلاے عظیم آتی ہے اسکے سبب سے
کیا رعیت کیا سپاہ چہوڑ چہوڑ کر چلے گئے اور شہر ویران ہو گیا لیکن مین بہی مجبور
ہون کیا کرون کیونکہ شیر کی طاقت نہین جو عہدہ برآ ہو سکے اور مین اپنی حرم و بچہا سے
اہل و عیال سمیت قلعہ مین بند ہو گیا ہون طاقت نہین رکہتا کہ اسے مار ڈالون ناچار ہو کر گوشہ
گیری و توکل بخدا کی حاتم نے کہا ای بادشاہ وہ بلاے ناگہانی کیا کوئی دیو ہی یا کوئی درندہ
عظیم ہی کہ کوئی اسکی تہاہ ہی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا مسکن کوہ قاف مین ہی مگر تہوڑے
دنون سے یہان اسکا گذر ہونے لگا ہی اسی کے باعث سے تمام ملک ویران ہو گیا
ہے ہر روز اس کو ایک وقت آنا اور دو چار آدمیونکو کہا کر چلے جانا آج تک قدم
قلعہ مین نہین آیا اسواسطے کہ گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام بہری رہتی ہی معلوم
نہین وہ کیا ہے یہ سنکر حاتم بولا اے بادشاہ تجہے مبارک ہو مین نے فلان جنگل مین
اسکو مارا خدا مسبب الاسباب ہی کہ مین کوہ ندا کی راہ بہولکر بائین طرف آ نکلا حاتم
نے پہر تمام ماجرا اس جانور کا اور اپنا بیان کیا اس بات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ
سے اترا اور حاتم کو اپنے گلے لگایا اندر لیگیا بعزت تمام مسند پر بٹہایا اقسام اقسام
کے کہانے منگوا کر اسکے سامنے چنوائے حاتم نے بخوبی تناول فرمایا اور بادشاہ
بہی اسکا شریک طعام رہا پہر آپ خاصہ منگوا کر نوش جان کیا اور اسکو بہی کہلایا اسکے
بعد کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا مار گئی حاتم نے اسکے دانت اور دم اور کان
ترکش سے نکالکر دکہلائے بادشاہ انکے دیکہتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت
شکر گذاری کی پہر ہر طرف لوگون کو شقے پروانے بہیجے کہ وہ بلا دفع ہوئی تم بیدہڑک آکر
اپنے ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی اور
عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھ کرو کہ کوہ ندا کا راستہ بتا دے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان
یہ شہر اب خدا کے فضل سے آباد ہو جائیگا اسے اپنا ہی سمجہو یہین رہو بود و باش اختیار کرو
مین اپنی بیٹی تمہاری خدمت مین دیتا ہون اسے قبول کرو حاتم نے کہا جبتک
بعض بندگان خدا کے کامون سے فراغت نہین پاتا عیش کو حرام جانتا ہون

بادشاہ نے کہا چہ کلام سنکر کہا آفرین تیری ہمت پر ایک مہر دیکر رخصت کیا حاتم اُس کے
ساتھ ہو تھوڑی دور جا کر وہ کہنے لگا اے حاتم کوہ ندا کی یہی سیدھی راہ ہے حاتم ادہر
متوجہ ہوا پھر ایک شہر آباد میں جا پہنچا وہان کے لوگ اسکو حاکم کے پاس لیگئے اُس نے
اُٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ اے مسافر تو کہان سے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ
تشریف لائے تھے اب تجھکو دیکھا اسکا حال سچ کہہ حاتم نے کہا مجھکو حسن بانو برزخ سوداگر
کی بیٹی نے بھیجا ہے کہ تو جا کر ٹھیک ٹھیک خبر لا حق تو یہ ہے کہ مین نے بہت رنج اوٹھائے
اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اس بھید سے واقف ہو تو عنداللہ کہدو
عین بندہ نوازی ہے اور مسافر پروری کیونکہ میرے نصیب راحت سے مبدل ہوجائین
رئیس شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا راز نہین جو سرسری بیان ہو سکے اگر تو
چند روز یہان رہیگا تو معلوم ہوجائیگا حاتم نے کہا بہت اچھا حاکم نے اسکے رہنے کو
مکان عالیشان دیا اکثر آپ بھی شریک صحبت رہتا ایکدن سو دو سو آدمیون سمیت حاتم
بیٹھا ہوا کچھہ باتین کر رہا تھا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا بیان کرنے لگے جس قلعہ کی ہر ایک
دیوار آسمان سے باتین کر رہی ہے اس سے خود بخود ایک آواز ہوتی ہے یہ اسی
گفتگو مین تھا کہ ایک آواز اس پہاڑ کیطرف سے آئی یا اخی یا اخی اس مجلس مین
سے ایک جوان خوش رو دوڑا لوگون نے اسکے وارثون سے جا کر کہا کہ فلان شخص کی
کوہ ندا سے طلب ہوئی ہے وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے دیکھا کہ اسکا تمام منہ سرخ
ہو رہا ہے لوگ اسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا تھا یہ حال دیکھکر
حیران ہوکر حاتم پوچھنے لگا اے یارو جوان کو کیا ہوا ہے کہ دوڑا جاتا ہے نہ کچھہ کہتا
ہے نہ سنتا ہے لوگون نے کہا اسکو کوہ ندا سے آواز آئی ہے شتابی آ حاتم نے معلوم کیا کہ
کسی نے بلایا ہے جو اودھر جاتا ہے اسباتکو سوچکر اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ ای بھائی یہ مروت سے
بعید ہے جو تو نہین بتاتا برائے خدا کہدے کہ کسکے بلاؤ پر ہم سب کو چھوڑے جاتا ہے غرضکہ ہر چند
حاتم نے سر ٹپکا اسنے کچھہ جواب نہ دیا اور ہاتھ جھٹکا کر بھاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پہونچا حاتم بھی
لپکا مگر وہ نظرون سے پہاڑ ہی غائب ہوگیا اُس نے ہر چند نظر گاڑ کر دیکھا پتھرون کے

سوا کچھہ نظر نہ آیا بہت حیران ہوا آخر سب لوگون کے ساتھہ شہر مین آیا حاصل یہ ہی کہ ہر شخص اپنے گھر کو آیا پر کوئی اسکے واسطے نہ رویا بلکہ بہت سا کھانا وغیرہ حاتم نے پوچھا تم مین سے کسی کو معلوم ہی کہ اسپر کیا گذری اونہون نے جواب دیا تو بھی موجود تھا جو تو نے دیکھا یہ سنکر چپ ہو رہا اور اس جوان کیواسطے آبدیدہ ہوکر کہنے لگا افسوس دنیا ہیچ ہے انھون نے کہا اے شخص ہمارے ملک کی یہی رسم ہی اگر ایسا کریگا تو نکالا جائیگا حاتم دل مین کہنے لگا کہ حسن بانو کو کیا جواب دونگا غرض چھہ مہینے حاتم کو اور رہگئے اور اس عرصہ مین اسیطرح سے پندرہ آدمی پہاڑ کی طرف گئے اتفاقاً ایک شخص حاتم نامی وہان تھا حاتم مین اور اس مین نہایت دوستی تھی کہ ناگاہ کوہ ندا اسکے قلعہ سے آواز آئی (یا اخی یا اخی) اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ متوجہ ہوا اور اسے گھیر لیا تب حاتم کہنے لگا یہ بھی اسیطرح جائیگا افسوس ہے کہ مجھکو اس سے محبت ہوگئی تھی یہ بھی جدا ہوتا ہے مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسکا ساتھہ دینا مجھکو ضرور ہے جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہان کے لوگون سے کوہ ندا کا حال مفصل معلوم ہوا یہ بات ٹھہرا کر کمر کسکر باندھی اور اسکا ہاتھہ پکڑکے پہاڑ کیطرف دوڑا ہر چند کہتا تھا کہ بھائی یہ کیا احوال ہے تجھے کون کھینچے لئے جاتا ہے وہ کچھہ جواب نہ دیتا تھا آخر کار جھنجھلا کر بولا کہ اے بیمروت یہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک بات آپسمین ہے تیری زبان کیون بند ہوگئی ہیچ کہہ تجھے کون لیے جاتا ہے اور کدھر جاتا ہے اسنے کچھہ بیان نکیا بلکہ حاتم کے ہاتھہ سے اپنے تئین چھوڑانے لگا اور اتنا زور کیا کہ اس کے ہاتھہ چھوٹ گئے اور حاتم زمین پہ گر پڑا تب وہ چلا اور حاتم اس کے پیچھے چلا گیا اور دونون آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہونچے حاتم نے اوچھل کر زور سے اس کی کمر پکڑی ہر چند اسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن جدا نہ کرسکا اسیطرح دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہنچے جو ہین قلعہ کے نزدیک گئے ایک کھڑکی دکھائی دی وہ دونون لپٹے لپٹائے اسکے اندر چلے گئے اور لوگون کی نظرون سے غائب ہوے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے

شہر مین آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اسی پہاڑ پر چلا گیا اس
بات کے سنتے ہی حاکم غصہ ہو کر کہنے لگا کہ وہان آجتک کوئی بے بلائے اس پہاڑ پر
نہین گیا تمنے اسکو کیون چھوڑا اور کس واسطے جانے دیا یہ پاپ اس غریب کا
تمہاری گردن پر ہے انہون نے عرض کی خداوند ہمنے اسکو بہت سمجھایا کہ تو وہان
نہ جا مگر ہمارا کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہے مین اسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑونگا
بلکہ جو مصیبت اسپر پڑیگی مین بھی اسمین شریک ہونگا غرض حاتم اور وہ جوان ایک میدان
وسیع مین پہنچے وہان ایک سبزہ زار نظر آیا کہ نظر کام نہ کرتی تھی گویا فرش زمردین چارطرف
بچھا ہے تھوڑی سی زمین اسمین خالی تھی وہ جوان اسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤنکے رکھتے
ہی چیت گر پڑا حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اوٹھائے اتنے مین اسکا منہ زرد ہو گیا
آنکھین پھر گئین ہاتھ پاؤن سخت ہو گئے اسکا یہ حال دیکھکر حاتم نے اپنے دل مین کہا
یہ مر گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ اسمین زمین شق ہو گئی وہ
جوان اسمین سما گیا اور وہ جگہ برابر ہو گئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے سجدہ کیا اور کہا
کہ دنیا فانی ہے سب کو فنا ہے واقعی اب کوہ ندا کی کماحقہ کیفیت معلوم ہوئی لیکن اب
یہان سے چلئے یہ دھن باندہکر روانہ ہوا اور تمام دن پھرا مگر اس کھڑکی اور قلعہ کا
کھوج نہ ملا خدا جانے وہ کھڑکی کیا ہوئی اور قلعہ کدہر گیا سات روز تک حیران و
سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہو کر دل مین کہنے لگا کہ اے
حاتم تیری یہان موت لائی ہے جو بے بلائے آیا کیونکہ نہ وہ قلعہ نظر آتا ہے نہ وہ
پہاڑ نہ وہ شہر اتنے مین ایک دریا کے کنارے جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑی زور
شور سے بہہ رہا ہے اور چھوڑ نہین ملتا یہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ الٰہی اب
اس سے کیونکر پار ہون تیرے سوا کون بیڑا پار کریگا اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادہر
ہی چلی آتی ہے اسنے جانا کہ کوئی ملاح لئے چلا آتا ہے جب کنارے آ لگی تو اسپر
دیکھا کہ کوئی ملاح نہین متعجب ہو کر شکر خدا کا بجا لایا سوار ہو گیا دیکھتا ہے کہ ایک
دسترخوان مین کچھ لپٹا دھرا ہے بھوکا تو تھا ہی فوراً اسکو اٹھا کر کھولا تو دو عدد نان

اور مچھلی کے کباب گرما گرم تلے چاہا کہ کھائے ساتھ ہی یہ دھیان آیا کہ شاید ملاح نے
اپنے واسطے رکھا ہوا تھے ہیں ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا ای حاتم یہ تیرا
حق ہے بے اندیشہ کھا یہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے کھاکر پانی پیا اور شکر کیا وہیں ایک
آندہی ایسی چلی کہ تین دن میں کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اترا اور متوجہ شہر کا ہوا
حاتم نے چاہا کہ اگر شہر ملے تو انکی حقیقت لوگوں سے بیان کیجئے حتی کہ ساٹھ شبانہ روز
چلتے چلتے گذر گئے کہیں سراغ نہ ملا سرگردان چلا جاتا تھا کہ پہاڑ نظر آیا تین دن کے
بعد اسکے نیچے پہنچا اور جس پتھر کو اٹھا کر دیکھتا ہی اسکے نیچے لہو بہتا ہوا پاتا فکر کرنے
لگا کہ کس سے پوچھوں ناچار پہاڑ پر چڑھا اور بارہ دن کے بعد اسپر چڑھ گیا تو ایک
میدان کف دست دکھائی دیا کہ وہاں کی خاک مرجان جیسی ہے اور پرند بیر بہوٹی
کیطرح لال ہو رہے ہیں حاتم بھوک پیاس بھول گیا اور قدم بڑھایا کچھ کوس تک چلا
ہی گیا کیا دیکھتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہرین مار رہا ہے اور اسمین جتنے جانور ہیں ایسے
سرخ ہو رہے ہیں گویا لہو سے بنے ہیں گھبرایا کہ الہی دریا سے کیونکر پار ہونگا ناچار
کنارے کنارے چلا کہیں سے اترنے کا قابو نہ پایا جب بھوک لگتی تو شکار کر کے
کھاتا جب پیاس لگتی تو قطرہ منہ میں رکھ لیتا ایک مہینہ اسیطرح گذر گیا ایک
اس جگہہ پہنچا کہ جہاں دریای خون کے سوا زمین نہ تھی نہ درخت نہ چرند نہ پرند دل
میں کہنے لگا اے حاتم ایک مہینے تک تو نے یہ رنج سہے کہ پانؤن چلکے تھک رہے
پر کنارا نظر نہ آیا اگر دس برس تک یونہیں پھر لیگا دریای خون کے سوا کچھ
نہ دیکھیگا خدا کے کارخانہ میں دم مارنا آسان نہیں ہے اور جن جن چیزونکو اسنے
چھپایا ان کا کھولنا امکان نہیں اگر وہ فضل کرے تو یہاں سے صحیح و سلامت منزل
مقصود کو پہنچے ورنہ کچھ تدبیر نہیں ہو سکتی افسوس وہاں بیچارہ منیر شامی تیری
راہ تک رہا ہے اور تو اس گرداب میں پڑا سسک رہا ہے لیکن اس سے سخت
حیرانی ہے کہ کوہ ندا کی خبر حسن بانو کو کیونکر ملی جو اسکی خبر لانیکے لیے لوگوں کو بھیجتی ہے
اور بیابان محنت میں ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر اسکی خبر لینے کو آئی ہونگی نزا جا

بھر گئے ہونگے اتنے مین سو چکر کہنے لگا کہ تو کچھ اپنے حظ نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا بلکہ ایک بندہ خدا کیلیے یہان تک آیا ہے اُس کے کرم سے امید رکھہ اس بلاسے نجات دیگا البتہ وہ مراد کو پہونچا دیگا اس تفکر مین کوئی چیز دریا مین نمود ہوئی حاتم اسکی طرف بغور دیکھنے لگا اتنے مین وہ نزدیک آئی دیکھا تو ایک کشتی ہے حاتم بسم اللہ کہہ کر سوار ہوا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائے بے تامل انہین کھایا اور خدا کی حمد بجالایا جب کشتی منجدھار مین پہنچی زور سے ہوا چلنے لگی اور لہرین مانند شعاع کے بلند ہونے لگین حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آنکھین بند کر کے ناؤ مین لیٹ رہا قریب تھا کہ پھر اس ہو جاوے اور خوف سے ڈوب جاوے غرض سات روز تک اسیطرح گذرے آٹھوین روز کشتی کنارہ پر لگی حاتم اوترا اور کشتی الٹی پھر گئی یہ کنارے کنارے چلنے لگا اور افسوس کرتا تھا کہ یہ راز نہ کھلا کہ یہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا کئی روز تک اُٹھتے بیٹھتے چلا گیا کہ دور سے ایک چیز نمودار ہوئی حاتم حیران ہوا آگے بڑھ کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ کسی نے چاندی گلا کر بہا دی ہے حاتم تشنگی سے جان بلب تھا کنارہ پر آ بیٹھا اور اسمین پانی ہاتھ ڈالا جس وقت پانی نکالا تو پانی نہ پایا مگر ہاتھ چاندی کا ہو گیا ہر چند کہ اسکو اپنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ اسی طرح پر رہ گیا بلکہ بوجھہ ہو گیا حاتم نے کہا یہ عجب دریا ہے اگر غوطہ مارون چاندی کا ہو جاؤن پھر چلنا مشکل ہوگا حالت اضطراب مین چارون طرف دیکھا کہ ناگاہ اسی طرح ایک کشتی آئی یہ بسم اللہ کہکر چڑھ گیا پھر ایک طباق گرما گرم حلوے کا نظر آیا اُسنے ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا اور خوب کھایا پھر پاؤن پھیلا کر آرام تمام سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارے پر جا پہنچی حاتم اوتر کے آگے بڑھا ہر وقت ہاتھ اپنا دیکھا کرتا تھا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اس نے جانا کہ یہ نزدیک ہے حالانکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا غرض شکر کرتا ہوا اور کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب دو تین دن کی راہ پر پہنچا تو سنگ ریزے رنگ برنگ کے اور طرح طرح کے

جواہرات نظر پڑے طمع دامنگیر ہوئی تھوڑا سا جواہرات جیب مین ڈال لیا تھوڑی دور چل کر اس سے زیادہ بیش بہا پڑا دیکھا اسکو پھینک کر اسکو جیب مین ڈال لیا تھوڑی دیر کے بعد دل مین خیال آیا کہ یہ جواہر شہرون مین پہونچے تو اسکی قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال مین چلا گیا آخر اسکے بوجھ سے تھک کر کسی جگہہ بیٹھہ گیا اور کہی لعل و زمرد و الماس جنکی قیمت جو سب سے بڑے تھے چن لیے باقی وہین پھینک دیئے پھر راہی ہوا ایک چشمہ پر جا پہونچا اسکے کنارے بیٹھہ گیا اپنے ہاتھہ پانون دہوئے اتنے مین بائین ہاتھہ پر جو نظر پڑی اسکو جیسا تہا ویسا پایا مگر ناخن چاندی کو رہے خدا کا شکر ادا کیا اس دریا مین ہاتھہ چاندیکا ہو گیا تہا اس چشمہ مین اصلی پر آگیا اس مین کیا بہید ہے اتنے مین رات ہو گئی اسی جگہہ پڑ رہا لیکایک دو شخص اس چشمہ پر آنکلے کہ ان کے سر آدمی کے تہے اور پانون ہاتھی کے اور ناخن شیر کے رنگ نہایت سیاہ حاتم دیکھکر ڈرا اور اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کیا بلا ہے اگر بہاگون تو شرم دامنگیر ہے اور ٹھہرون تو ٹھہر نہین سکتا دیکھیئے تقدیر مین کیا ہے لیکایک حاتم نے تیر و کمان جو اٹھا کر ایک تیر مارا ایک نے اسکو ہاتھہ سے پکڑ لیا چاہتا تہا کہ دوسرا تیر مارے انھون نے فریاد کی اے حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمین مارتا ہے ہم بہی خدا کے بندے ہین کچھہ تجھے ایذا دینے نہین آئے حاتم تیر و کمان ڈال بیٹھہ گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ انکو مجھہ سے کیا کام ہے جو ادہر آتے ہین تیر تو انھون نے درمیان ہی مین پکڑ لیا اگر دوسرا مارونگا تو کاہیکو کارگر ہوگا اتنے مین وہ نزدیک آکر کہنے لگا اے حاتم تجھکو شرم نہین آتی جواہر کی طمع کی وہ بولا کہ مین نے کس کا جواہر لیا انھون نے کہا کہ فلانے جنگل سے جواہر لایا ہے اب تک تیرے پاس موجود ہین یہ سنکر حاتم نے جواب دیا کہ تیرا تو نہین ہے وہ بولے کہ یہ اور خلقت کے واسطے اللہ نے رکھا ہے کہ وہ اپنے کام مین لائین حاتم نے کہا مین نے خدا کی صنعت دکھانے کو اٹھا لیئے ہین یہ سنکر دیوون نے کہا اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اس جواہر سے ہاتھہ اٹھا یہ سنتے ہی حاتم نے سب پھینک دیا اور کہا تم لیجاؤ

حیف ہے کہ مین اسکو بہت دور سے لایا ہون تمنے بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھ سے لے لیا
مین کچھ چورا کر نہین لایا انہون نے کہا یہ کیا جائز ہے کہ یے کہے اسقدر مال اُٹھا کر لا یا
تھا اپنے پاس رکھنا یہ کب روا ہے بلکہ محنت کی گنہگاری دینی پڑتی ہے حاتم یہ سنکر
سر جھکا کر چپ ہو رہا وہ ایک الماس ایک زمرد اپنی اپنی قسم مین سے جو بیش بہا تھے
اسکو دینے لگے اور کہا تجھے یہی بہت ہے اسنے لے لیا اور کہا اے بندگان خدا مجھکو
راہ بتا دو جو مین کسی طرح ملک مین پہونچون وہ بولے اے جوان غنیمت سمجھ
تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس حد سے آج تک کوئی جان سلامت
نہین لیگیا اسقدر اندیشہ نہ کر کہ تیری عمر بڑی ہے اس سے آگے ایک جواہر کا دریا
ملیگا اسکے بعد دریائے آتش آئیگا اگر اس سے صحیح و سالم اُتر گیا تو مقرر اپنے ملک
مین پہونچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نہ کیجیو اسی مین تیری سلامتی ہے خدا نخواستہ اگر کسی
چیز پر دل دوڑائیگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا یہ کہکر وہ پانی مین اُتر پڑے اسکی
نظر سے چھپ گئے حاتم اسی مقام پر تمام رات بیٹھا رہا صبح کو تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک
دریا دکھائی دیا اسکو دیکھکر نہایت شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اس کے
پاس پہونچکر نگاہ کی تو ہزارون موتی بیش قیمت پڑے ہیں لیکن ہر ایک انڈے کے
برابر تھا انکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تہین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم نے لالچ
مین آکر چاہا کہ دس بیس موتی اُٹھا لے اتنے مین ان دونون کی نصیحت یاد آگئی ڈر گیا اور
اس حرکت سے باز رہا اور اسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ اسکا پانی دودھ اور
شہد کے مانند ہے پیاسا تو تھا ہی خوب پیٹ بھر کر پیا غرض اس سے بخوبی گذر گیا
اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی کہ شعلے سے گویا ایک تختہ ہوا مین چمک
رہا ہے اسیطرف چلا ایک مہینے کے بعد جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سونے کا ایک پہاڑ
آسمان سے لگا ہوا جگمگا رہا ہے یہ اسپر چڑھ گیا وہان ایک درخت سونے کا پھلا
پھولا دیکھا متعجب ہوا تین روز اس پر چلا گیا ایک میدان نظر پڑا اسکی زمین
پر ہزارون درخت سونے کے چمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران ہوا

اور صانع کی صنعت دیکھنے لگا اور خدا کا شکر کرنے لگی پھر تھوڑا میوہ توڑ کر کھایا پھر آگے
چلکر ایک حوض نظر پڑا اور اسکا پانی مثل بلور کے صاف تھا اسکے کنارے پر جا بیٹھا
اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یہ باغ کسکا ہی کس سے پوچھئے اتنے مین کئی پریان
پوشاک اور زیور سے آراستہ جلوہ گر ہوئین اور حاتم کو دیکھکر حیرت زدہ ہوئین ادہر
حاتم بھی انکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الٰہی یہ کیا حسن ہی اسوقت ملکہ زرین پوش یاد آئی جی
دل مین کہا خدا اُسسے ملائے القصہ اُسنے کہا کہ تم کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون
ہے انہون نے کہا کہ یہ محل پری نوش لب کا ہی اتنے مین وہ آپہونچی حاتم اسکو دیکھتے
ہی بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ اسکے سرہانے آکر کھڑی ہوئی کہنے لگی ارے کوئی جلد
آکر اسکے منہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک نازنین دوڑی گئی اور گلاب پاش لیکر
اسکے منھ پر چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع
پر جا بیٹھی اور اسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی اے جوان سچ کہہ کہان سے آیا ہی اور
کس کام کے ارادے پر یہان تک پہونچا ہی اور کدہر جائیگا حاتم نے اپنا تمام احوال
ابتدا سے انتہا تک اسکے سامنے بیان کرکے پوچھا کہ اس مکان کا مالک کون ہے اور
اس پہاڑ کا نام کیا ہی پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین
اور اس مکان کا مالک شاہ پال بادشاہ ہے اور اسکی بیٹی آسیا نام ہی مین اس
لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہی اس وزین حاضر
ہوتی ہون اور اس مکان کو کوہ قاف سے تعلق ہے اگرچہ دنیا کی حد مین ہی اور یہ
جو دور سے دکھائی دیتا ہے اُسی قلعہ کا حصہ ہے غرض چار روز تک حاتم وہان کا
اور طعامہاے خوشگوار سے متلذذ ہوا پانچوین روز کہا کہ یہ جگہہ تمہارے رہنے کے
قابل نہین بہتر یہ ہے کہ یہان سے تشریف لیجاؤ حاتم اس پری سے رخصت ہوکر
پہاڑ ہی پہاڑ چلا اور دس روز کے بعد پہاڑ سے اوترکر کسی جنگل مین جا پہونچا
وہان سونیکا سا ایک دریا دکھائی دیا کہ اسکا پانی گلے ہوے سونیکی طرح لہرین لے
رہا ہے اور اسکی موجین آسمان سے ٹکر کہا رہی ہین یہ دریاے فکر مین غرق

بہکر اسکے کنارے پر بیٹھ گیا کہ اس سے کیونکر پار ہوجیئے اتنے مین ایک ناؤ طلائی دور سے
نظر آئی اور فورًا کنارے پر پہونچی حاتم شکر کرکے اسپر بیٹھ گیا اور وہین طباق حلوے سے
لبالب نظر آیا بہوکا تو تہاہی کمال رغبت سے جایا چاہتا تہا کہ دریا مین ہاتھ ڈالکر
پانی پیے ڈرا کہ یہان ہاتھ سونے کا نہو جاے کہینچ لیا پہر ایک کٹورہ بغل سے نکالکر بہرا
اور تہوڑا سا حلق مین ٹپکایا اتنے مین کیا دیکہتا ہے کہ کٹورہ اور چار دانت سونیکے ہوگئے
غرض چوتہے دن ایک کنارہ پر پہونچا حاتم نے اُترکر دوگانہ شکریہ ادا کیا اور آگے
بڑہا سات روز تک چلا گیا اور وہ عجائبات دیکہے کہ جو نہ سُنے تہے آٹہوین روز پتہریلے
کے میدان مین پہونچا اور ہر ایک پتہر ایسا گرم تہا کہ گویا آگ سے ابہی نکلا ہی مشکل
سے چند قدم چلا طاقت نہ رہی بیٹھ گیا گرمی کے سبب سے لب خشک ہوگئے بدن
جل اوٹہا بیقرار ہوکر مہرہ منہ مین رکہہ لیا مگر کچہ فایدہ نہ دیکہا اوٹہاکر پہینکدیا مثل ماہی
بے آب بیتاب ہوکر بیہوش ہوگیا زبان باہر نکل پڑی قریب مرگ پہونچا آخر مین
وہ دونون شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہے کہ وقت پر پہونچے اور بڑی مدد
کی کہو اب کس طرح جاؤن یہ گرمی کس سبب سے ہے انہون نے کہا کہ اس سے
آگے دریاے آتش ہے یہ گرمی اسکے سبب سے ہے اور راستہ یہی ہے چلا جا
خدا کی قدرت سے اپنے ملک کو پہونچ جائیگا راہ بتانا ہمارا کام ہے ہان
یہ ممکن ہے کہ تمہاری آگ ہلکی ہوجائیگی اس نے کہا جو ہوسکے وہ بہتر ہے احسان
سے خالی نہین تب انہون نے ایک مہرہ نکال کر حاتم کے حوالے کیا اور کہا
آگے دریاے آتشین ہے اگر اسکو منہ مین رکہیگا تو آگ تجہپر کارگر نہوگی آرام
سے چلا جائیگا پر یہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی یہ مہرہ پہینکدے دیکہو یہ کہکر
حاتم کی نظر سے غائب ہوگئے وہ رات کی رات وہین رہا صبحکو اپنے منہ مین مہرہ
رکہکر آگے چلا تین دن کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے
پہر ذرا اور عظمتہ للہ کہکر آگے بڑہا جب کنارے پر پہونچا تو کیا دیکہتا ہی کہ شعلے
کی لہرین آسمان تک جاتی ہین اتنے مین ایک ناؤ بہی کنارے پر آلگی وہ دل مین خدا

کی حمد کرنے لگا اور کہا کہ یہ دیدہ و دانستہ آپ کو آگ میں ڈالتا ہے کیا کروں راہ
یہی ہے خدا آسان کریگا جو اسکی رضا ہے اسپر راضی رہنا چاہیے تن بتقدیر کشتی پر
جا بیٹھا اور منہ میں مہرہ رکھ لیا اتنے میں ایک طباق کباب سے بھرا ہوا دیکھا اسکو
بے اختیار کھینچا اور پیٹ بھر کھایا غرض ناؤ چلی جاتی تھی یہ ڈر کے مارے
آنکھیں بند کر لیتا تھا جو کبھی آنکھیں کھلجاتی تھیں تو جان نکلنے لگتی تھی وہیں آنکھیں بند کر لیتا
تھا قصہ کوتاہ ناؤ منجدھار میں پہونچی اور چکر کھانے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبی
خدا کی یاد میں مشغول ہوا اور آنکھوں پر پٹی باندھکر سر نیچا کر بیٹھ گیا کہ اب نہیں بچتا بارے فضل
الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اتر پڑا آنکھیں جو کھولکر دیکھتا ہے تو نہ وہ
دریا ہے نہ وہ کشتی ہے ایک سہانا جنگل نظر آتا ہے پھر مہرہ منہ سے نکالکر پھینکدیا اور راہ کی
چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سواد میں سے کسی گاؤں کیطرف جا نکلا اور کھیت پر ایک بڈھے کو دیکھا
اس سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس شہر کا ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا اور [illegible]
حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے کہ نہیں سنتا اس نے عرض کی کہ تیری صورت میں
اپنے بادشاہ کی سی جانتا ہوں حاتم نے یہ سنکر کہا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے
وہ بولا اے جوان یہ ملک یمن ہے اور حاتم شہزادہ ہے کہ اسکا باپ طے نام یہاں
کا بادشاہ ہے لیکن شہزادہ کو سنا ہے کہ اس ملک سے نکل گیا ہے
ایک مرتبہ اس کی خبر ملکہ زرین پوش سے پہونچی تھی اس سے ہر شخص کو تسکین
ہوئی تھی اب تو اسکے ماں باپ اور اقربا کا برا حال ہے کہ ہر ایک اپنی زندگی وبال
سمجھے خصوصاً ملکہ زرین پوش کی تو جان پر آبنی ہے وہ چاہتے اسکی ملاقات ہو [illegible]
جیسے پانی بے ماہی حاتم نے کہا چند روز ہوئے تمہارا شاہزادہ راہ میں ملا تھا شاہزادہ خیریت
سے ہے تو یمن میں جا کر سب کی خدمت میں دعا و سلام پہونچانا اور یہہ
کہنا کہ حاتم شاہ آباد کی طرف گیا تھا اور یہ کہا کہ او دہقان میں بہت پیاسا ہوں
تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چپاتی لایا حاتم
نے نہایت مزے سے پیا اور کہا ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے اپنے ملک میں

دیکہا اور یہ نعمت کہائی پہر او لشکر روانہ ہوا اور شاہ آباد کو چلا تہوڑے دنون مین وہان جا
پہونچا اور حسن بانو کو اپنے آنیکی خبر دی اس نے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور ایک
سونیکی کرسی پر بٹہایا کہا اے جوان صد آفرین ہے جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر لیکر دونان

جانا حاتم کا پاس بادشاہ ماہ یار سلیمانی کے واسطے لینے موتی برابر انڈے مرغابی کے

کے بھید سے مجھے آگاہ کر حاتم نے سرے سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو
نے کہا سچ کہتا ہے کچھ نشان دکھلا حاتم نے اپنے بائیں ہاتھ کے ناخن دکھلائے
اور کہا ایک روز کسی چشمہ آب زلال پر پہونچا اور اسکو دھویا اصلی صورت پر آگیا اور
دوسری نشانی یہ ہے کہ چار دانت دریاے زرین کے پانی سے سونے کے ہوگئے
ہیں اور وہ تینوں رقمیں جواہر کی بھی دکھادیں تب حسن بانو نے بہت سی
آؤ بھگت کی اور کھانا بے تکلف منگا کر کہا کھاؤ حاتم نے کہا اسکو میرے ساتھ کرو
میں کاروانسرا میں جا کر منیر شامی کے ساتھ کھاؤنگا وہاں سے اٹھکر کاروانسرا
میں آیا اور منیر شامی کے ہمراہ باہم کھانا کھایا اور اپنی سرگذشت مفصل سنائی
اسنے حاتم کی جوانمردی پر تعریف کی اور بہت سا عذر کیا حاتم نے اسدن آرام
کرکے حمام کیا اور نئے کپڑے پہن کر حسن بانو کے پاس گیا دربانوں نے خبر کی اسنے
اسیطور سے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا تیسرا
سوال کیا ہے اسکو بھی کہہ تا کہ میں پورا کروں کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہے اسکی برابر
کا دوسرا لادے حاتم بولا ذرا میں اسے دیکھوں اسنے منگوا کر اسے دکھا دیا حاتم نے کہا
میں چاہتا ہوں کہ مجھکو اسکے نمونہ کا حوالہ کر جسکے برابر کا تلاش کروں حسن بانو نے ایک
موتی چاندی کا اسی قدر بنوا کر حاتم کو دیا اسکو لیکر کاروانسرا میں آیا اور منیر شامی کو
دکھا کر کہنے لگا کہ حسن بانو ایسا اتنا بڑا موتی مانگتی ہے میں نے اتنا بڑا موتی اپنی تمام
عمر میں نہیں دیکھا خدا جانے کس دریا میں اور کہاں پیدا ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بھائی
جس جگہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہے پہلے اس مقام کو تحقیق کرلو تب جاؤ حاتم نے کہا یہ جاننا
کچھ ضرور نہیں مجھکو میرا خدا وہاں پہونچا دیگا اگلی مشکلیں آسان کیں وہ اسے بھی
آسان کریگا یقین ہے کہ اس دریا پر پہونچ جاؤنگا اور ایسا موتی لاؤنگا منیر شامی نے
اس بات پر بہت آفرین کی اور کہا کہ چند روز آرام کرو مگر حاتم نے کہا بھائی آخر یہ کام
ہمارے تئیں کرنا ہے پھر دیر لگانی کیا ضرور ہے آخر حاتم منیر شامی سے رخصت ہوکر اُسی
ہی موتی کی تلاش میں روانہ ہوا جب حاتم شاہ آباد سے

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور مرغابی کے انڈے کے برابر موتی لانے کا

پانچ چھہ کوس پھر جا کر ایک پتھر پہ سر بزانو بیٹھہ گیا اور دل مین متفکر ہوا کہ ایسا موتی کہان ملے گا یہانتک شام ہو گئی تھی کہ ایک جوڑا جانورنا طلقہ سفت زنگی کہ جسکے بسیرا کا مقام دریاے قہرمان کے کنارے پہ تھا قدرت الٰہی سے وہان ایک درخت پہ آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب و ہوا خوش نہین آتی اگر چہ ہمارے کہانے پینے کی چیزین طرح طرح کی بہت ہین مگر یہان سے اڑ چلین نرنے کہا میرا قصد تھا کہ چندروز اس جنگل مین رہون پہ تیرے کہنے سے اپنے وطن چلونگا خاطر جمع رکہہ مادہ نے ایک ساعت چپ ہو کہا وہ شخص کون ہے کہ جو اس جنگل مین سر جہکاے متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ حاتم یمن کا شہزادہ ہے کیا کرے حق بجانب اسکے ہے جسقدر غمگین ہو بجا نہین کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کی تلاش اپنے لیے نہین بلکہ خدا کے واسطے ہے چنانچہ منیرشامی شاہزادہ حسن بانو پہ عاشق ہوا ہے اسنے احوال اس سے کہا حاتم نے ترس کہا کر اسکے واسطے غربت اختیار کی اور یہ مصیبت اپنے سرپہ لی چنانچہ اسکے پانچ سوال پورے کر چکا ہے اب چھٹے سوال کی باری ہے اور ایسے موتی کا لانا ہے یہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین بیٹھا ہے کہ کدہر جاؤن حقیقت مین بے دیکہے راہ کیونکر چلے اگر تو کہے تو اسکو بتا دون وہ بولی اس سے بہتر کیا جو انسان پہ حیوان کا احسان ہو وہ کہنے لگا کہ اگلے زمانہ مین کتنے پرندے تیس برس کے بعد دریاے قہرمان کے کنارے پر گئے تھے ایک موتی شمس شاہ کے ہاتھہ آگیا تھا ہر چند کہ وہ اپنے پاس بہی مال وجواہر بہت سا رکہتا تہا بلکہ اس نے ایک شہر بہی بڑا بسایا تہا اب ویران پڑا ہے اتفاقا اسی کا خزانہ حسن بانو کے ہاتھہ آیا ہے وہ انڈا بہی اسمین تھا جو اس نے پایا القصہ جب شاہ قہرمانی مرگیا اور اس کا ملک کسی اور نے لے لیا اسکی جورو حاملہ تھی وہ موتی محل سے لیکر بہاگ گئی اور ایک جنگل مین جا پڑی پہر دن تھا کہ

دولتمند نے دیکہا انکا منہ سے نکلا کہا اے عزیز تونے اسکے نزا دیکہو بچون کو کہلا دیا اس نے
شروع کی خداوند جل کی بات ہے کہ [illegible] آپ بہی سکے [illegible] نہیں انکو کہا اسکی
بکی بہی پر رحم کرتے ہو تو اسکے حوالے کر دو قیمت مجہسے پہیر لو کہا اے شخص
میں ان سے اپنا جی بہلاتا ہون کیونکہ دو ن کوئی بہی اور پتلا کہ جب سے اسکو بہی
رکہون اور وہ بہی میرے پاس رہنا صیاد نے مناسب بہی جانا کہ اسکو بہی پکڑ کر
انہیں میں بند ہوا در سے حاصل کلام یہ کہ صیاد نے مکر و فریب سے بندریا کو بہی
پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بہی پکڑی گئی اسپاد کہلا بہیجا کہ بندر اور اسکے
بچون سمیت حاضر ہو وہ ان سبہونکو لیے ہوئے زمیندار کے پاس آیا اس نے
دیکہتے ہی بندریا کے بچون کو پسند کیا کہ میرے یہان رہیں اور بازوہ کو تم لے جاؤ اسنے
بچون کی جدائی سے بندریا مرگئی اور اسکے غم میں ہلاک ہوا ای جوان انسان کی جفا کاری
سنی تونے پہر تیری بات کس طرح باور کرون کہتا ہے ایسا ہی سلوک تو مجہسے کرے
ایک اور بلا میں ڈال دے حاتم نے کہا ای لومڑی خاطر جمع رکہہ میں ان لوگون
میں سے نہیں ہون خدا کی قسم تجہسے بدسلوکی نکرونگا تو میرے پاس گانون
تک چل کہ میں اس شخص سے تیری خاوند اور بچون کو چہڑا دونگا اس بات کو سنکر
وہ خوش ہوئی اور اسکی ہمت پہ آفرین کرکے آگے ہوئی حاتم پیچہے پیچہے چل نکلا یہانتک
کہ اس گانون کے قریب جا پہونچا حاتم نے کہا اب تو کہیں یہیں چہپ رہ میں بستی
میں جاتا ہون صیاد کو ڈہونڈہ لاتا ہون وہ کسی جہاڑی میں دبک کر بیٹہہ رہی
حاتم صبح تک یاد الہی میں مشغول رہا جب آفتاب نکلا شکر صیاد کے دروازہ
پر آیا دستک دی وہ نکل کر پوچہنے لگا اے جوان تجہسے کیا کام ہے جو ایسا
صبح ہی آیا ہے تو ہمارے گانون کا نہیں معلوم ہوتا ہے حاتم نے کہا اے
صیاد مجہے ایک ایسا آزار ہوا ہے کہ جسکا علاج مجہہ مسافر سے نہیں ہو سکتا
سبب کیا ایک حکیم نے بتایا ہے اگر لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن سے ملے تو
اچہا ہو جاوے اسواسطے میں تیرے پاس آیا ہون تو اکثر لومڑیون اور گیدڑون کا

شکار کرتا ہے اگر تیرے پاس لومڑی کے تین چار بچے ہون تو مجھے دے اور انکی
قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان مین نے پکڑی ہین تجھے
جتنی درکار ہون ان مین سے پسند کرلے یہ کہکر ساتون حاتم کے روبرو لے آیا
اسنے سات دینار دیکر ساتون کو لے لیا اور جنگل مین لاکر چھوڑ دیا بچے چھوٹتے ہی اپنی
مان کے پہلو سے جا لگے وہ ان کو پیار کرکے نر کا غیر حال دیکھکر حاتم سے بولی
کہ آج میرے سر کا تاج ڈہلا جاتا ہے خاوند میرا بھوک پیاس سے مرا جاتا ہے اگر
آپ علاج کیا چاہین تو اغلب ہے کہ آدمی کا لہو اسکے منھ مین ٹپکانے سے ابھی توانا ہو
جائے حاتم بولا کہ مجھکو آدمی سے کیا دشمنی ہے جو حیوان کے واسطے اسے ماروں اگر
تجھکو آدمی کا لہو درکار ہے تو کہہ کس جگہہ کا چاہتی ہے کہ ابھی حوالے کردون
اس نے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے چاقو نکالکر بائین ہاتھ کی فصد ہفت اندام
کہولی اور کہا اے روباہ جتنا لہو درکار ہووے وہ اپنے نر کو اس کے پاس لے گئی
اور کہا جسقدر اوسکے منھ مین ڈالو گے عین مہربانی ہے حاتم نے اس کے کہنے
کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اسکا پیٹ بھر گیا تب حاتم نے ہاتھ پر پٹی باندہی
اور کہا اے روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی لومڑی بچون سمیت اسکے پاؤن
پر گر پڑی حاتم اسکو دلاسا دیکر آگے بڑہا جب بہوک لگتی تہی تب جنگل کا
میوہ کہا لیتا تہا اور پیاس مین وہین ندی نالے کا پانی پی لیتا تہا ایک مدت
کے بعد کسی جنگل مین پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر ہوئی کہ مارے پیاس
کے بیتاب ہوگیا ہر طرف پانی ڈہونڈنے لگا ایک چشمہ برف سا سفید دور سے
نظر آیا حاتم اشتیاق سے بے اختیار اسکی طرف دوڑا جب نزدیک پہونچا
کچھہ دیکھا مگر ایک سانپ سفید گنڈلی مارے بیٹھا ہے چاہتا تہا کہ پہر جاوے
وہ بولا اے جوان مجھے کیون پہر چلا تو یہان کس کام کے واسطے آیا حاتم نے جو
اسکو باتین کرتے دیکھا گہبرا کر کہنے لگا اے بندۂ خدا مین شدت سے پیاسا
تہا دور سے تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی طرح جو نظر آئی ادہر چلا آیا ہون

کہ پھر ایسا خیال فاسد بار دیگر دل مین ہرگز نہ لاؤنگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اوٹھکر
غسل کیا اور کپڑے پاکیزہ پہنے اور پریزاد کے حق مین دعا کی اسکی دعا درگاہ الٰہی مین
مستجاب ہوئی حاتم اگرچہ قوم یہود مین سے تھا پر خدا کو واحد جانتا تھا چنانچہ مرنے
کے وقت اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہماری قوم نے گمراہی مین راہ نکالی ہے خبردار
تھوڑے دنون کے بعد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے یہ دین
میرا راستہ ہو وہ لوگونکی ہدایت چاہین گے تم میرا سلام ان سے کہکر کہیو کہ
وہ میرے حق مین دعا کرین لوگون نے کہا ہم اسوقت تک رہین گے تو
پھر اسلام پہونچا دین گے یا ہماری تمہاری اولاد مین سے کوئی رہیگا حاتم بولا
مین خوب جانتا ہون کہ کوئی میری اولاد مین سے ایمان لاویگا اور میرا سلام ادب
سے پہونچائیگا جب حضرت کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد مین سے ایک لڑکی نبی طے کی
ساتھ قید آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان مین سے
ایمان نہ لاوے اسکی گردن مارو اس لڑکی نے فریاد کی اے مومنو میرا سلام حضرت سے
عرض کرو ایک لڑکی اولاد حاتم مین سے اس گروہ مین ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سے ہے لوگون نے کہا کہ جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے آزاد کیا وہ لڑکی بولی حاتم کے خاندان
کی مروت سے بعید ہے کہ آپکو چھوڑا کرا اور اپنی قوم کو ہلاکت مین ڈالے بہتر ہے
جوان کا حال ہو وہ میرا حال ہو لوگون نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے جدا
نہین ہوتی سرور کونین نے فرمایا کہ حاتم مرد سخی تھا سب کو آزاد کیا جب اس
لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت یاد آئی اور کہا کہ
مجھکو حضور عالی مین لے چلو جب سب کے ساتھ پہونچی آداب بجا لائی حاتم کا
سلام عرض کیا اور مسلمان ہوئی بلکہ ساری قوم اس لڑکی کے ساتھ ایمان لائی
غرض حاتم کی دعا کا قبول ہونا اس پریزاد کے حق مین اس سبب سے تھا کہ سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اسکے حق مین عنایت کرین گے آخر الامر

سب پریزادون کے پنجے نکل گئے اور وہ بھی اپنی صورت اصلی پر قائم رہا اُسنے حاتم سے پوچھا کہ صاحب آپ یہان کس واسطے آئے ہین اور کہان جائینگے حاتم نے کہا اب تو مین شاہ آباد سے آیا ہون اور برزخ سوداگر کے جزیرہ کو جاؤنگا یہ کہکر وہ چاندی کا موتی جو بطور نمونہ کے لایا تھا دکھایا یہ سنکر شمس شاہ نے کہا سچ ہے اس جوڑے کا جو موتی اعلیٰ ہے اس جزیرہ کے بادشاہ کے پاس ہے لیکن اسنے شرط کی ہے جو کوئی اسکی پیدائش کا حال بیان کرے اپنی بیٹی سمیت اسکے حوالے کرون مگر تو کیونکر وہان پہونچ سکیگا کہ راستہ مین بہت سی آفتین ہین حاتم نے کہا خدا نگہبان ہے بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ مین ایسے پریزاد تیرے ساتھہ کر دونگا کہ وہ تیرے مددگار رہینگے یہ کہکر پریزادون کو ارشاد کیا اے عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک بلائے عظیم سے نجات پائی ہے تم اس مہم مین اسکا ساتھہ دو انھون نے کہا ہم جان و دل سے حاضر ہین جو حضور سے حکم ہوگا بجالائینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو جزیرہ برزخ مین پہونچا دو انھون نے تامل کیا بعد توقف عرض کی کہ اس جزیرہ مین پہونچانا مشکل ہے کیونکہ ایسے دیو راستے مین ہین جو کہ ہمین جیتا ہی نہ چھوڑینگے اگر جہان پناہ بھی اُدہر کا قصد کرین تو بھی لڑائی ہوگی مگر اسکے لوگون سے سرانجام نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ اس جوان کا احسان بربادستہو اسبات کو سنکر پریزاد کمر ہمت باندھکر بولے کہ اس جوان کو آپکے اقبال سے ہم پہونچا ئینگے جو راہ مین خلل واقع ہو تو جہان پناہ مدد کرین بادشاہ نے اسبات کو قبول کیا تب وہ ایک اڑن کھٹولا لائے حاتم کو اس پر چار پریزادون نے پایے پکڑا غرض اس صورت سے آسمان کی طرف روانہ ہوئے تین راتدن چلے جو تھے دن جس جگہ دیو رہتے تھے پریزادون نے بہوے سے اڑن کھٹولا اتارا اور آپس مین کہا کہ تین دن سے کچھہ کھانا پینا نہین کھایا بہتر ہے کہ گھڑی دو گھڑی آرام کرین اور کچھہ کھائین پیئین اسبات کو سنکر حاتم نے بھی کہا مختار ہو جو منا سب جانو کرو

پریزاد متفق ہوکر ادہر ادہر چلے گئے ایک پریزاد حاتم کے پاس کھڑا رہا اتنے مین کئی دیو شکار
کھیلتے ہوئے ادہر آنکلے کیا دیکھتے ہین کہ ایک آدمی کھٹولے پر بیٹھا ہے اور اس کے
پاس پریزاد کھڑا ہی دو چار ہزار تو کھٹولے کی گرد ہوئے چھ سات ہزار غل مچانے
لگے کہ یہ آدم زاد کہان سے آیا ہے وہ پریزاد دیوؤن کو دیکھکر ڈرا چاہتا تھا
کہ حاتم کو چھوڑکر بھاگ جائے کہ چار دیو اس سے لڑنے لگے دو تین کو اُس نے
مارا آخر پکڑا گیا پھر وہ دیو پریزاد سمیت حاتم کو اپنے گھر لے آئے اور پوچھا
کہ اس آدمی کو کہان سے لایا ہی اور کہان لیے جاتا ہی اس نے کہا یہ جوان یمنی
شمس شاہ کا ایک بڑا دوست ہی اسکو نہ ستاؤ نہین تو خراب ہوگے انہون
نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہی اسکا حال کچھ معلوم نہین اب
کہان سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیوؤنکی سرداری سر پہنچا کیا
اور کہا کہ اس آدمی کو کنوئین مین قید کرو رات کے وقت کھانیکے بعد کھاؤن گا
انہون نے وہی کیا چھوٹن پریزاد جو انکو چھوڑکر قوت کی فکر مین گئے تھے ایک درخت
سے نیچے آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ دو تین لاشین دیوؤنکی پڑی ہین نہ حاتم ہے نہ
پریزاد نہایت حیران و پریشان ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ یہ دیو کسنے مارے
ہین انہون نے کہا کہ کوئی نہ کوئی دیو ان لاشون کو اُٹھانے آئیگا اتنے مین جو
غور سے دیکھا تو ایک کو سسکتا پایا اسکے منہ مین تھوڑا پانی چوایا آنکھین کھولدین
تب انہون نے پوچھا تیرا ٹھکانا کہان ہی اسنے کہا مین مقرنس کے دیوؤن مین
سے ہون ایک پریزاد کے ہاتھ سے میرا یہ حال پہونچا ہے پر اسکو بھی ایک آدمی
سمیت دیو پکڑکر اپنے ملک مین لیگئے پریزاد اس دیو کو لیکر اڑے اور بادشاہ
کی درگاہ مین داد چاہی اس نے کہا کہ دیکھو تو انپر کیسے ظلم کیا ہے وہ جوان
یمنی جسکے ساتھہ وہ گئے تھے وہ کہان ہی انہون نے آداب بجا لاکر عرض کی
جہان پناہ ہم دو تین رات دن جو پیہم چلے جاتے تھے نہایت بھوک پیاس
سے ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور ایک

پریزاد کو اُسکے پاس چھوڑ کر قوت کی تلاش مین گئے ایک آن کے بعد آنکر جو دیکھا تو بنیا پایا مگر
کچھ دیو کشتہ دیکھے حیران ہوے کہ ان کا احوال کیسا ہے پوچھین اتنے مین اس دیو کو
جو تامل سے دیکھا تو ادھموا پایا اسکے منہ مین تھوڑا پانی ٹپکایا بارے یہ ہوشیار ہو
اٹھ بیٹھا اسکے ساتھی انکو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے ہین ہم بھی یہ دیکھ
حضور مین سلے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا اسکو ہماری روبرو لاؤ وہ
آئے پھر ارشاد کیا کہ مقرنس ابتک کیا جیتا ہے ہمین کیا ہو گیا اس نے عرض کی
کہ جہان پناہ آپ ایک مدت سے غائب تھے آج ان پریزادون سے آپ کی خاطر
ہونیکا حال معلوم ہوا لیکن مجھے اعتبار نہ تھا اب جانا یہ سچے ہین بادشاہ نہایت
پر غضب ہوا اور تین ہزار پریزاد لیکر اسکے ملک مین دوڑا اور کئی جاسوسون سے
کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ وہ کہان ہے وہ سنتے ہی ایک دم کے بعد عرض کرنے لگے کہ
فلان جنگل مین شکار کھیلتا ہے بادشاہ سر پر جا پہونچا بہت سے دیو انکو مارا آخر
مقرنس اپنے ہمراہیون سمیت گرفتار ہو کر حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا اے کافر تو سمجھو
گیا تھا کہ اگر اسکے علاقہ مندونکو پکڑ کر قید کرونگا تو بادشاہ کب جیتا چھوڑیگا
اسی مین خیر ہے کہ اس آدمی کو جلد حاضر کر وہ بولا کہ آدمی کو دیو تک جیتا چھوڑتا
ہے بادشاہ نے طیش کھا کر کہا کہ اے روسیاہ حضرت سلیمان نے تمکو منع کیا تھا کہ آدمیون
کو نہ ستانا اور کیا یہ قول نہین دیا تھا کہ ہم انکو ایذا دینگے اور نہ کہا مانینگے دیو نے کہا وہ بات
حضرت سلیمان کے ساتھ گئی بادشاہ مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جلد لکڑیان لا
اپنا ۔ لگاؤ اور اس کافر کو ہمراہیون سمیت جلا دو مقرنس نے جب دیکھا کہ اب کچھ
بس نہین چلتا اور یہ بغیر جلائے نہین رہتا کسی طرح بالفعل اسکے ہاتھ سے
چھوٹئے پھر آگے سمجھ لین گے اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ نے کہا اے ظالم اس
آدمی کے ساتھ مجھے نہایت الفت ہے جو اسکو صحیح و سلامت میرے حوالے
کرے تو میرے تیرے کچھ کدورت نہین کسی طرح کا تو اپنے جی مین کچھ اندیشہ بلکہ
ورنہ جان سے مارون گا مقرنس نے کہا حضرت سلیمان کی قسم کہا تب اسنے حاتم کو

پیرزاد سمیت حاضر کر دیا شمس بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک اس ملعون مقرنس کے
تئین چھوڑنا مناسب نہیں جلد اس نابکار کو کہا آگ جلا دو یہ سنتے ہی مقرنس کو
دیووں سمیت آگ میں جلا دو وہ پکارا کیوں صاحب تم نے قول کیا کیا تھا بادشاہ نے فرمایا
اے دغا باز ہرگاہ تو قول دیکر پھر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر میں نے تجھ سے بدعہدی کی
تو کیا تعجب ہے اسکے سوا تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل کلام یہ کہ دیووں
سمیت جلا دیا اور چھوٹے بھائی کو وہاں متعین کر کے فرمایا کہ اس ملک سے خبردار رہو
پھر حاتم سے پوچھا اب آپکا کیا ارادہ ہے اسنے کہا وہی جو میں نے پہلے کہا تھا
بار بار کہنے سے کیا فایدہ جس طرح سے ہو سکے مجھکو اس جزیرہ میں جانا اور اس مہرے
کو لانا ہے تب بادشاہ نے اپنے لوگوں کو فرمایا کہ اے عزیزو تم میں جو کوئی بیس
سال بوڑھا ہو اسکے ساتھ جاوے اور وہاں پہنچا آوے یہ سنکر چار پیرزادے ہمہ تن
اور وہ جمع کئے اور اٹھ کھڑے ہوئے کہ یہ خدمت ہمارے ذمہ ہے آخر اس بات کو سنکر بادشاہ
نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتھ رخصت کیا وہ سب اترن کو چلے پہر
اس سے رات دن چلے جاتے تھے جب بہت بھوکے پیاسے ہوتے تھے تو مخصوص جگہ
میں دیکھکر اتر پڑتے تھے کچھ کھا پی لیتے تھے اس صورت سے پندرہ روز تک
برابر سے چلے جاتے تھے سولہویں دن پہر تیسرے پہنچا آخر کو دیکھا شہزادہ ہمراہ آئے بیان
ایک پیرزادہ شخص نے برزخ کی بیٹی پر عاشق ہو کر اپنا مسکن کیا تھا اور اس کے
فراق میں ڈاڑھیں مار کر روتا تھا اتفاقاً اسکی آواز سنتے ہی حاتم بے اختیار ہو کے
پوچھنے لگا اے عزیز اس درد سے کیوں روتا ہے اور اس جگہ اس حالت اضطراری
میں کیا پڑا ہے یہ زاری کرنے کا سبب کیا ہے جس سے سننے والے بھی بیہوش
ہو جاتے ہیں یا غش ہوتے ہیں اس نے آنکھ اوٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت حسین
خوبصورت کھڑا ہے بولا اے شخص تو یہاں کہاں سے آیا حاتم نے کہا
میں آدمی ہوں اور نہایت تکلیف اوٹھا کر مرغابی کے انڈے کے برابر ایک
مہرے کی جستجو میں یہاں آیا ہوں کیونکہ میں نے تمام جہان میں اسکی تلاش کی

پر کہین موتی کا پتہ نہ چلا آخر قدرت خدا سے مجکو معلوم ہوا کہ موتی جزیرہ برزخ
کے بادشاہ ماہرو پری شاہ کے پاس ہے وہ اسبات کو سنکر ہنس پڑا اور کہا
یہ امر محال ہے اس لئے کہ وہان کا بادشاہ کچہہ رکہتا ہے اور ہر ایک سے
پوچھتا ہے کوئی اسکا جواب نہین دیسکتا ہم عہدہ برآ نہین ہوسکتے اور آپ تو
آدم زاد ہے حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت کہہ اس حال سے کیون پڑا
ہے پریزاد نے کہا مین اس جزیرہ کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون اور میرا نام
شہزادہ مہر آور بن طومان ہے ایکدن مین مجلس مین بیٹہا تہا کہ کسینے اسکے
حسن کی تعریف کی مین بیخود ہو گیا آخر غلبۂ عشق سے ماہرو پری شاہ کے پاس جا کر
شاہزادی کی درخواست کی اسنے موتی منگوا کر میرے سامنے رکھہ دیا اور پوچھا کہ
یہ موتی کس دریا کا ہے مین نے پیدایش بیان کرنی چاہی لا علمی بیان کی اسنے کہا
اسے باہر نکلوا دو اسوقت وہ آفت جان اور غارتگر ایمان کوٹھے پر جلوہ گر تھی میری نگاہ
اسپر جا پڑی نیم بسمل تو آگے ہی سے ہو رہا تہا مر ہی گیا جب مین نے دیکہا کچہہ پیش نہین
ہو سکتی پہاڑ پر آکر پڑا غیرت کے مارے اپنے ملک مین نہ گیا تمام دن گریہ و زاری
اور شب کو اختر شماری مین کٹتی ہے نہ جان جاتی ہے نہ جانان سے ملاقات ہوتی ہے
حاتم نے سنکر کہا تو خاطر جمع رکہہ اگر وہ موتی لونگا تو موتی والی تجھے دونگا اے
پریزاد مین اس موتی کی پیدایش سے آگاہ ہون تو دیکھیگا کہ تیرے سامنے کس طرح
اسکا احوال بیان کرتا ہون پری زاد نے کہا مجھے باور نہین آتا کیونکہ حاتم
تو الغرض گوہر صدف نہین ہے اور وہ جزیرہ بہی آگے آدمیون سے آباد اور
انہین کے تصرف مین تہا پورا حال وہان کہونگا میرے ساتھ چل پریزاد یہ بات
سنکر حاتم کو کچہہ سچا جان کر اور خوش ہو کر ساتھ ہو لیا حاتم نے ان چار پریزادون
سے پوچھا کہ تم مین اتنا زور ہے کہ ہم دونو کو اس کہٹولے پر بٹھا کر لیجاؤ تو اگر ہم
اسپے سوار ہون تو بہی لیجائین مطلق نہ گہبرائین یہ سنکر وہ دونون کہٹولے پر
جا بیٹھے وہ پری زاد لے اڑے راہ مین ایک کالے دیو کا باغ تہا جو ال[illegible]

سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا اسکی نگاہ اسپر جا پڑی کئی دیوؤن کو حکم دیا دوڑو
گھوڑے سمیت ان پریزادون کو میرے پاس لے آؤ اسی وقت دھاکال کے پاس
لے آئے اسنے پریزادون سے پوچھا کہ آدمی کو کہان سے لائے ہو اور کہان لئے
جاتے ہو انہون نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہین وہ بولا کہ وہ
ایک مدت سے غائب ہے اور اسکا ملک صاحبون سے آباد ہے پریزادون نے کہا
سچ ہے لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پہ آیا ہے ہم سب بھی اپنے
پر و بال سے درست ہو گئے دیو نے کہا اب کہان جاتے ہو وہ بولے جزیرہ برزخ
کو پھر اسنے پوچھا پریزاد کون ہے مہر آور اور آپ ہی بولا تو مجھے بھول گیا مین مہر آور
بادشاہ طہمان کا بیٹا ہون اسنے کہا اے شہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام تو اپنی
راہ لے مین تجھے کچھ کہہ نہین سکتا کیونکہ تو بادشاہ پریزاد کی اولاد سے ہے یہ کہکر
حاتم کو گھوڑے سے کھینچ لیا مہر آور بولا اے دیو حضرت سلیمان سے جو قول کیا تھا وہ
بھول گیا اسنے جواب دیا اب وہ کہان ہین جو ہم اسیر رہین مین اسکو نہ چھوڑونگا
منہ سلونا کرونگا مہر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر بھول گیا پریزاد اور فریب بنا
چاہئے بولا اے دھاکال اس آدمی کے کھانے سے کیا فائدہ مین آدمی تجھکو دونگا
جو میرے قول پر رہیگا اور اس آدمی کو میرے حوالے کر کیونکہ میرا کام اسکے سبب سے
سربراہ ہوگا دیو نے کہا اے شہزادے مین تیرے خاندان سے توسل رکھتا ہون
اسکو میرے پاس چھوڑ جا اور جو تو کہتا ہے ایسے کر دکھا تو مین اسکو تیرے حوالے کردون
شہزادہ نے کہا کہ کچھ علاج نہین ہو سکتا ناچار ہوکر کہا کہ یہ آدمی میرا بڑا آشنا ہے چاہیے
کہ تو اسے کسی جگہ بخوبی رکھ اگر اسکو کچھ بھی ایذا پہنچیگی تو تجھسے لونگا اسنے کہا جو مکان
تجھکو پسند ہو وہین چھوڑ جا الغرض اسنے ایک باغ کو پسند کرکے اسمین چھوڑا اور اس
سے کہا کہ تو اپنے دیوؤن سے کہدے کہ اسکی نگہبانی بخوبی کرین مین دو تین آدمی
تیرے واسطے لئے آتا ہون وہ بولا بہت بہتر آخر شاہزادہ ان چارون پریزادون
سمیت کسی جنگل مین آیا اور ایک کونے مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگا کہ

اپنے ملک مین جاکر فوجین لاؤن تو دیر لگیگی وعدہ ٹلجائیگا وہ ملعون اسے مقرر
ایذا پہونچاویگا صلاح یہ ہو کہ گھات مین لگے رہین جبکہ دیو اُنکو غافل پائین
اسکو لیکر ہوا ہوجائین اغلب ہے کہ صبح ہوتے ہی ساٹھ ستر کوس نکلجائینگے پھر
ہمین کون پائیگا ان پریزادون نے اس مصلحت کو پسند کیا اور گھات مین ایکطرف
کو لگے رہے چوکی کے دیوؤن نے جی مین کہا پریزاد آدمی کو چھوڑ کر تھوڑی ہی لیجائینگے
اور نہ اسکے پر ہین جو آپ سے اُڑجائیگا اس گمان سے اُنمین سے کچھ شکار کے
واسطے گئے اور کتنے ہی چرندے پرندے مار کر لے آئے آخر ان کو سب نے بھون
کھایا اور شراب غفلت سے مست ہوکر آدھی رات گئے باغ کے دروازہ مین
قفل دیکر پاؤن پھیلا کر سو رہے پھر یہ کوئی نہ سمجھا کہ مہر آور چار فرشتے لیے جان
کی گھات مین ہو رہا ہے القصہ دیوؤنکو غافل پاکر حاتم کو کھٹولے سمیت لیکر
آسمان کی طرف ہوا ہوے سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر نکل گئے دن
چڑھا ایک محفوظ جگہ دیکھکر اُتر پڑے کچھ ناشتا کرکے سو رہے دیو نکو اپنی کچھ خبر نہ
تھی کہ قیدی کو کون لیگیا ہے خاطر جمع سے بیٹھے چوکی پہرا دیا کیا اور وہ پریزاد حاتم کو
لیکر رات دن چلا کیے جہان محفوظ جگہ نظر پڑتی وہان دم لیتے جب وعدہ گذر گیا تب
مہاکال نے کہا وہ پریزاد جس آدمی کو چھوڑ گئے ہین اُسے لاؤ جب وہین دیو بلانیکو گئے
اور جا اسکو نہ پایا مہاکال کو خبر دی وہ غصہ ہو کر اس باغ مین آیا دیوؤن نے گھبرا کر
کہا اے ظالمو ہم نے مقرر تم ہی نے اسکو کھا لیا ہے دیکھو کیا مزہ چکھاتا ہون یہ کہکر دیونکو قید کیا
اور خوب مارا انھون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کر عرض کی کہ ہمنے اسے ہاتھ
بھی نہین لگایا کھانا تو ایکطرف مہاکال نے کہا جھوٹے ہو مجھے باور نہین ادھر جب وہ پریزاد
حاتم سمیت دریای قہران پر پہونچے اتفاقاً مہاکال کا ایک لڑکا بھی اسکے جزیرہ مین
گیا تھا انکو پہچان کر اڑ پڑا اور چاہتا تھا کہ حاتم کا ہاتھ پکڑ کر ہوا پر اڑا لیجاوے یہین شہزادہ
مہر آور نے ایک ایسی تلوار ماری کہ دیو کا بازو الگ ہو گیا اس نے کہا کہ ابھی
اس پرودہ کے دیوؤن کو خبر کرتا ہون کہ کئی پریزاد ایک آدمی کو لیے جاتے ہین

دیکھو کیسا بدلہ لیتا ہون مہرآور نے یہ سنکر کہا کہ تو کس بیہودہ کا رہنے والا ہے وہ بولا مہاکال
کے دیوون مین سے ہون شہزادہ نے فرمایا جا اپنے مہاکال سے کہہ کہ مین آدمی کو
لئے جاتا ہون خبردار رہ اگر ادہر سے پہرون گا تو تیرے شہر کو تاخت و تاراج کرونگا
یہ سنکر دیو ہوا ہوگیا پھر اسکو بھی پریزاد بدستور لیے اُڑے اتنے مین ایک جنگل کے
قریب جا پہونچے اور حاتم سے کہا کہ ہماری حد تمام ہوچکی آگے جا نہین سکتے ہم کو
رخصت کرو مہرآور بولا اے جوان مین تیرا ساتھ ہرگز نچھوڑونگا حاتم نے کھٹولے
سے اُتر کر چارونکو رخصت کیا اور کہا مجھکو منظور نہین جو میرے باعث سے ایذا پہونچے
مگر اتنا دریافت کرتا ہون کہ اس جنگل سے گذر کیونکر ہوگا اسنے کہا آگے تو پریزاد
بھی اس طرف نجا سکتے تھے کیونکہ دیو انکو ستاتے تھے بلکہ جان کے خواہان ہوتے
تھے چنانچہ ایک دن پریزاد جمع ہوکر دیوون سے لڑے طرفین سے ہزارون مارے
گئے مردم آزار ایذا دہندہ لوگ بہت ہین حاتم نے کہا اگر مین دیو بنکر اس جنگل سے
چلون تو آزار کیونکر کر لیگا مہرآور بولا مین تمام دن ہوا پر اڑونگا رات کو جہان تو
اُترے گا مین بھی اُتر پڑونگا تب حاتم نے لال پر جانور کا نکالکر جلایا اور اسکی خاک
ہاتھ پر ملکر بدن پر ملی وہین دیو کی صورت ہوگیا جنگل [illegible]
غرض تمام دن چلتا شام کو رہ جاتا وہین مہرآور بھی ملتا ایک دن مہرآور نے پوچھا
اے حاتم یہ کس جانور کے پر ہین اس نے کہا جسنے اس مہرہ کے پیدا ہونیکی حقیقت
اور جس صورت سے ایک موتی ماہیار کے ہاتھ لگا تھا اسکی کیفیت سنائی تھی کہ
مین ای مہرآور جب مین شاہ آباد سے نکلا تھا نہایت متفکر تھا غرض ایک درخت کی
نیچے پہونچکر سستانے بیٹھ گیا کہ ایک جوڑا خوش رنگ جانور کا اس درخت پر آ بیٹھا مادہ
نے پہلے تو اس جنگل کی آفت بیان کی پھر آکر اپنے نر کے سامنے بیٹھا پھر دریا کے قہرمان کا
ماجرا بیان کر کے میرا احوال پوچھا کہ یہ کون ہے اس نر نے میری سرگذشت اور
موتیونکی پیدایش کی صورت اور ان کے ناپید ہونیکی صورت جسطرح یہ انڈے
ہین بیان کی اور کہا کہ میں اپنا مفصل احوال ماہیار سلیمانی کے روبرو کہونگا تو سن بھید

الحاصل سارا ماجرا اُسنے اس لیئے نہ کہا کہ مبادا آگے چلا جاوے مین اپنا کام کرنے مین
محروم رہجاؤن غرض مہرآور کے اتنے احوال سے خاطر جمع ہو گئی کہ میرا کام بھی اسی کی
بدولت ہوگا اسکے ابجاتم تو آگے چلا اور مہرآور آسمان کیطرف اڑا غرض رات
کو تو ایک جا ہوتے اور دن کو اپنے اپنے طور پر راہ طے کرتے ایک رات کا ذکر
ہے دونون خوش فضا جگہ مین سو رہے تھے کہ ملوک ساز کے دیوؤن مین کا ایک دیو
آپہونچا اس نے دیکھا کہ ایک شخص اور ایک پریزاد پاس سوتے ہین اس نے جاکر
اور دیوؤن سے خبر کی جب وہ آئے دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کی
پاس لیجانا چاہیے انمین سے ایک نے کہا کیا ضرور ہے ہمارے مجرم نہین ہین اور
انہون نے کچھ تقصیر نہین کی ہے یہ کسی پیردی مین کسی کام کو جاتے ہین رات کا
وقت دیکھکر سو رہے ہین لیکن پریزاد فی الحقیقت جاگتا تھا اسنے انکی باتین سنین
دیوؤن نے کہا انکو جگا کر پوچھیے شاید برزخ کے پردہ کے ہون ایک دیو نے کہا
اگر وہین کے ہین تو تمہین کیا دوسرے نے کہا بادشاہ ملوک کہتا تھا کہ بہت دنون
سے پردۂ برزخ کی خبر نہین ہے مگر مجھے اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر کوئی
یہ بات جاکر بادشاہ سے کہدے کہ اسطرح سے ایک دیو اور ایک پریزاد سوتے
تھے اور بادشاہ تم سے کہے کہ تمنے حضور مین خبر نہین پہونچائی اسوقت کیا حال ہوگا
آخر دونون کو جگا دیا حاتم نے کہا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرہ کو جاتا ہے اس کی
خاطر سے شمس بادشاہ نے مقرنس کو تو جلا دیا اور اسکا ملک چھین لیا ہم اس کو
تلاش کر کے بادشاہ کے پاس لیجائینگے دیوؤن نے پھر پوچھا کہ یہ پریزاد کس پردہ کا
ہے حاتم نے کہا پردۂ طومان کا ہے یہی خبر لیے جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور
مقرنس کو مار کر اُس نے اسکا ملک لے لیا ہے یہ سنکر بولے تم آرام کرو ہم اسے
ڈھونڈھنے جاتے ہین غرض اسے راستہ بتا کر آپ راہ لی بعد تین روز کے دریا پر
پہونچے مہرآور نے کہا دریائے قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا اس کا ادہر
کا کنارہ نظر نہین آتا موجین آسمان کو پہونچ رہی ہین اور آبی جانور

کنارے پر لوٹ رہے ہین اور ہزارون پرندے رنگ برنگ کے پہاڑ دن اور پانون
پر کلیلین کر رہے ہین یہ قدرت الٰہی کا اور بھی قائل ہوا پھر گھبرا کر مہر آور سے کہنے
لگا کہ بھائی ایسے دریا کے پار کیونکر ہو نکلے مہر آور بولا سچ ہی تیز پرندے کی بھی
مجال نہین کہ سات روز مین اس کے کنارے پر پہونچے چنانچہ مین پری زاد ہوکر
نہین اڑ سکتا حاتم نے کہا کچھہ ہو ہمین ہمرخ کی جزیرہ مین جانا ہی مہر آور بولا اگر
چند روز یہان ٹھہرو تو پار اترنے کی تجویز کرون حاتم نے کہا اچھا مہر آور بولا کہ یہان
سے کئی کوس پر ایک میدان ہے وہان کی بادشاہت شمسان بادشاہ کرتا ہے
اسکے پاس بہت عمدہ دریائی گھوڑے تیز رفتار ہین حاتم اور مہر آور ایک ہفتہ کے
بعد وہان پہونچے اور بادشاہ سے ملے بادشاہ نے ان کے آنے کی کیفیت دریافت
کی اور مہر آور نے کہا مجھکو گھوڑونکی ضرورت ہی اگر مرحمت فرمایئے تو عین توجہ ہے
پھر وہ بولا کہ تم کہان سے آتے ہو کہا پرودہ طومان ہے بادشاہ بولا مین تجھے
پہچانتا ہون اغلب ہے کہ مہر آور طومان کا شہزادہ ہی تنہا آنے کا کیا سبب
سنتے اس نے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین گرفتار ہون اس لئے مین جزیرہ
[illegible] اپنی مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر نہ بھولونگا شمسان اٹھکر بغلگیر ہوا اور
[illegible] میں لے آیا اور کہا سب کے سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو
گھوڑے [illegible] مہر آور کے حوالے کیے شاہزادہ گھوڑون سمیت
[illegible] مین آ پہونچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ
[illegible] ہو کر کہنے لگا خبردار اس کی باگ نہ چھوڑنا اٹھانے
[illegible] حاتم [illegible] مین خبردار رہون الغرض دونون لڑکا کر ہوا ہو گئے کئی دن کے
بعد بھوک پیاس کی شدت ہوئی پری زاد نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ اور
ایک صراحی پانی موجود ہے چاہو کہا پی لو حاتم نے دو چار دانے میوہ کے
کھائے اور پانی پیا قدرے توانائی آئی پھر سنبھل بیٹھا چند روز کے بعد
کنارہ نظر آیا کہا بھائی باگ ڈال دو گھوڑے زمین پر آ ترپڑے حاتم نے کہا

اے مہرآور ہمنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ درمیان مین ہے وہ بولا اس جزیرہ کو نہ سمجھیے
کہ دریا سے پار ہوگئے یہ بھی ٹاپو ہے کئی جزیرہ اس مین آباد ہین حاتم نے کہا وہ
شہر یہان سے کچھہ دور ہوگا وہ بولا دس روز کی راہ پر اس نے کہا توقف کیا ہے مہرآور
نے کہا ایک بات کہون تم مانو وہ بولا بسر و چشم فرمایے تب مہرآور نے کہا کہ میرا
ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جا کر لشکر لے آؤن تا کہ ہم تم کر و
فر سے شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا اے عزیز ہم کچھہ یار رسالہ لینے سے لڑنے
نہین آئے جو لشکر درکار ہو وہ بولا یہ مطلب نہین بلکہ اسواسطے کہ غربت مین
پہونچین گے تو کسکو پروا ہے جو ہماری خبرگیری کریگا اور جو اس طرح سے جا نکلیے
تو ہماری پہونچنے سے پہلے اسکا احوال معلوم ہوگا تم گھبرانا نہین مین ایک مہینے مین
آ پہونچتا ہون اس نے کہا مین تنہا ہون وہ بولا کیا مضائقہ کوئی یہان ایذا دہندہ
نام کو نہین حاتم نے کہا خدا حافظ مہرآور جدا ہوگیا جب حاتم کی نظر سے غائب
ہوگیا تو حاتم نے سیمرغ کا پر لیا اور جلا کر اسکی راکھہ پانی مین گھول کر گھوڑے کو پلائی
جیسا تھا ویسا ہوگیا پھر تیر و کمان نکالا اور بارہ سنگے کا شکار کر لایا اسے صاف
کر کے اچھے اچھے گوشت کے پارچے سیخون پر چڑھائے اور بھون کر کہانے لگا اور
پانی پیکر خدا کا شکر کیا اور اسی طرح کئی دن گذری اثنا راہ مین ایک باغ کا
دروازہ دکہائی دیا بیتکلف اندر چلا گیا اور اسکی سیر سے نہایت مسرور ہوا بلکہ وہین
رہنا اختیار کیا گھوڑا بھی ایسا وفادار تھا کہ دن بھر جنگلون مین چر کر اسکو باغ مین
آ جاتا اسی طرح ایک اسٹوارہ گذر گیا اور شہزادہ مہرآور جب اپنے جزیرہ مین پہنچا پیادہ ہو
کر پاؤن پر گر پڑے شہزادہ سب کو تسلی دیتا اور مشتاقون سے گلے لگا کر مان باپ کے
پاس گیا آداب بجا لا کر قدمبوس ہوا انہون نے چھاتی سے لگا کر احوال پوچھا کہ تو لشکر
سمیت جزیرہ برزخ کو گیا تھا پھر لشکر سے جدا ہو کر کس گوشہ مین چھپا تھا کہ فوج
ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تتر بتر ہوگئی پھر لشکر حیران ہو کر واپس آیا عرض کی غلام
نے جو آپ کا کہنا نہ مانا ایک مدت پریشانی اٹھائی برسون آہ و زاری مین کاٹی

سمجھتا ہے کہ اپنے تن کی بھی خبر نہ تھی خدا کسی کافر کی بھی یہ حالت نہ پہونچاوے بلکہ
کسی بندہ کو یہ دکھ نہ دکھلاوے لیکن طالع مبارک تھے کہ آپ آدم زاد تھا اور نام شہزادہ
یمن موتی کی تلاش میں جو مرغابی کے انڈے کے برابر ہو آنکلا تھا فلانی جنگل میں
ہمیشہ یہان میں نے ان سے اپنا احوال سب بیان کیا اُسنے مجھے اقرار دیا کہ جسدم موتی
تیرے ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی تیرے حوالے کرونگا اس بات کو سنکر اسکی مان
ہنس پڑی اور کہا کہ ابتک بھی مزاج سے دور نہیں ہوا پریزاد تو اسکو پا نہیں
سکتے آدمی کو کیا معلوم اور وہ کب ماہ یار سلیمانی سے عہدہ برآ ہوگا شہزادہ نے
کہا وہ شہزادہ یمن ہے عقل و ہنر میں جن پری سے زیادہ ہے پرند کے جوڑے نے اسکو
اس موتی کی بشارت دی ہے جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی سنا تھا میرے سامنے
کہدیا مجکو یقین ہوا وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے انھون نے پوچھا تیرے آنے کا
کیا سبب ہے اس نے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاؤ لشکر بادشاہوں
کی طرح شہر میں داخل ہون بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے
اسباب سمیت ہمراہ کر دئے اسی گھڑی شاہزادہ روانہ ہوا اور وعدہ کے روز
جا پہونچا لشکر کو دریا کے کنارے چھوڑ حاتم کے مکان پر آیا نہ پایا جی میں سمجھا کہ
حاتم نے وعدہ خلافی کی جو پہلے ہی سے چلا گیا مگر حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر پہچانا
کہ وہی گھوڑا ہے پریزادون سے کہا کہ اس باغ میں جاکر اسکو ڈھونڈھو بعد
تلاش کے کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان درخت کے نیچے بیٹھا ہے وہ
اُلٹے پاؤن پھرا اور شہزادہ سے یہ احوال عرض کیا کہ میں ایک آدمی وہان بیٹھے
دیکھ آیا ہون شاید وہی ہے یہ سنتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا پاؤن اوٹھائے وہین چلا
گیا کیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے بیٹھا ہے پکار کر کہا اے بھائی کس فکر
میں ہو حاتم نے جو دیکھا کہ مہر آور ہے اٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونون
باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ
شاہانہ کھڑی ہے پوچھا کہ یہ بارگاہ اور لشکر کس کا ہے مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہے

پھر وہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا حاتم نے
ایک مدت کے بعد انواع اقسام کے کھانے دیکھ کر برغبت تمام نوش جان کیے
پھر طائفوں کو یاد کیا ناچ ہونے لگا صبح کو کوچ کیا یہ خبر [illegible] بادشاہ کو پہنچی کہ شہزادہ
لشکر بیشمار آ پہونچا اور آنے کا مطلب معلوم نہیں اس نے غصہ ہو کر ایک سردار
کے ساتھ کئی ہزار سوار کر کے کہہ دیا کہ جلد جا کر اسکی راہ بند کر آگے بڑھنے نہ پائیں
لشکر سد راہ اتر پڑا اگلے دن میں [illegible] پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان سد راہ
روکے پڑا ہوا ہے میں خبر پہنچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تجھ سے لڑنے کو پہلے سے
فوج بھیجی ہے شاہزادہ نے ایک مرد معقول تو اس سردار کے پاس بھیجا کہ ہم
لڑنے کے ارادہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ یہاں بادشاہ کے حضور میں ایک آرزو پر سنکر
شہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے مہمان ہو کر [illegible] بادشاہ کے حضور میں
حاضر ہوں بخوبی ملاقات ہوگی مہر آور نے بادشاہ کو عرضی بھیجی بادشاہ نے فرمایا اگر کچھ
ارادہ ہو تو کسی پر تکلف مکان میں اترا اور مع مصاحب شہر میں داخل ہو
اور لشکر قریب شہر باغ میں اترا پھر ماہ یار سلیمانی نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس
بھیجا کہ دریافت کرو آپ کیونکر تشریف لائے ہیں بیٹے کہا کہ شہزادہ یمن کو آپکی قدمبوسی
کی نہایت آرزو ہے چنانچہ اسکو لے آیا ہوں آپ بھی اس سے کہا کہ محظوظ ہونگے یہ سنکر
بادشاہ نے پہلے مہمانی بھیجی دوسرے روز حاتم کو بلوا کر ایک کرسی جڑاؤ پر بٹھا کر مہربانی
سے پوچھا کہ یہاں کس ارادہ سے آنا ہوا حاتم نے کہا خدا مسبب الاسباب نے پہونچایا یہ
کہکر بیضہ سیمین جو حسن بانو نے موتی کا نمونہ دیا تھا دکھلایا اور کہا کہ اسکا ثانی اگر
عنایت ہو تو عین الطاف ہے ماہ یار سلیمانی نے کہا کہ اسکا دوسرا تو ملیگا حاتم نے کہا
آپ ہی کی سرکار میں ہے مرحمت ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر تو میری ایک شرط بجا لاوے تو موتی کے
ساتھ بیٹی بھی ہے حاتم نے عرض کی مجھکو صرف موتی درکار ہے صاحبزادی کے آپ مختار
ہیں شہزادہ مہر آور کو بلوا بھیجئے اسنے وہیں بلوایا اور گلے لگا کر ایک کرسی پر بٹھایا حاتم
نے تحفت و نذر کرکے اس موتی کی پیدائش کا حال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی

سر نہچا کیے سنا کیا غرض جو کچھ اس پرندے سے سنا تھا تمام و کمال کہہ سنایا بادشاہ
تحسین و آفرین کرنے لگا اور محل میں جا کر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی
کو دلہن بنائیں بیاہ کی تیاری کریں حاتم موتی کو دیکھکر خوش ہوا اسکے بعد بہت سے
گھوڑے ہاتھی جڑاؤ ساز و یراق سے سجوا کر منگائے اور شاہزادی کو بنا سنوار کرکے
چند سہیلیاں خوش پوشاک سب سے غلام حبشت و چالاک سمیت مجلس میں بلوایا
حاتم کی نگاہ جو اسپر پڑی کہا کہ یہ میری بہن ہے یہ شہزادہ مہرآور کے لایق ہے لازم ہے
کہ اپنی رسم کے موافق شادی کر دو اور بعد مجھے دو دو دن تک ماہ یار سلیمانی نے مجلس
نشاط کا حکم دیا اور لڑکی کو اپنے دستور کے موافق مہرآور کے ساتھ بیاہ دیا الحمد
للہ کہ عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچے ایک مہینہ کے بعد شہزادی سمیت بادشاہ
سے رخصت ہو کر چند روز میں اسی دریا پر آئے حاتم نے کہا کہ اے بھائی تم اپنے ملک
میں سدہارو میں اپنے شہر کو جاتا ہوں مہرآور بولا بھائی جان مروت سے بعید
ہے جو ایسی جا سے خطرناک میں تنہا چھوڑوں میرا ارادہ ہے کہ باشان و شکوہ
ہم تم شمس بادشاہ سے ملاقات کریں پھر اپنے لشکر کو فرمایا کہ جلد سرانجام تیار کریں
اور آپ بھی سواریون سمیت پار اترین یہ کہکر بدستور دونون گھوڑے پر سوار ہو کے
اور چند روز میں دریائے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل میں اترے
دیوؤں کو خبر ہوئی کہ پریزادوں کا لشکر آ پہونچا ہے وہ بھی جمع ہو کر سر راہ آ پہونچے آدم
شاہ ایک پریزاد سے پوچھا کہ اے عزیزو ہم دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے
خانہ زاد ہیں ہمارا قصد تم سے لڑنے کا نہیں ہے شمس شاہ کی مبارکباد کو جاتے ہیں
کہ اس نے لعنت کے غضب سے نجات پائی ہے انہوں نے کہلا بھیجا
کہ ہمارا بھی ارادہ لڑنے کا نہیں ہے صرف ملاقات کو آتے ہیں غرض ان کے
سرداروں کو بلا کر ملاقات کی اور حاتم کو ایک کونے میں چھپا رکھا پھر انکو انواع و
اقسام کی غذا اور رنگ برنگ کی شراب پلا کر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا
چند روز میں دیووں کی سرحد سے نکلا اور شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ حاتم اور مہرآور

میری ملاقات کو آتے ہیں یہ سنکر مہہ لشکر استقبال کو چلا اثنا راہ مین باہم ملاقات
ہوئی خوش ہو ہو کر بغلگیر ہوے حاتم نے تمام ماجرا اپنا اور مہر آور کا سنایا یہ سنکر
شمس شاہ نے کہا کہ اے مہر آور یہ احسان تمہارا ہے جو ان کو صحیح و
سلامت مجہہ تک پہونچایا شب و روز اسکے لیے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگی تلخ تھی
الحمد للہ کہ یہ زندہ سلامت آملا پہر مہر آور کو لشکر سمیت ایک باغ میں اتارا
چالیس روز تک حقوق مہمان نوازی بجالایا اکتالیسوین روز مہر آور نے حاتم سے
کہا کہ ای شہزادہ یمن تو نے مشقت سفر کی اٹھائی اب بہی تیرا کام نہ ہوا خاطر جمع
رکہہ کہ ایک دم مین تجھے تیرے شہر مین پہونچاے دیتا ہون یہ کہکر کئی پریزادون
سے کہا کہ ابہی شہزادہ حاتم کو اڑن کہٹولے پر بٹہا کر یمن مین پہونچا دو پریزادون
نے اسی دم اسکو اڑن کہٹولے پر بٹہا کر شاہ آباد کا رستہ لیا اور اڑتے چلے
گئے جب ماندے ہوتے دلچسپ جگہ جا اترتے قدرے دم لیکر پہر اڑتے بعد
چند روز شاہ آباد کے نواح شہر مین پہونچا حاتم نے اپنی رسید لکہہ کر پریزادون کو دی
اور رخصت کرکے آپ شہر مین داخل ہوا حسن بانو کو خبر پہونچی کہ وہ جوان
صحیح و سلامت پہر آیا اسنے بدستور پردہ کے اندر بلایا اور ایک طلائی
کرسی پر بٹہایا حاتم نے بیٹہتے ہی موتی بٹوے سے نکالکر اسکو دکہایا اور سیر
گذشت ماجرے سنائی وہ کمال شادمانی سے حاتم کی ہمت کی ثنا و صفت
خوان ہوئی حاتم وہانسے رخصت ہوکر مہمان سرا مین آیا اور منیر شامی سے تمام ماجرا
کہہ سنایا یہ اسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لیکر کہنے لگا کہ بہائی خوش ہو خاطر جمع رکہو
وصال یار نزدیک ہے ایک سوال رہگیا ہے انشاء اللہ اسکو بہی پورا کرونگا

جانا حاتم کا حمام باد گرد مین اور نہلانا حمام کا حوض مین پہر گرفتار رہنا طلسمات مین اور توڑنا طلسم کا تیر لگا کر طوطے کو اور الماس کا
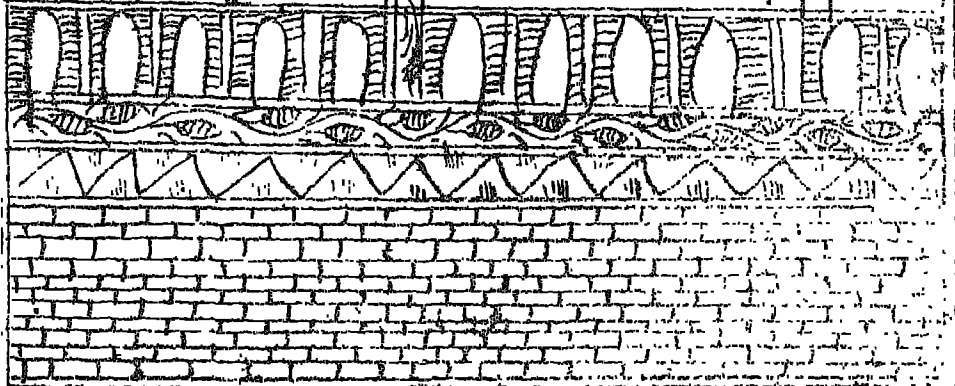
شیر شاہی سیہ سنگ سے آدمی بنا اور حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسے اٹھا کر گلے لگایا
غرض وہ دونوں سات روز تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا یہ ان کی ماندگی
بالکل صحیح ہو گئی تو شہزادی دل شاد ہو کر حسن بانو کے دروازہ پر آیا چوبداران

نے خبر کی اس نے بدستور اندر بلا یا کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے ساتوان سوال پوچھا حسن بانو نے کہا حمام بادگرد کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام ہے مین نے سُنا ہے کہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اسمین لوگ کیونکر نہاتے ہین لازم ہے کہ اس کا اور اس کی بنیاد کا احوال تحقیق کرکے آؤ حاتم نے کہا اتنا بھی جانتی ہو کہ یہ کہان ہے حسن بانو بولی کہ دکھن اور پچھم کے کونے مین سُنا ہے مگر اس کی پیدایش کا حال معلوم نہین اور یہ بھی نہین جانتی کہ کس پردہ مین ہے یہ بات سنکر حسن بانو سے حاتم رخصت ہوکر دھا نسرائے مین آیا منیر شامی کی بہت سی دلداری کی کہ انشاءاللہ اب کی کا سفر کر آؤن تو تیری معشوقہ کو تجھ سے ملاؤن یہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر لانے کا اور منیر شامی و حسن بانو کے بیاہے جانے کا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک بڑے شہر مین جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئین کے گرد مجمع مرد و زن کا فراہم ہے ایک شخص سے حاتم نے پوچھا یہ انبوہ کیسا ہے کسی نے کہا کہ ایک عزیز ہمارا جاکر کنوئین کی جگت پر بیٹھ رہا تھا آج تیسرا دن ہے کہ وہ کنوئین مین گر پڑا ہے اور بہت ان ڈولتے ہین پر اس کی لاش نہین نکلتی خدا جانے کیا بلا ہے اور کوئی اندر نہین جا سکتا خطر لیئے ہوئے ہین آخر ستا کہ مبادا اژدہا ہو اور نگل جاتا ہے اور اسکی ہان کر بان چاک ضائع ہوان آواز ایسی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہے کہ پرندہ بھی فریاد کرنے لگا بلکہ پتھر تک جگر پانی ہوکر بہ گئے یہ دیکھکر حاتم کا دل بھر آیا اور اُن کو تسلی دیکر کہنے لگا کہ مرضی الہی چارہ نہین صابر و شاکر رہا چاہیے اسنے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن جو اسکی لاش بھی ہاتھ آتی تو دفن کرکے اسکی قبر سے اپنے دل بیتاب کو تھوڑی بہت تسلی دیتی اور صبر کرتی کیونکہ مرے کی نشانی بھی بہت ہے چنانچہ ہر ایک کی منت کرتی ہین اور ہزاروں روپے

دینے کو موجود ہین لیکن کوئی میرے حال تباہ پر رحم نہین کرتا اور نہین بتاتا آج یہ
ارادہ ہے کہ آپکو اس کنوئین مین ڈالدون اور اسکی لاش تلاش کرکے نکالون
یہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھہ مین تمھارے بیٹے کی لاش کو ڈھونڈھ لاتا ہون تم میرے
آنے تک یہین منتظر رہنا انھون نے کہا اے جوان جانے کا کیا ذکر ہو ہم تجھے پہنچا دینگے
وہان بھی یہین کرینگے حاتم بولا ایک ماہ تک میرا انتظار دیکھنا اگر آیا تو آیا ورنہ اپنے
کاروبار مین مشغول ہونا یہ کہکر کنوئین مین کود پڑا اور غوطے کہاتا ہوا ایسا تہ تک پہونچا
کہ سر تہ کو پاؤن لگے آنکھین کھولدین نہ کنوان نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن
دکھائی دیا آگے چلکر باغ لطیف نظر آیا بے تامل اندر چلا گیا ہر قسم کے پھول میوہ دار
درخت دیکھے اور باغ خوشبو سے مہک رہا تھا کہ دماغ معطر ہو گیا جی مین آیا کہ ایسی
خوشبو کہان سے آئی اسکے امتحان کے لئے پھر ایک تختہ کی سیر کر رہا تھا کہ ایک جماعت
پریزاد کی بیٹھی ہوئی نظر آئی اور ایک جوان خوبصورت بیٹھا نظر آیا حاتم تھوڑی
دور پیچھے گنجان درختون مین چھپ رہا اور تماشا دیکھنے لگا اسی تماشا مین ایک کی نظر
اس پر جا پڑی پکار اٹھی چھپنے والا کیا کہتا ہے یہ آدمی زاد کون ہے پھر جاکر شکر کی
خدمت مین عرض کی کہ ایک شخص آدمی کی قوم سے فلانی درخت مین چھپا کھڑا ہے
یہ سنتے ہی پریزاد نے جوان سے کہا کہ تمھارا بھائی ہے اور بھی آپہونچا اگر کہو تو تمھارے
پاس لے آئین تمھارا ہی کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت بہتر تمھین بھی اپنے جنس کا
کمال خیال تھا الحمد للہ خدا نے بھیجا اس پری نے دو ایک مصاحب سے کہا کہ تم
اسکو با تمکین شایستہ لاؤ وہ جاکر لے گئے اور پاس تخت کے پہونچا
وہ جوان اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے پاس بٹھا لیا بڑی تعظیم سے بجا لائی احوال
پوچھنے لگے کہ تم کون ہو کیا نام ہے کہان سے آئے ہو حاتم بولا مین یمن کا رہنے والا
ہون شہر شاہ آباد سے آیا ہون حمام بادگرد کی خبر کو جاتا ہون میرا نام حاتم
ہے اثنا سفر مین کنوئین پر آنکلا بہت سے لوگون کو روتے دیکھا اس جوان پیرزال کی ماں
باپ کی حالت بہت دگرگون اور متغیر ہو گئی بے اختیار اسکے پاس جاکر پوچھا

کہ تم اس طرح کیون بلبلاتے ہو کہ سننے والونکی چہاتیان پہٹی جاتی ہین وہ آہ
بہر کر بولے کہ اس کنوئین مین ہمارا یوسف گم ہو گیا ہے اس سے ہماری چہاتی دو ہوے
جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو خدا کی راہ کے واسطے اسمین جاکر اسکی لاش نکال لاوے
جب مین نے یہ کلمہ سنا بے اختیار آپکو اس کنوئین مین گرا دیا یہانتک پہونچا
اب مین نہین جانتا کہ انکا بیٹا تہا یا کوئی اور پر ایک آدمی کو دیکہتا ہون یہ سنکر اسنے کہا اے
بہائی جو شخص اپنی بی بی سمیت تہا مین اسکا بیٹا ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ مین اس کنوئین پر
آ نکلا یہ رشک پری مجہے نظر آگئی فورًا اسکے جلوہ پر شیدا ہوا پاس گیا اور اسکی چاہ مین
پاؤن لٹکا کر بیٹہ رہا ہم سبق وقفس بہی ہر روز اپنی جہلک دکہا جاتی تہی لیکن مجہے اسنے کہا سوالی
سے تسلی ہوتی تہی آخر اسکے سلسلہ محبت کی کشش نے ایکدن مجہکو اس چاہ عمیق مین
گرا دیا پہر یاد نہین اسطرح اس گل خوبی کی جستجو مین گرتا پڑتا یہانتک پہونچا بارے
اسنے میری خستہ حالی کو دیکہکر نہایت مہربانی فرمائی اور مجہہ تشنہ آب وصال کو اپنے جام وصل سے
سیراب کیا حاتم نے کہا حیف ہے تو یہان رنگ رلیان اڑا رہا ہے اور وہان تیرے ماں باپ کا حال
تباہ ہو رہا ہے یہی انصاف ہے وہ بولا اب مجہے اس بغیر جینا محال ہے اگر یہ رخصت دے
تو جاؤن حاتم نے کہا اللہ کے صبر کر مین تیرا احوال عرض کرتا ہون یہ کہکر پری کیطرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سراپا ناز دردمندونکی دمساز مہربانی ہو دو تین کہ اسکے ماں
باپ آتش دوری سے جلتے ہین اور وہ مفارقت سے شمع کیطرح گلتے ہین بہتر ہے کہ اس
جوانکو دو تین دنکی رخصت دو یہ جا کر انکی چہاتی سے لگے اور دل ٹہنڈا کرے وہ مسکرا کر بولی کسنے
منع کیا ہے چلا جائے یہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہے یہ سنکر حاتم اوسکا منہ دیکہتا رہا اور حیران
کہا کہ چل پری نے پروانگی دی وہ بولا یہ اجازت نہین ہے بلکہ طعنہ ہے کہ میری رضامندی نہی ہے
کہ مجہسے اسطرح قول کرے تو خاطر جمع رکہہ اور اپنے گہر جا مین تیرے پاس ہفتہ مین دو تین بار آیا کرونگی وقت
آجاؤنگی اور کبہی اپنے دل سے نہ بہلاؤنگی یہ سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا اور کہا خدا کے واسطے
اسپر مہربانی فرما اور یہ جو کہتا ہے قبول کر پری متامل ہو کر بولی کہ ہماری قوم کی یہ
چال نہین ہے سیکہے جو چاہے ہمسے نہین ہوتی اتنی گرمی نہ کیجے حاتم نے کہا اگر معشوق ایسی

گرفتار کے حال پر رحم کھائیے تو مین کچھہ عرض کرون کیونکہ مین نے فلانی فلانے
پیرد ستکی پریون سے سُنا ہے اور ملاقات کی ہے اور ان کے لطف و احسان عاشقون
کے حال پر ایسے دیکھے ہین تم کہتے ہو کہ ہماری قوم سے اسطرح سلوک کوئی نہین
کرتا ہین کیونکر مانون بلکہ آدمزاد ہوتا اور جتنا کار پرن پریزاد عالم دوستی مین وفادار
اور فرمانبردار ہین یہ سنکر پری نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ جھوٹا بیان ہے مجھے دیکھنے
چاہتا ہے تیری بناوٹ ہے جوان بولا جو کچھہ تم فرماتے ہو سچ ہے اس تمہید کے صدقے
جایئے مین نے گھر بار تمہاری خاطر چھوڑا جان سے ہاتھ دھوکر آپکو اس کنوئین مین
گرایا صدمہ اوٹھا کر یہان تک پہونچایا ہے اسپر بھی مین چاہنے والا نہ ٹھہرا
بیت ہوے تم نہ واقف مرے حال سے ٭ مین صدقے رہا جان اور مال سے
یہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سنی ہین کیا واہی تباہی بکتا ہے خیر جانون
کہ تجھے چاہتا ہے جو کچھہ کہون وہی بجا لاوے وہ بیچارہ اوٹھ کھڑا ہوا کہ
کیون ستاتی ہو جو منظور ہے جلد فرماؤ اسنے اپنی لوگون سے فرمایا کہ ایک کڑاہ
مین گھی بھر کر چولھے پر چڑھا دو جب وہ کڑ کڑ کرنے لگے مجھے خبر کرنا انہون نے ویسا ہی کیا جسوقت
گھی کھولنے لگا اسوقت جوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیون جی ہین تم چاہتے ہو تو اِس
مین کود پڑو جوان بے تامل خوشی خوشی اس کڑاہ مین جانا چاہتا تھا کہ آپکو اسمین گرادے
پری دیوانون کیطرح دوڑ پڑی بیتابانہ اسکے گلے مین لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق
ہے غرض اسی طرح عیش و عشرت اور مہمانداری مین ایک مہینہ گذر گیا اور
وہان کنوئین پر جو لوگ بیٹھے تھے دن گن رہے تھے اور کہتے تھے آخری روز وہ
جوان نہ نکلا تو اپنے گھر چلے جاوینگے الغرض تیسوین دن حاتم نے
اٹھکر اس جوان سے کہا مجھے کام ضروری ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے کہا
ہے وہ وفا کر دیو پری بول اوٹھی بہت بہتر حاتم نے کہا بشرطیکہ تم عہد مضبوط کرو
اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو درمیان دو تب مجھے باور ہو پری نے قسم کھا کر کہا
کہ قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون سے کہا ان دونون

جوانون کو کنوئین پر پہونچا دو انہون نے ایک ہی جست مین دونونکو کنوئین پر پہنچا
دیا سب لوگ دیکھکر حیرت مین آگئے مان باپ دیکھکر حاتم کے قدمونپر گر پڑے
خوشی خوشی اپنے شہر مین داخل ہوے نہایت تکلف سے حاتم کو مہمان رکھا
اور پری بھی وعدہ پر آنے لگی بلکہ یہی معمول رکھا حاتم نے اس کی راستی اور
دوستی دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت بھی اچھی ہو
اور سیرت بھی یہ دیکھکر رخصت ہوا ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی اس کے
شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کہڑا ہوا تھا حاتم سے اسنے کہا السلام علیکم
اے جوان مرحبا اس نے کہا وعلیکم السلام اے مرد با صفا اسکے بعد اس
نے کہا اے مسافر آج کے روز میرے گھر مین رہ اور میرے کھانے مین شریک
ہو تو عین مہربانی ہے حاتم بولا کہ نیکی کا کیا پوچھنا اسی دم وہ پیر مرد مجکو اپنے
گھر لے آیا باتین شایستہ کر کے با ضیافت کھانے کے بعد پیر مرد نے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اس نے کہا حاتم نام ہے اور یمن کا رہنے والا ہون حمام باد گرد کی
خبر کو جاتا ہون اس نے سر نیچا کر لیا اور پھر کہا اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے
تجھے ایسی جگہہ بھیجا ہے اور مشکل تو یہ ہے کہ کسی نے اسکا نشان معلوم نہین دوسرے
وہان جو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان جانے کا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دہو لے
غسل میت جیتے جی بجا لائے کیونکہ اسکا راستہ اول منزل سے کم نہین اور سر راستہ مین
جا رہن شہر قطان کا بادشاہ ہے اسکی سرحد مین چوکی بیٹھی ہے جو کوئی اس جگہ کی
خواہش کرے پہلے میرے پاس لے آؤ معلوم نہین اسکو رو برو بلا کے کیا کرتا ہے مار ڈالتا
ہے یا اسکو چھوڑ دیتا ہے یہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سوداگر بچی پر منیر شامی
عاشق ہوا اپنا خانمان برباد کر کے اس شہر کے کاروانسرا مین بیٹھا رہتا ہے اسکے
واسطے یہ رنج اپنے اوپر گوارا کر کے کئی برس سے اسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون اس
سوداگر بچی کے چھ سوال اللہ کے فضل و کرم سے پورے کر چکا ہون اب ساتوان
سوال حمام باد گرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون کیا قسمت دکھاتی

سے پیرمرد بولا آفرین تجھپر اور رحمت تیری ماں باپ پر جو بگانے کے واسطے
عیش وعشرت چھوڑ کر فقیری اختیار کی مصیبت سہی لیکن صلاح یہ ہے کہ اب اس
خیال محال کو دل سے دور کرو اور یہیں سے پھر جاؤ اس سے کہو وہ طلسمات ہے
کوئی نہیں جانتا اور اسکا پتہ نہیں ملتا یہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جھوٹ اس
سے کس طرح بولوں بات کیونکر نباہوں یہ انصاف نہیں کہ وہ عاشق بیچارہ مدت
مدید سے انتظار کے سبب سے جان بلب ہے فقط امید وصال پر دم اسکا بھرتا
ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھ سے پیکر اپنی حیات کو تازہ
کرے حیف ہے کہ میں اسکے کام میں پہلوتہی کروں پس خدا کو کیا جواب دونگا
کیونکہ جو کوئی عند اللہ کمر ہمت باندھتا ہو جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جنہوں نے
خدا کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا ہے وہ مجہول مطلب نہیں پھرا اس جہاندیدہ
نے کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر زنہار اسطرف نہ جا اگر میرا کہنا نہ مانیگا حقیقت
سنیو کہ ہے پیرمرد نے کہا اطراف کشام میں ایک دریا تھا اس میں بہت سے
مینڈک رہتے تھے ان میں سے کسی مینڈک نے اپنی قوم سے کہا جی تو
یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر کریں اور دریا میں جا کر رہیں کیونکہ مسافری
میں بہت سے فایدے ہیں فقیر غنی ہو جاتے ہیں اور مفلس مالدار وطن میں
کسی کو دولت حاصل نہیں ہوتی ہے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر ہاتھ نہیں
آتی یہ سنکر اس کی قوم نے کہا اے نادان یہ خیال باطل تیرے دل میں آیا ہے
اس سے ہرگز راحت نہ پائیگا مفت میں رنج اٹھائیگا آخر اپنے کیے سے بہت
پچھتائیگا اسنے نہ مانا اپنے بھائی بندوں کو فرزندوں سمیت وہاں سے نکال
کر ایک دریاے عظیم کی طرف ہر چند کہ آبی جانوروں کو خشکی میں
چلنا دشوار ہے اسپر بھی اوچھلتا کودتا خوشی خوشی چلا جاتا تھا قضا سے کار
راہ میں ایک چشمہ مل گیا اس میں ایک سانپ رہتا تھا بہت
اپنے وہاں کے سبب مینڈک نے کہا یہ تو چند روز سے بھوکھ

خدا اسکو پالی تھی بھوک سے جھنجھلا رہا تھا سیکھے ہی بے اختیار لپکا ایک ایک کو چُن کر کھا گیا کسی طرح سے وہ آپ بھاگ کر دریای قدیم میں آپڑا لیکن وہ بیچارہ بال بچون کے غم میں سر دھنتا ہے اور اپنے کئے کو پچھتا رہا تھا ہر چند وہ لعنت ملامت کرتے تھے جواب دیتا تو درکنار دم نہ مارتا تھا غرض جو کوئی بزرگون کا کہنا نہیں مانتا اسکا یہی حال ہوتا ہی پس اے جوان یہین سے پھر جا گرمی نہ کر حمام بادگرد میں نہین پہونچیگا تیرا مغز خراب ہوگیا ہی علاج کر یہ سنکر حاتم نے جواب دیا اے مرد بزرگ جو تو کہتا ہی بہتر ہی لیکن جو بات خدا کیواسطے ہو اس سے منہ پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوی سے بہایت دور ہی لیکن کرم خدا سے امیدوار ہون کہ اس جوان کی مراد میرے ہاتھ سے برآئے خدا کیواسطے اگر کوشہر قطان کی راہ جانتا ہے تو مجھے بتا دے اس مرد پیرنے کہا ای مسافر داہنی طرف کا راستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت سے قضیے ملین گے انکے بعد ایک پہاڑ نظر آویگا اسکے نیچے ہزارون بلائین آفتین ہین اگر ان سے بچکر نکلے گا تو ایک صحرای عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی تھوڑی دور جاکر دوراہا ملیگا بائین طرف کو دیا بیگا کہ وہ راہ پاکیزہ و پر فضا ہے بخوبی شہر قطان پہونچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہے مگر اس مین خطرے اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا کہ زندگی کوئی بھی نہین سکتا اور بے اجل کوئی مر نہین سکتا قریب کا راستہ چھوڑ کر راہ بعید کیون اختیار کرون پھر مرد نے کہا تو نے نہین سنا ہے وہ راست بر و اگرچہ دور است زن فحبہ مکن اگرچہ حور است مگر کہ مرتا نہین کوئی بے موت لیک تو منہ مین اژدہے کے گھس جا دیکھ سیرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا حاتم رخصت ہوکر روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز کثرت سے سنی جی مین کہنے لگا آج شہر مین کسی کے گھر شادی ہی لوگ شہر کے جمع ہین سر اچھے کپڑے پہنے ہین اور شیونڈ سے پیرے استادہ ہین فرش ستھرا پاکیزہ بچھا ہی جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر مجمع کے قریب نقارے بج رہے ہین اور مجلس میں الگ ناچ ہو رہے ہین اور

چولہون پر دیگین کھڑک رہی ہین کھانے پک رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا
اسے یارو کیون آج شہر مین کیا شادی ہے وہ بولے کہ اس شہر مین یہ رسم ہے برسوین
دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بھی اپنی لڑکیون کو جو بالغ ہین
انکو دلہن بناکر عطر اور ہار رکھے مین بساکر خیمون مین بٹھا دیتے ہین پھر جنگل کیطرف سے
ایک بڑا سانپ آتا ہے اور ایک جوان کی شکل بنکر ہر ایک خیمے کے اندر جاکر ان
سبھونکو دیکھکر جو پسند آتی ہے اسکو لیجاتا ہے ہم وحشت سے بیحیائی کی نقاب منہ پر ڈال کر
مجبوراً شادی رچاتے ہین دیکھئے کسکی لڑکی پسند کرے ہر ایک کو یہی دھڑکا ہے
آج نقارے بجتے دیکھے ہین کل چھاتی پیٹتے دیکھوگے ایکدن کی شادی اور سات
دن کا غم ہمکو ہر سال سے شام کے وقت مقرر آئیگا کسی نہ کسی کے سر پر
آفت لائیگا یہ ماجرا سنکر حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ یہ کام جن کا ہے فی الحقیقت
وہ سانپ نہین پھر ان سے مخاطب ہوکر کہا اے عزیزو یہ تم پر بڑی بلا آتی ہے
انہون نے کہا کیا کرین اس مین کچھ اپنا چارہ نہین جو خدا چاہے سو کرے مثل
مشہور ہے سنگ آمد سخت آمد ایسا ہم کسی کو نہین دیکھتے جو للہ کے واسطے اس
بلا کو دور کرے حاتم نے کہا مین آفت کو اسی رات دفع کرتا ہون تم مجھکو اپنے
سردار پاس لیچلو وہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ لیگئے بادشاہ نے کہا کیا بات ہے حاتم
نے سب کہا یہ سنکر اس نے کہا اے جوانمرد اگر یہ تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو ہم سپاہ و
رعیت سمیت تیری اطاعت کرینگے حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کیواسطے
کرتا ہون جو قدم آگے بڑھاتا ہون مولا کی راہ مین دھرتا ہون اگر یہ کام کرونگا
تو کسی پر احسان نہین جو کچھ مین تم سے کہون قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسرو
چشم کہا جسوقت وہ آئے اور جب لڑکی کو پسند کرکے لے چلے اسوقت اس سے
کہو کہ صاحب تم لیجانے مین مختار ہو مگر اتنی بات تم ہماری سنو کہ ہمارا ایک بڑا
سردارزادہ مدت کے بعد آیا ہے ہم سب کے سب تابع ہین اسکے بے کہے اس
لڑکی کو تمہارے ساتھ نہین کرسکتے اگر تمہارے ساتھ کرین تو عین خطا ہے کیونکہ

سلوک کس کر پلاتا ہون وہ بولا اسے رسم ہو تو تو بھی آمین پی لونگا حاتم نے اپنی جیب
سے نکال کر تھوڑے سے پانی مین گھسکر پلا دیا جیسے کہ جانتا تھا کہ اسکا بیٹا میرے حق مین سم
قاتل ہوگا تب قلم علم بھی فراموش کیا اسپر وہ بیٹا بھی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم
ہو تو اسکو بھی بجا لاؤں پر مستعد ہون حاتم بولا تیسری رسم یہ ہے کہ ایک تاب مین
تم اترو ہم اسکا منہ بند کرین تم پھر اسکے باہر نکل آؤ تب خوشی سی تمہارا بیاہ ساتھ
لڑکی سو کر دین اور جو اسمین سے نہ نکل سکو تو ہزار لعل اور دو ہزار الماس اور موتی مرغی
کے انڈے برابر جو پہریون کے ملک ہون سے منگا رہی تو وہ کہنے لگا وہ جلد لاؤ
وہ دیگ کہان ہے حاتم نے ایک بڑی سی دیگ منگوا کر اسکے آگے رکھی اور کہا بسم اللہ
وہ فوراً اسمین اتر پڑا حاتم نے اسکے منہ پر ڈھکنا دیکر ہاتھ مضبوط باندھکر اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا اور اس سے کہا کہ اب باہر نکل اس اسم اعظم کی برکت سے اسکا
ڈھکنا پہاڑ سے سوا بھاری ہو گیا کتنا ہی اسنے زور کیا پر نہ نکل سکا تب حاتم نے
لوگون سے کہا کہ اب اسکے آس پاس نیچے اوپر لکڑیان رکھکر آگ بھڑکا دو انہون
نے ویسے ہی اسکے کہنے پر عمل کیا جب پکارا کیا مین جلا مین جلا لیکن کسی نے اسکی فریاد نہ
سنی آخر جلکر خاک سیاہ ہو گیا پھر حاتم نے سب لوگون سے کہا تھوڑی سی زمین
کھود کر اسکو گاڑ دو اور تم اپنے اپنے گھرون مین جاکر چین کرو خدا نے اس بلا کو
تمہارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوتا اور وہ بیوفا کیا سلوک کرتا بادشاہ
نے یہ حال دیکھکر حاتم کی بہت تعریف کی باشندے شہر کے سب پاؤن پر گر پڑے پھر
بادشاہ نے بہت سی اشرفیان اور روپیہ اور کئی کشتیان ملبوس جواہر کی منگوا کر
اسکے سامنے رکھین اسنے کہا مجھے درکار نہین خدا نے سب کچھ دیا ہے تو فقیرون کو
حوالے کرو خوشی ہو اور ہمین اجر دے کیونکہ جو شخص خدا کی راہ مین دیتا ہے
وہ مزدوری نہین لیتا شہریار نے اسی گھڑی فقیرون کو بلوایا اور اس
مال کو تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا دوسرے دن رخصت ہو کر آگے
بڑھا چند روز کے بعد اس پہاڑ کے نیچے جا پہونچا جسکا ذکر اس پیر مرد نے کیا تھا

چوتھے روز پھر سے کو اُٹھا کر شکر کا دوگانہ ادا کرکے روانہ ہوا چند روز کے بعد
ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیا یہ اُس میں داخل ہوا لوگوں نے جو اسے اجنبی دیکھا
پاس آکر پوچھا اے جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے وہ حیران
ہو کر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا چھپکلیوں اور ببول کے کانٹوں کی مصیبت اژدہا
کے جنگل اور بچھوؤں کی آفت تجھ پر نہیں پڑی حاتم بولا غریب تو بلا ان میں مبتلا ہوا
تھا لیکن بدولت الٰہی کے اس راہ میں اژدہات کے بچوں اور ببول کے کانٹوں کے
سوا کوئی گزند باقی نہیں سوداگر جو وہاں اُترے تھے اسباب کو سنکر مستعد ہوئے کہ
اب اسی راہ سے آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر وہ لاد پھاند کر چلے
گئے یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ کاروان ایک مسافر کے کہنے سے معلوم ہوا کہ جس راہ
سے اژدہات اور ببول کا جنگل تھا ہے اُس رستے سے چلے گئے حکم کیا کہ بہت
سے ہرکارے ان کے پیچھے جائیں ان کا حال دریافت کریں اور حاتم کو بلا کر
پاس رکھا اور کہا اے مسافر راہ کی ماندگی مسافرت کے صدمے بہت اُٹھائے
چند روز یہاں دم لے پھر جہاں چاہے وہاں جائیو مطلب یہ تھا اگر سچا ہے تو بہتر
ورنہ سولی دونگا اس ارادہ پر چند روز اسکو رکھا اور کہا یہاں سے کہیں
نہ جائے اور وہ لوگ جو رستہ کی خبر لینے گئے تھے اس قافلے کے پیچھے لگ گئے
جا بجا اسکے اُترنے کے نشان پائے آفت کہیں نہ دیکھی چھپکلیوں کے جنگل
سے صحیح و سلامت گزرا پھر چند روز کے بعد اپنے شہر میں آ پہونچے بادشاہ
سے عرض کی کہ جو کچھ اُس مسافر نے کہا سچ ہے اب کوئی آفت اس راہ میں نہیں ہے
تب شہریار نے ہر ایک طرف اشتہار بھجوائے کہ فلانی راہ آفتوں سے پاک ہو چکی
جس کا جی چاہے بیخوف و خطر آئے جائے اور حاتم سے بہت سی معذرت اور منت
کی اور کہا اے جوان مجھ سے خطا ہوئی معاف کر پھر بہت سا زر و جواہر اسکے
آگے رکھا حاتم بولا مجھے آپ کا قصور بظاہر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جس
روز سے تمہارے شہر میں آیا ہوں بآرام تمام رہتا ہوں یہ کیا سبب ہے

جو تم معذرت کرتے ہو فرمایا تم نہیں جانتے تھے کہ میں ظاہر سلوک کرتا تھا فی الحقیقت
نگہبان تمہارے لئے معین کئے تھے کہ جب تک اس جنگل کی راہ کی خبر نہ آ لے
تم جانے نہ پاؤ گے اگر جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمکو سولی دیتے حاتم نے عرض
کی یہ تو عین انصاف ہے تم عبث عذر کرتے ہو میں نے جھوٹ نہیں کہا تھا کہ
کا دستور نہیں ہے تمہاری اس بات سے آزردہ ہوتا کیونکہ عادل ان کو ہونا
چاہئے خدا تمکو اپنی پناہ میں رکھے تمہارا مالک تمہارے حق میں ہو
اور جو مجھے عنایت ہوا ہے میرے کس کام کا ہے کیونکہ میں باربرداری نہیں
رکھتا بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ میں باربرداری اور محافظ تمہارے وطن
تک پہونچانے کے لئے ہمراہ کر دونگا حاتم نے کہا مجھے ایک کام ضروری
درپیش ہے جب تک اسے نہ کر لونگا وطن کی طرف منہ نہ کرونگا شہریار
نے پوچھا وہ کونسا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی شریک ہوں حاتم بولا حضرت
کا الطاف ہے لیکن میں خالق کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہتا مگر ایک ہمراہ ساتھ
کر دیجئے جو شہر قطان کا راستہ بتا دیوے یہ بھی احسان سے خالی نہیں بادشاہ
نے فرمایا تمکو اس شہر میں کیا کام ہے میں نے سنا ہے کہ حمام بادگرد اسی سرزمین
میں ہے اسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں شاہ نے ارشاد کیا اے جوان
اس خیال کو دل سے اٹھا کہ جو اسطرف گیا جیتا نہیں پھرا آپکو کیوں ہلاکت
میں ڈالتا ہے وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھے جانا اور وہاں کی خبر لانا ضرور ہے
غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر اس نے نہ مانا ناچار دو آدمی ساتھ کر دئے
کہ شہر قطان کی راہ بتا دیں اسکو پہونچا دیں حاتم رخصت ہو کر شہر سے نکلا چند روز کے
بعد ایک مقام پر پہونچکر رہبروں نے عرض کی کہ ہماری سرحد تمام ہو چکی یہ سرحد
شہر قطان کی ہے ہمیں رخصت کرو حاتم نے وداع کر کے آگے کا راستہ لیا جب
وہاں پہونچا اس نواح کے لوگ اسکو کہنے لگے کہ اے جوان کس لئے تو آیا ہے اسنے
کہا فلانے اطراف سے آیا ہوں اور حمام بادگرد دیکھنے آیا ہوں لیکن خدا کے کرم سے نے

یہ کہکر حاتم کی طرف متوجہ ہوا کہ اے جوان ہماری خوشی اسی مین ہے و ہان سے آجا
اور یہین رہنا اختیار کر ہماری مجلس کی رونق بڑہا اور اپنا کلام شیرین سُنا
غرضکہ حاتم وہین رہا بادشاہ سے صحبت رہی چہہ ماہ گذر گئے آخر حارث اسیر
ایسا مبتلا ہوا جو ایک دن نہ دیکھتا تو اسے چین نہ پڑتا ناچار بلوا لیتا
اور اکثر اپنے ندیمون سے اس کی تعریف کرتا کہ اگر یہ شخص میرے ملک
مین اپنی بود و باش اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے یہ وہ سنکر کہنے
لگے حضرت بجا فرماتے ہین یہ مرد ایسا ہی خوش کلام ہے اس کا رہنا
مناسب ہے ایک دن جو حاتم نے حارث شاہ کو خوش و خرم دیکھا کئی لعل
و زمرد و الماس بیش قیمت پیشکش گذرانے فرمایا اے جوان بار بار کیون
شرمندہ کرتا ہے تو خدمت مین حاضر ہے کچھ فرمائش نہین کرتا حاتم نے
کہا شاہ کی عمر دراز ہو اور سلطنت ہمیشہ قائم رہے میری آرزو مین سب
ہوا چکین مگر ایک باقی ہے سو وہ تا دم مرگ بجا نیکی شاہ نے پوچھا وہ آرزو
ایسی کیا ہے اگر تو عنایت کرے تو اپنی بیٹی بہی حوالے کردون ملک تو کیا چیز
ہے حاتم نے کہا آپکی بیٹی کو اپنی بہن جانتا ہون وہ دہیان میرے دل مین
نہین مگر ایک تمنا ہے پر اس صورت مین التماس نہین کہ مبادا قبول نہو اور مین
کہکر لوگون مین شرمندہ ہون بادشاہ نے ارشاد کیا اے عزیز مین تیرے
لطف کا ممنون و احسانمند ہون اگر تخت و سلطنت بہی چاہے تو ابہی بخشون بگم کے
سوا جو چاہے سو تیرا ہے حاتم نے ہاتہ جوڑکر عرض کی یہ آپ کیا فرماتے ہین
وہ بجائے میری والدہ کے ہین اور تخت آپ کو مبارک رہے میری غرض اور
ہی ہے تب تو حارث نے ہا خدا کے واسطے کہین جلد کہہ اسنے کہا بشرطیکہ آپ
قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے عہد کیا تب حاتم نے التماس کیا
حمام باد گرد کے دیکھنے کی آرزو ہے جو ارشاد ہو تو اس کی سیر کرون بادشاہ
یہ سنتے ہی سر بزانو ہوا حاتم نے کہا پیر و مرشد آپ اسقدر کیون متفکر ہین

ہر طرح سے آپ کا فرمان بردار ہوں جو آپکی مرضی ہو بجا لاؤں شہریار نے یہ سنکر
فرمایا اے عزیز میں تو فکرمند ہوں مجھے کئی طرح کے اندیشے ہیں پہلے تو میں نے
قسم کھائی ہے کہ کسی کو حمام بادگرد کی طرف نہ جانے دونگا اگر تجھکو وہاں جانیکی پروانگی
دوں تو عہد شکنی ہوتی ہے دوسرے یہ ہے کہ تجھسا جوان خوبصورت نیک
سیرت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تیسرے یہ کہ جیسا کہ تو ہے ایسا آج تک کوئی
میرے پاس نہیں آیا چوتھے یہ کہ اگر تجھکو رخصت دوں تو درد جدائی کیونکر سہوں
پانچویں یہ کہ اگر اجازت نہ دوں تو قول سے جھوٹا ہوتا ہوں حاتم نے کہا انشاء
اللہ جلد پھر آپکی خدمت میں حاضر ہونگا کسی طرح کا اندیشہ خاطر
مبارک میں نہ لائیے یہ وسواس مجھے اجازت دیجئے کیونکہ میں نے عہد کیا ہے
تا مقصد در دست برنیاید از پا ننشینم نہ ہونگا اور دوسرے منیر شامی شاہزادہ حسن بانو
برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ ساتوں سوال انکے پورے نہ کر سکا شہزادہ سے نہ
ہو سکا میں نے اسپر رحم کھا کر اپنے ذمہ لیا ہے کہ جب تک یہ کام نہ ہو میں اسکے
لئے رہونگا چنانچہ چھ سوالونکا جواب لا چکا ہوں ایک یہی سوال باقی
ہے جناب الہی سے توقع رکھتا ہوں کہ وہاں جاؤں اور حمام بادگرد کی
خبر حسن بانو سے جا کر کہوں اور اسکا بیاہ اسی شاہزادہ سے کرا دوں کہ مدت
کے بعد عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچیں یہ سنکر بادشاہ نے
کہا اے جوان آفرین تیری ہمت پر اور تیرے ماں باپ پر کہ تو نے
غیروں کے واسطے اپنے تئیں رنج و مصیبت میں ڈالا ہے اسکا اپنا نام ظاہر نہ
کیا اس لئے کہ آخر ... ہوا یہ سن آتا ہے شاہزادہ اور سوداگر نے
وہاں جا کر سلامت شہر کے اغلب ہے کہ انکو بھی اسنے بھیجا ہو مگر یہ تو
کہہ کہ کس شہر کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے اسنے کہا
میرا وطن یمن ہے اور نام حاتم بن طے یہ سنتے ہی حارث شاہ اٹھ کر بغلگیر
ہوا اور اپنے پاس اسکو بٹھا لیا اور کہنے لگا کہ تمام بادشاہت

تیری پیشانی سے ظاہر اور نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور زیادہ ہوگی یہان تک
کہ تیرا نام ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تیرا ثانی کہلائیگا
یہ کہکر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھکر
حوالہ کرو اسکے بعد حاتم کو گلے لگایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہنے لگا
اللہ حافظ جسوقت حاتم آنکھون سے اوجھل ہوا بادشاہ تخت سے غمزدون
کیطرح محل مین گیا اور حاتم شہر سے نکل جنگل کیطرف چلا پھر اسی طرح منزل
منزل کرتا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد حمام نظر آنے لگا حاتم نے ان سے پوچھا
کہ یہ کون پہاڑ دکھائی دیتا ہے انہون نے عرض کی یہی حمام بادگرد کا دروازہ
ہے دیکھنے مین نزدیک معلوم ہوتا ہے مگر سات روز مین پہونچئیگا یہ کہکر آگے بڑھا
ساتوین روز دروازے کے متصل جا پہونچا حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک
پہاڑ کے دامن مین داخل ہوا اسکے ہمراہیون کے خویش و اقربا تھے باہم
ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا انہون نے کہا ہم اسی جوان یمنی کے
ساتھ بادشاہ نے بھیجا ہے اور نامہ بھی دربانون کیواسطے لکھا ہے القصہ
حاتم سامان ارک کے خیمے مین آیا صاحب سلامت کی شقہ حوالے کیا
وہ اوسکو بغل گیر ہوا اور نامہ سر پر رکھ لیا بادشاہ کی مہر کو دیکھکر بوسہ دیا
کھولکر دیکھا تو اس مین یون لکھا ہوا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ ہم نے
وعدہ کیا تھا اس لیے بھیجا ہے کہ اگر اسکو سمجھا بجھا کر کسی طور سے اولٹا پھیر دو
تو ہم خوش ہونگے اور جو سے نہ مانے تو ناچار حمام مین بھجوا دینا لیکن تا مقدور اس
کے پھیرنے مین سعی کرنا وہ پڑھکر اوٹھ کھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام کرسی پر بٹھایا
مہمانداری کی شرطین بخوبی بجالایا قصہ کوتاہ چند روز حسب الحکم
سمجھایا پھر کو جو کچھ نیکی جتا سکا اس نے نصیحتون کے جواب مین یون کہا
تم اس خیال سے باز آؤ جسکے لیے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو
تمہاری کیا سنتا ہون مجھے تصدیع نہ دو بہتر ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک

نے جو دیکھا کہ میری نصیحت مطلق اثر نہین کرتی ناچار بادشاہ کو عرضی لکھی کہ یہ
جوان اپنی ہٹ نہین چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہین مانتا اب جو حکم ہو بجا
لاؤن بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑہکر سر دہنا اور آنکھون مین آنسو بھر
لایا آخر بمجبوری لکھہ بھیجا اگر وہ راضی نہین ہوتا تو مزاحمت نہ کرو جانے دو شاید
اسکی عمر تمام ہو چکی حمام کا بہانہ ہے وہان تو سامان ارک جواب کا منتظر تہا ادہر
حاتم کو اپنے چلنے کی پڑ رہی تھی غرض ادہر سو تقاضا تہا ادہر امروز فردا اسی
حیص بیص مین فرمان بادشاہی آ پہونچا کہ اس کو تم روکو جانے دو اسپر بھی
سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا اے عزیز اب بھی کچھہ نہین گیا اگر زندگی
عزیز ہے تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا
اس مبالغہ آمیز گفتگو سے خدا کے واسطے مجھے معذور رکھہ کہین جانے دے
تب سامان ارک لاچار ہوکر حاتم کو حمام بادگرد کی دروازے پر لے گیا وہان بھی
کہڑے ہوکر بہت سا سمجھایا پر سمجھہ مین کچھہ نہین آیا حاتم نے ایسا دروازہ تمام
عمر نہ دیکھا تہا جو آنکھہ اٹھا کر غور کیا تو خط عبرانی سے اسپر لکھا پایا کہ یہ طلسمات
کیومرث کے وقت کا بنا ہے اس کا نشان مدتون رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات
مین جائیگا جیتا نہ نکلیگا وہین بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا اگر اسکی زندگی
ہے تو ایک باغ مین رہے وہان جاکر اپنی حیات کے دن پورے کریگا
پہر باہر نہ نکل سکیگا جب اس نوشتہ کو دیکھا اور دل مین خیال کیا جو کچھہ
حقیقت تھی دروازے پہ لکھی دیکھی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تہا کہ وہان سے الٹا
پہرے وہین یہ خیال آیا کہ حسن بانو اندر کا احوال پوچھے تو کیا جواب دونگا
اب جو ہو سو ہو اندر چل پہر لوگون کو رخصت کیا آپ اندر گیا دس بارہ قدم
چل کر پیچھے دیکھا تو آدمیون کو نہ پایا اور نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک جنگل
لق و دق موجود تہا اور کچھہ دکھائی نہ دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ
قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہین پہونچی کہ دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اسکے

آنا سبھی کھائی نہین دیتے کسی طرح اسکو ڈہونڈتے ہے باہر نکلے غرض تمام دن
اسی تلاش مین پھرا اور دروازہ نہ ملا تب دل مین کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا کہ پاؤن
رکھتے ہی اجل کے ہاتھ مین پڑ گیا اب بن جان دیے چھٹکارہ نہین غرض اپنے
یہین زندگی کرا ضطراب سے ادہر ادہر بھٹکتا رہا چند روز کے بعد ایک سمت کنارا
لیا تب جیطرح دور گیا ہوگا ایک آدمی پر نظر پڑی اسطرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہے
کہ وہ بھی ادہر آتا ہے جب نزدیک پہونچا تب اس صورت طلسمی نے سلام
کیا اور آئینہ بغل سے نکال کر حاتم کے ہاتھ مین دیا حاتم نے لیکر اپنا منہ دیکھا اور
پوچھا کیا تو حجام ہے جو آئینہ دکھاتا ہے اسنے کہا البتہ حاتم نے پوچھا کہ حمام کو چھوڑکر
کدھر جاتا ہے وہ بولا مین اسی طرح جس شخص کو آتے دیکھتا ہون لیجاکر
حمام مین نہلاتا ہون اور انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی چلکر حمام
کیجیے تو آپکی بدولت کچھ مل رہیگا حاتم نے کہا بہتر میرے بدن پر سفر کی گرد سے
میل جم رہی ہے چاہتا ہون کہ اسے چھڑاؤن مگر تو اکیلا ہے اسنے عرض کی آدمی تو
بہتیرے ہین پر آج غلام کی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم اور پیچھے پیچھے نائی
چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے تھے کہ ایک گنبد نظر آیا جب نزدیک آیا تب حجام
حمام کے اندر گیا اور حاتم کو بلایا وہ جو ہین داخل ہوا دروازہ بند ہوگیا
آخر حمامی اسے حوض پر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ اسمین اتریے تو مین بدن
پر پانی ڈالون اور میل چھڑاؤن حاتم نے کہا مین کپڑے اتاروں گا بے لنگی
یہ نہین ہوسکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بہت تحفہ حوالے کی حاتم نے
اسکو باندھکر کپڑے رکھدیے اور حوض مین اتر پڑا اور پھر حمامی نے ایک بڑا
طاس گرم پانی سے بھر کر اسکے ہاتھ مین دیا اس نے سر پر ڈال لیا اس نے
پھر بھر کر دیا اسنے اسے بھی اپنے اوپر الٹ لیا تیسری مرتبہ جو ہین سر
پر ڈالا مین ایک تڑاقا ہوا کہ حمام مین اندھیرا ہوگیا ایک ساعت
کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہو کہ نہ حجام ہے نہ حمام نہ حوض ایک

تراشا ہوا گنبد ہے اس کا تمام صحن پانی سے بہرا نظر آتا ہے ایک دم نہ گذرا تہا کہ
پانی پنڈلیون تک آگیا حاتم عاجز ہوگیا ادہر ادہر دیکہنے لگا اور وہ بڑہکر
گہٹنون سے بہی اونچا ہوگیا تب وہ گہبرایا کہ الٰہی یہ پانی تو ہر دم بڑہتا جاتا ہے
نکلنے کی صورت نظر نہین آتی یقین ہوا کہ اسمین ڈوب مرونگا کیا یک مضطرب
ہوکر دروازے کے چارون طرف سر ٹکرایا راستہ نہ پایا اتنے مین پانی ڈوباؤ
ہوگیا یہ پیراک تہا پیرنے لگا اور جی مین سمجہنے لگا کہ حمام سے جو آدمی نہین نکل
سکتے اسکا یہی سبب ہے کہ پیرتے پیرتے تہک کر ڈوب جاتے ہین اب
مین بہی ہاتہہ پاؤن مارتے مارتے تہک جاؤنگا باہر نکلنا تو معلوم نہوا اسی
دن کے لیے حارث شاہ منع کرتا تہا القصہ حاتم اسی سوچ مین تہا کہ پانی
اسقدر بلند ہوا کہ سر اسکا گنبد مین جا لگا اور یہ نہایت ماندہ ہوا ہاتہہ پاؤن شل
ہوگئے قریب تہا کہ ایک دفعہ ہی غوطہ کہا جائے کہ یہین ایک زنجیر لٹکتی دکہائی دی
حاتم نے بے اختیار دونون ہاتہون سے زنجیر پکڑ لی کہ بہلا ایک ساعت تو
دم لون کہ پہر ویسی ہی آواز آئی کہ گنبد کے باہر ہوگیا آپ کو ایک جنگل مین کہڑا
پایا ہر طرف دیکہنے لگا میدان کے سوا کچہہ نظر نہ آیا جی مین ہوا کہ رب نے اس
طوفان سے نجات ہوئی اور طلسمات سے رہائی پائی آگے بڑہا غرض ایک
عمارت عالیشان چمکتی نظر آئی آبادی کی امید پر اسی طرف چلا جب نزدیک
پہونچا ایک باغ خوش قطع پر فضا دیکہا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغ یہان
کس نے بنایا ہے البتہ اس کے قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہونچا
دروازہ کہلا پایا اندر چلا گیا آخر لاچار ہوکر ایک مکان کی طرف روانہ ہوا وہان
طرح طرح کے درخت میوہ دار دیکہے بہوکہا تو تہا ہی میوہ توڑکر کہانے لگا جتنا
کہاتا تہا پیٹ نہ بہرتا تہا غرض سو من کے قریب کہا گیا پر سیر نہوا لیکن جب
کہاتے کہاتے تہک گیا پہر سیر کرتا تماشا دیکہتا ایک بارہ دری کے قریب
جا پہونچا اس کے متصل بہت سے آدمی پتہر کے ننگے کہڑے تہے مگر ایک ایک

اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک تیر اور لگا کر انہیں بتوں میں شامل ہو جا یہ سوچ کر
دوسرا تیر پھر مارا اسنے بھی خطا کی اور حاتم ناف تک پتھر کا ہو گیا اوسوقت طوطی
نے یہ بات کہی اے جوان پیچھے سرک یہ جگہ تیرے لائق نہیں ہے حاتم نے
وہاں سے جست کی اور دو سو قدم پرے اچھلکر بتوں کے قریب پہونچ گیا اور اپنی
حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھسا نامراد کوئی نہیں ہے جو
پھر ایسا کام اوٹھا کرتا ہے پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے
حاتم اپنی مرگ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا چاہیے بہتر یہ ہے کہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر او
یہ ایک تیر جو بساط میں رہ گیا ہے توکل بخدا اسکو بھی لگا چاہیے کیونکہ ایسا جینا
مرنے سے بدتر ہے دفعۃً طوطی کو تاک کر آنکھوں پر پٹی باندھ اللہ اکبر کہکر تیر
مارا وہیں طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے باہر نکل پڑی اتنے میں ایک
آندھی آئی گھٹا اٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا ہو گیا سینہ سی رہگیا شور و غل تھا
ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہو کر گر پڑا یہ وہم ہوا کہ یہیں جیتے جی پتھر ہو گیا ایک
ساعت کے بعد آندھی رفع ہو گئی ابر جاتا رہا شور و غل موقوف ہو گیا سورج
نکل آیا حاتم نے جو آنکھیں کھولیں تو آپ کو بتوں کے برابر پڑے دیکھا جب
ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے تو دیکھا کہ نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ وہ کرسی
نہ وہ پتھر نہ وہ طوطی مگر ایک الماس میدان پر پڑا ہوا ایسا چمک رہا ہے حاتم نے دوڑ
کر اوٹھا لیا اور سجدہ شکر ادا کیا وہ سب کے سب آدمی حاتم کو دیکھکے کہنے لگے اے جوان
تو اس جگہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا حمام کیا ہوا تب سرگذشت کہی
دوڑکر اسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے ہم آج سے تمہارے غلام ہوچکے یہ
طوق بندگی جیتے جی ہمارے گلے سے نہ نکلے گا اسبات کو سنکر حاتم نے انکی
بہت سی تسلی و خاطر داری کی اور اپنے ساتھ لیکر شہر قطان کا راستہ لیا کیونکہ یہ
نہ جانتا تھا کہ میں کدھر جاتا ہوں اور شہر قطان کا راستہ کدھر ہے لیکن ہادی
حقیقی اسکو راہ راست پر لئے جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا جسکی فصیل

ہوا تھا جو مین اس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا ادھر متوجہ
ہوا اور اس سے جا ملا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین
پر بٹھایا بآئین شائستہ ضیافت کی عطر و پان کی رسم کے بعد حاتم نے تمام
وہان کا حال بیان کیا اور وہان چار روز رہا پھر وہان کے بہت سے لوگ ساتھ
ہوئے شہر قطان کی طرف روانہ ہوا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا
حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے اسپر الطاف و نوازش فرمائی اپنے
برابر تخت پر بٹھایا حال پوچھا اسنے وہان کا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس
بادشاہ کے روبرو رکھدیا کہ حضور کی نذر ہے لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایکمرتبہ
حسن بانو کو دکھا دون پھر خدمت مین بھیجدونگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور
فرمایا بارک اللہ حاتم نے عرض کی یہ بیچارے جو میرے ساتھ آئے ہین پتھر کے
ہوگئے تھے اکثر انمین سے شہزادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب و سواری
کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب خرچ راہ ہر ایک
کو عنایت ہو جو اپنے وطن کو پہنچین حضرت کو دعا دین گے حارث شاہ
نے اسکے کہنے کے موافق کیا پھر حاتم بھی رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا
مال اسباب اور سرانجام اسکے ساتھ کرکے نہایت عظمت و شان سے روانہ
کیا حاتم کئی دنون کے عرصہ مین بڑے ٹھاٹھ سے شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون
نے اسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع کی کہ حاتم دالسرا آگیا حسن بانو نے
چوبدارونکو دوڑایا غرض حسن بانو نے حاتم کو اندر بلایا احوال پوچھا اس نے تمام
کیفیت بیان کی وہ سنتے ہی ٹھنڈی ہو گئی پھر الماس بھی نکال کر دیا تب
حسن بانو نے سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے چپ رہ گئی حاتم نے کہا مین اپنا
وعدہ پورا کر چکا ہون اب تو بھی وعدہ وفا کر اس نے آہستگی و نرمی سے
التماس کیا کہ مین تیری ہو چکی ہون جو چاہے سو کر جسکو چاہے اسے بخش یا اپنے
پاس رکھنا چاہتا ہے تو مختار ہے اس بات کو سنکر حاتم نے کہا جو کچھ

تو نے کہا ہین نے کیا جو مین سو تو کر سچ تو یہ ہی کہ ہین نے یہ محنت و مشقت اپنے
واسطے نہین کھینچی ملکہ عنداللہ منیر شامی شہزادے کے لیے لازم ہی کہ اسی قبول کر کیونکہ
وہ مدت سے تیرے فراق مین رو رہا ہی اور تیری جدائی کے درد سے جان کہوتا
ہی اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہی اسمین قصور کرنا عنداللہ اور
عندالناس برا ہی حسن بانو بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہہ ہو جو میرے حق مین بنا
جانو سو کرو وہ میرے شوہر ہونے کے لائق ہو تو مجھے کچھہ عذر نہین یہ سنتے ہی حاتم نے
منیر شامی شہزادے کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک بدل کر سج سجا کر نہایت زرق برق
میرے پاس آؤ شہزادہ بڑے ٹھاٹھہ سے شادان و فرحان آیا حاتم نے اس
کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے سے جھانک کر
جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کئے شرم سے اٹھکر دوسرے مکان
مین چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے کاروانسرا مین آیا رات کی رات وہان رہا
صبح کو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالی شان خالی کروا دیا اس مین
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط
جمائی گئی کئی دن کے بعد ساچق بادشاہون کے طور پر بھجوائی دوسرے دن اسی طرح
مہندی بھی اسی ٹھاٹھہ سے آئی صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانونکی فرش
بدلے براتیون نے کپڑے جھم جھماتے پہنے اور طائفے بھی بہت سے بلوائی دور راہ
روشنی کے ٹھاٹھہ مینا کاری کے ٹٹیون سمیت دلہن کے محل تک بندھوائے
آتشبازی کی چادرین بھی جابجا قرینے سے استادہ کروائین لاکھون گنج ستارون
کے گرد آئے آدھی رات گئی نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا
ابیات وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار ٭ وہ موتی کا سہرا جواہر نگار ٭ شہر کردہ گھوڑ لکھا
چلنا سنبھل ٭ نہا کی وہ دونون طرف مورچھل ٭ وہ فانوسین آگے زمرد نگار ٭ کہ ہو
سنہر مینا بھی جن پر نثار ٭ ہزارون تماشے کے تخت روان ٭ اور اہل نشاط اپنے جلوہ
کنان ٭ وہ سہنائیونکی سہانی دھنین ٭ جنھیں گوش زہرہ مفصل سنین ٭ جھانجھ طبلون کا شور ہو

جابجا پہولون کا انبار تہا انارون کی کثرت سے بازار گلنار تہا مہتابونکی روشنی بہی
چودہوین رات کی چاندنی مات تہی ستارون کی چمک سے دن سے زیادہ روشن رات
تہی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کیفیت سے براتیون کی جمعیت کی
نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو طاقت جو لکہے بیت جب آئی دولہن کے مکان پر برات
کہون وانکے عالم کی کیا میں بات درمیان مجلس نشاط وہان سے زیادہ تر آراستہ
تہی ساز بج رہے تہے ناچ ہو رہا تہا کتنے اشخاص پیشوائی کو گئے دولہا کو ہاتہون ہاتہ
لے آئے مسند شاہانہ پر بٹہایا حاتم نوشہ کے پاس جاکر ایک مسند پر خوش و خرم بیٹہا اور
براتی بہی اپنے اپنے قرینے سے شریک مجلس ہوے ابیات وہ دولہا کا مسند پر
آبیٹہنا + برابر رفیقون کا جا بیٹہنا + طوائف کا اٹہنا اک انداز سے + وہ کہانا
وہ آصورتین ناز سے + غرض ناچ کا سمان راگ کا بیان کچہہ کہا نہین جاتا دیکہنے
سے تعلق رکہتا ہے اتنے مین قاضی صاحب آئے عقد پڑہایا مبارک سلامت ہوئی
شربت اور پان بٹنے لگے اور دولہا کو محل مین ڈیوڑہی پر لیگئے اور وہان سے
کئی بوڑہی بیگمین دولہن کی انا سمیت آئین نوشہ کو بسم اللہ کر کے اندر لیگئین دولہن
کے پاس مسند پر بٹہایا وہ بہی لباس عروسی پہنے جواہر سے آراستہ عطر مین ڈوبی اور
پہولون مین بسی نشہ حسن مین چور ہو رہی تہی شہزادہ گہونگہٹ مین اسکی جہلک دیکہہ کر
ذرا ٹہہرا تہا پہر آرسی مصحف دیکہتے ہی غش کر گیا انا اسی دم گہبرا کر گلاب پاش
لاکر چہڑکنے لگی دیر کے بعد ہوش مین آیا شکر خدا کا درگا نہ پڑہا حاتم کی ہمت پر
آفرین و تحسین کی اسکے بعد جو رسمین باقی رہی تہین سنہسی خوشی بجا لاکر دولہن
گود مین لیا سکہپال مین سوار کیا بڑی دہوم دہام سے شادیانے بجواتا دولتخانہ مین
داخل ہوا چار روز تک محل سے پاؤن باہر نہ رکہا پانچوین دن برآمد ہوا حاتم کو دیکہ کر
حاتم نے سر اوٹہا کر سینے سے لگا یا شہزادہ نے اسے بہجکر گلے لگایا حاتم نے مبارکباد دی
رخصت چاہی پہر منیر شامی نے دو چار روز اور بہی اوسکو منت کر کے صحبت نشاط دوبارہ گرم
کی آئین مہانداری خاطر خواہ بجا لایا تب حاتم نے متبسم ہوکر کہا کہ بہائی اب تم

صاف ہنسین اپنی اپنی حالت سمجھہ تب منیر شامی نے مجوبہ ہو کر
رخصت پائی وہ نہایت خوشی و خرمی سے یمن کی طرف روانہ ہوا تہوڑے دنون
میں یمن میں جا پہونچا بادشاہ کو اسکے آنیکی خبر ہوئی وزیر کو پیشوائی کے لیے
بہیجا وہ اون کو نہایت جاہ و جلال سے بادشاہ کے حضور میں لے گیا اوس نے
دوڑ کر چھاتی سے لگا لیا یہ پاؤن پر گر پڑا بادشاہ نے سر اوٹہا کر سینہ سے لگایا پیشانی
چومی محل میں لے گیا اس نے مودب ہو کر اپنی والدہ کو مجرا کیا اوس نے سر سے
پاؤن تک بلائین لین یہ قدمبوس ہوا اون نے اوٹہا چھاتی سے لگا دلکو ٹھنڈا
کیا پھر تو محل میں مبارک سلامت کی دہوم مچی شہر میں آئین بندی ہوئی گہر
گہر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو رتبے کے موافق خلعت دیا
زر و جواہر بخشا محتاجون کو غنی کر دیا اور حاتم کا [illegible] ملکہ زرین پوش
کے ساتھ بیاہ کیا پھر سب کے سب خدا کا شکر بجا لائے عیش و عشرت
میں مشغول ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی و غریب کا دل شاد ہوا بادشاہ اپنے
دیوان عام میں جا بیٹھا ندیمون سے کہنے لگا آفاق میں ایسے بھی لوگ ہین
جو غیر کے واسطے اپنا سکھ چہوڑین اور ون کے کام میں دکھ سہین فی الحقیقت
دونون جہان میں بھلے وہی ہین جینا مرنا بہی اونہین کا اچہا ہے یہ کلمے
ارشاد کر کے بادشاہ نے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض تین برس
سات مہینے نو روز میں حاتم کی ہفت سیر تمام منیر شامی اپنے مطلب کو پہونچا
آخر یہ نہ رہا وہ رہا ایک کہانی سننے کو رہ گئی

شعر

سچ ہے کہ دہر جہان میں حاتم کہان رہا	افسانہ اوسکا خلق کے کیسی بیان رہا

خاتمة الطبع الحمد للہ والمنة کہ قصہ دلفریب مطبوع صغیر و کبیر یعنی آرائش محفل با تصویریا باہتمام
علی حسین خان مالک مطبع اعجاز محمدی لکھنؤ محلہ نواب گنج بماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ع مطابق
ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۰۸ ہجری چہپ کر نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے طبع ہوئی

اطلاع

جملہ کتب درسی - اُردو - فارسی - وکاپی سادہ مہر
جملہ سامان اسٹیشنری - اور جملہ سامان کھیل از قسم کرکٹ
فٹ بال - ہاکی - ٹینس - کاغذ ساخت لکھنؤ پیپر مل ہمارے
یہان سے بکفایت ملسکتا ہی - نیز جملہ کتب اُردو - فارسی
عربی انگریزی - مطبع نولکشور صاحب ہمارے یہان سے
بکفایت ملسکتی ہین اور شرح خریداری تاجرانہ خط وکتابت
سے طے ہوسکتا ہے -

۲ الشـــــــتہر

مہر جرنداس بھارگو بکسیلر وپبلشر امین آباد پارک نمبر ۱۵ لکھنؤ